دو دین پر پہونچیں کہ بتہرہ جدال دہراز اور نتیجہ قیل و قال نزاع ہی تہا اور کیا ہوتا ناچار
بحکم وجادلہم بالتی ہی احسن نرم و نازک و بموجب فاصدع بما تومر حسب درخواست
بعض ناصحان دین و ایمان بطور معادلہ و محاکمہ صحیحہ تہا لیکن بلحوظ خاطر فاطر تہا اس اثنا
میں اغدین باب ایک سوال مشتمل بر طلب جواب بطور استفتا مرسلہ بعض احباب و اصحاب
پہونچا ہو کہ عزیمت زاید از سابق ہوا لیس اظہار حق ضرور ہوا اور جواب اوسکا بطور
فتوی صحیح ثبت ہوا ہیر و دستخط علماء و فضلاء جسکی ہویدیہ کتاب ہی تمام بعینہ آخر کتاب
میں بعبارۂ خاتمۃ الکتاب حوالہ قلم کیا گیا۔
اور نام اس تحریر کا قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا بلحاظ المنت و
بیبارہ التصدیق اور بجائی فصل لفظ قسطاس قرار دیا۔ اور بعض قسطاس مشتمل بر اثبات مطلب
بدلائل جلائل اور بعض متضمن بہ نقض دلائل ناموزون و ناہموار بالمتوازی میزان ناظمان
واستقرار۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی ومن اہتدی
وما علینا الا البلاغ المبین۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ اور اپنی صمیم قلب سے بکمال
تصدیق مستدل کر بخوف کریمہ۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا۔ وان
کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین۔ و نیز بدہشت وعید کریمہ
ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون
بلا جانب داری لکھتا ہوں بقول غالب۔ ہم سخن سنج ہیں غالب کے طرفدار نہیں
[illegible] جب کسی صاحب کا قصد تحریر ہو نسبت اس تحریر کی تو پابندی شرائط مناظرہ
صحیحہ ضرور ہے ۔۱۔ اور نظر اندازی از اول تا آخر واجب ۔۲۔ اور استیعاب جواب
مفصل ہر ایک مطلب قسطاس بدلیل جو بمنزلہ فصل کتاب ہے لازم ۔۳۔ اور رستہ
انصاف بہ بیت الضاف لی جور و اعتساف فقط

قسطاس اول جاننا چاہیے کہ باصطلاح اہل حدیث شریف در حقیقت اثر

قول صحابی ہے اور حدیث اور خبر قول حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اور کا ہی مجازاً لفظ حدیث شامل ہے اثر کو بھی بخلاف لفظ خبر کہ وہ مخصوص ہے
ساتھہ قول رسول مقبول صلعم کے اور بموجب بعض حواشی شرح نخبہ خبر مرادف
حدیث ہی اور وہ مرادف سنت ہے اور عام ہی مانند عموم سنت کے
الحاصل لفظ حدیث شامل ہے قول اور فعل اور تقریر کو خواہ از قبیل خبر ہو خواہ اثر
لیکن بالنسبت اس اثر کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مجازاً ہے اور درحقیقت
قول ابن عباس رض ہے پس متحقق ہوا کہ یہہ اثر ہے اور بالفرض والتسلیم ہر ا ر شوری
اگر یہہ اثر ابن عباس رض بحکم مرفوع ہی ہی بموجب اس عبارت دافع الوسواس واقع
صفحہ دویم کے کہ حقیقت مین وہ مرفوع حکمی ہے اور نیز صفحہ مذکور مین کہا پس بنا ء علیہ
اثر ابن عباس رض جو متعلق ہے ساتھہ بدء خلق اور قصص انبیاء کی حکم مرفوع مین ہوگا اور یہہ
قول ابن عباس رض بعینہ قول رسول مقبول سمجھا جاویگا فقط پس جاننا چاہیئے کہ یہہ امر بس
مبنی برمبنی نہین ہے اسلیئے کہ بموجب تمہید عبارت مذکور اس معنی کو نسبت اثر مذکور
کی مخالفت نصوص قطعیہ وارده درباب بعثت عامہ اور خاتمیت مطلقہ جو کہ مخصوص
ہے ساتھہ ذات حضرت خاتم النبین صلعم کے من جمیع الوجوہ بلاشرکت غیر لازم آتی
ہے پس دعوی علی العمیا ساقط الاعتبار ہی اور خود عبارت انکی صفحہ تیسری مین اور
من بعہ اور من تبعہ فی دلیل ظنی ہونا اس اثر کا اور نہ مفید ہونا اسکا لطو قطع ویقین
کے یہان تک کہ منکر اوسکا کافر نہین اقبال کرلیا اور مرظاہر ہی کہ امر ظنی بمقابلہ
امر قطعی کے مضمحل ہے مثل برف بپیش آفتاب اور جو کچہہ کہ عبارات علماء ٹونک اور
بہوپال و رام پور و مراد آباد و لکہنو و کانپور و مدراس و دہلی و بریلی و پانی پت وغیرہ آمرہا کی
نے لنسبت اس اثر کی مشتمل بر علل و سقم و جرح و شذوذ و ضعف و رکاکت ہر نگ تفتیشی
وہم بطرز مناظرہ صحیحہ لکھین اعادہ اونکا موجب الحنات اسہاب ہے پس بموجب

معنی مذکور نسبت اس اثر کی سوا ہی ہمی اصل اصول عقیدہ اہل اسلام خصوص اہل سنت
وجماعت کی اور کچھ ثمرہ پیدا ہوا بلکہ بدولت اس صحت کی تو آزار زنادقہ از تپ دق
لگ گئی بالفرض اگر صحت اثر مذکور میں تفرد راوی مخالفت ثقات روایت نکرے مخل
نہیں مگر یہہ امر ضروری کہ خبر واحد بمقابلہ نص مقبول نہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوۃ کی جلد اول میں تحریر کیا ہیں قول عبارت
دافع الوسواس کا کہ اس حدیث کو صحیح سمجہا جاوے اور جسقدر اسکے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے
بغیر چون وچرا تسلیم کرنا چاہیئے ۔ تسلیم امر مسلم ہو سکتا ہے بشرطیکہ مخالف معنی
نص قطعی ہو ورنہ واجب التاویل ہے اور مفترض التوجیہ جیسا کہ علماء راسخین ائمہ سلف
صالح امام قسطلانی وزرقانی وسیوطی وغیرہ وقوع میں آیا مگر یہہ امر کیسے مسلم ہو کہ جو معنی
عبارت دافع الوسواس وغیرہ نے حکایت کری اور سمجھے وہ بھی بغیر چون وچرا تسلیم کرے
جاویں اور معنی اثر مذکور جو ائمہ مذکورین نے بیان کی ہیں بعنایت الٰہی جلشانہ تمامہ
قسطاس میں مدلل بدلایل عقلیہ ونقلیہ کی گئی وہ غلط سمجھے جاویں اور کچھہ باقی تحقیق اس
مطلب کی اوس قسطاس میں ہے جو متعلق بجواب رسالہ مرغوب المسلمین فی رد قول
الجاہلین مذکور ہے ۔

قسطاس دوم حق تعالیٰ تبارک جزای خیر دے علماء حامیان ملت و دین متین کو
جو جہد بلیغ بما لا مزید علیہ قیل وقال بسیار ومناظرات بتکرار اسقدر تو تخفیف دی کہ درجہ
مماثلت خواتم مفروضہ سے ساتہہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے درجہ مشابہت پر بالطہارۃ
خفافت تو فرود لائی ۔ ماشاء اللہ تعالیٰ تقدس ہمین ذات حضرت اعلیٰ واقدس بہیہ
بمشتباہ ہیے جسکا منشا لفظ نبی کنبیکم وارد اثر مذکور ہے باسلوب بدیع قساطیس
ثلثہ میں حسب منطوق لازم الوثوق قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا ۔ اور نیز تفسیر آیت ۔ ہو الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن ... لا اعتبار ...

قسطاس دوم

اگر کہا جاوے کہ ہر گاہ ایمان متشابہات پر بلا کیفیت ہے تو اس لفظ نبی واقع فیہ نبی کیلئے
اثر مذکور پر بلا تاویل قطع بلا کیفیت ایمان لانا چاہیئے مانند آیات مذکورہ کی تو جواب یہ ہی کہ
ذات نبی اور وصف ثبوت بلا کیفیت نہیں بخلاف ذات اللہ تعالی جل شانہ اور اوصاف
اوسکی کے کہ اسمیں چنانچہ ان ضرورت تاویل نہیں کیونکہ ایمان بلا کیفیت ممکن ہے نزد
محدثین اور امر مشروع ہی بخلاف لفظ نبی واقع فیہ نبی کیلئے کی کہ بوجہ منقطع ہونے
خاتمیت کی آیۃ خاتمیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں ساتھ انتہاء سلسلہ نبوۃ
کیے اور پر خاص ذات خاتم النبیین صلعم کے اسمیں تاویل ضروری ہی اونکی بھی نزدیک لہذا ایمان
بلا کیفیت غیر ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ یہ نزدیک محدثین کے کلیہ نہیں اور فقہا اور متکلمین رحمہم اللہ
کا مذہب در بارہ متشابہات تاویل ہر لفظ متشابہہ ہی ہی بلا تفصیل مذکور واجب التاویل
ہے کیونکہ نشانہ ہی بعض ہوا دین اور بر بنا ہی اسکی یہی غرض ہے ہر لفظ متشابہہ کو ایک معنی مناسب
اور لایق وصف الہیہ اوسکی پر فرود لاتی ہیں مانند الفاظ آیات مذکورہ کی اوصاف الہیہ پر
مثل قدرت وغلبہ وتصرف وتسلط اجمالی وتفصیلی وحفاظت وقبض وانفاق وبسط رزق
او تجلی ہر رنگ بیچون وبیچگون امر فارق وحمتا زنداسب بالا تجسیم وتشبیہ سی اور اہل زیغ اور کجاوس
الحاد سی فرود لاتی اور غایت اور حکمت ایراد لفظ متشابہہ امتحان ہی اور افتتان اہل زیغ
جو مرض القلب اور زردگی سخت میں فتنہ اور تاویل باطل کے راہ چلتی ہیں اور راسخان فی العلم راہ
سلامت اور سداد قبول کرتی ہیں اور تاویل حسن مطابق دین الہی اور محبت الہی جل شانہ
کی جو عقاید اسلامی کو مخل ہو ثابت ہی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور قیاس و اجماع
صحیح الجملہ سی بلا تعارض اور بغیر تخالف ہماگری آیات بینات اور احادیث صحیحات افصح
کہ جسکا متوقف و متکفل ہے علم تفسیر اور علم اصول اور علم عقاید اور قایل ہوتی ہیں وہ راسخان
فی العلم بقول آمنا باللہ اور اعتراف کرتی ہیں کہ پوری تاویل علم الہی میں ہے جل شانہ مگر اسقدر
رکہتی ہیں فضل الہی سے فیضان علم رسول سی بموجب اس کریمہ کی عالم الغیب فلا یظہر

علی حسب الامر الغنی من نحو السؤال اور اس کے جواب کی۔ و من ایات الکلمة فقد اولی خیر الکثیرات

فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ الی الاٰیة۔ پس لازم ہے کہ علما پر تاویل اور توجیہ اس اثر مذکور کے جیسا کہ شراح بخاری وغیرہ نے کی امام قسطلانی اور زرقانی اور سیوطی وغیرہ نے تا رخنہ بندی راہ زیغ ہو جاوے چنانچہ مفصل قول قسطاس میں جا بجا مذکور ہے کہ واجب المراد لفظ نبی مشبہ ہے اثر مذکور میں تا دین ورز مقتدا غرض ہے ورنہ ہر ایک معنی خاتمیت جو کسی طرح پر شرکت پذیر نہیں ہے منصوص قرانی آیات بینات و صحاح نبویہ میں ہے لازم آتی ہے چنانچہ فرمایا المکشاف اسکی اور قساطیس آئندہ سے تحول ہے فافہم۔

قسطاس چہارم خوب غور سے دیکھنا چاہیے کہ کیا کچھ تخالف کلام اور تدافع مرام ہے ما بین دو عبارتوں دافع الوسواس کے واقع ہے جو عمدہ ترین ادلہ قویہ میں ہے اوسکی صفحہ ہشتم میں یہ عبارت ہے کہ اواخر طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان بالحدیث از زمان خاتم الانبیا و ثابت نہیں پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء کی وجود سے پہلے ہو کہ ہر نبی اپنی طبقہ کی عمر نبوت کو مکمل کر چکے ہوں بعد ازان ہمارے خاتم النبیین رونق افروز ہو کر ختم نبوت مطلقہ کیا انتہی۔ اور ایسا ہی صفحہ اکیس دافع الوسواس میں یہ عبارت مذکور ہے کہ پس یا قبل عصر آنحضرت صلعم کے ہوا ہو گا یا ہم عصر اور صفحہ بستم میں اسکی مخالف یہ عبارت ہے کہ یا قبل سب یا اس سلسلہ کی ختم ہو گئی یا سید امین معیت زمانی ہوئی اور اختتام اونکا قبل اختتام سلسلہ ہوا یا بعد ہوا یا مبدا او منتہا دونوں میں تقدم اور تاخر ہوا یا ملتبس میں معیت ہوئی او مبدا میں تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور امثال اوسکی احتمالات عقلیہ میں اور حدیث یا اثر مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہے اور تعیین کسی اور نقل سے ثابت ہے لہذا ہم اسمیں سکوت کرتے ہیں

اب جاننا چاہیے وجہ تخالف مذکور ما بین ان دونوں عبارتوں کی یہ ہے کہ صفحہ ہشتم

مین جملہ شقوق کو اور امثال اوسکی کو احتمالات عقلیہ کہا یعنی قابل اعتبار نہین اونکی کو بوجہ صرف دخل عقل کے بدون دلیل شرعی کے تسلیم کیا اور تحذیر مین منجملہ ان احتمالات عقلیہ کی ایک احتمال کو یعنی ہیبت مجموعی خاتم الانبیاء حقیقی سے وجود اور خواتم کا جو تکمیل ہوا قصر موت اونکی طبقات کا تا آنکہ ملبند حکمی تو کیا بلکہ مرتبہ فعلیت مین بدون انضمام کسی دلیل شرعی کی کہا۔ چنانچہ اسپر شاہد ہی لانا دلیل طیاری سلسلہ کا جو مشتمل ہی اوپر مبادرا و تحتم کے اور کتاب اونکی نمبر سوین صفحہ مین ہے کہ لہذا مین نی اطلاق خواتم کا کیا اور نمبر صفحہ تسمیر مین جس جگہ تین احتمال کا بیان کیا ہی کہ دوسری یہ کہ مقدم ہوں تیسری یہ کہ ہم عصر ہوں اور تقدیر ثانی آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھ شبہ نہین

کیا بلا جرات ہی کہ جب کسی اہل علم نی سلفا و خلفا کوئی احتمال واسطی اصلاح اور تطبیق اور توجیہ اور توفیق کے فیما بین نص قطعی مذکو یعنی — ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مین اور اثر مذکور مین یعنی فیہ آدم کادمکم الخ تا بتدا امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ بیدا کیا او منضم بدلیل شرعی نہین ہے چنانچہ شرح اوسکی قسطلانی میں اکثر جا مذکور ہی تو نسبت اوسکی عبارت دافع لوسواس خاطر ہوئی کہ احتمال عقلی مین نص کو اس سے علاقہ نہین جلی اللہ تعالیٰ اس قسم کی جواب دیکر ٹال دیا اور حالانکہ جاہل اس قسم کی قال کی خرابیوں او صعوبتوں کا جو کچھ کہ عبارت مذکور کو اور مین بحد ومن تبعہ ومن عاضدہ کو پیش آیا اوسکی حقیقت تمام قسطاسون آئندہ سی واضح ہوتی ہی۔ انچہ بر خود ملبندی بلکہ یہی ملبند کے الزام کا کچھ خیال نہ ہوا سوا علی کہ باوجود اس قول مذکور کے بہر معقول کا خیال کیا اور اوسکو اپنی واسطی حجت گردانا جیسا کہ صفحہ مذکور یعنی نستم مین یہ عبارت ہی کہ علاوہ برین اوکم کادمکم مین تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور بدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے۔

اور معقول مذکور عام ہی اس سی کہ معنی مصطلح ہو یا معنی بادر کہ العقل بدون انضمام الدلیل الشرعی پس معلوم ہوا کہ اونکو اعتبار معقول صرف ابھی درست ہی باوجود تسلیم نا درستی

اوسکی کے چنانچہ مذکور ہوا اور دونون کو نادرست اگرچہ منفہم بہی ہو ساتہہ دلیل شرعی
کے اور موافق بہی ہو شرعاً و عقلاً فیما بین ہر دو دلیل کے واہ کیا عمدہ تحقیق ہے سبحان اللہ
قسطاس پنجم ہر گاہ کہ مفاد عبارت دافع الوسواس صریح ہو کہ اثر ابن عباس رضی
اللہ عنہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بینہ ہے تو معنی اسکی یہہ ہوی کہ ثابت
ان دونون کا موافق ہی کہ ظاہر ہی اور حالانکہ صفحہ نہم مین آیتہ مبحوثہ موصوفہ مفید اور
مطلب کی ہوئی اور اثر مذکور اور مطلب کو کہ فیما بین ہر دو مطلب کے کوئی تنافی نہی ہی جیسا کہ
مذکور ہوچکا عنقریب جو بعد قسطاس چہارم مین یعنی احتمال وجود خواتم ستہ قبل وجود ہماری
خاتم الانبیا صلعم کی مندرجہ صفحہ نہم اور نفی اسی احتمال مذکور کی مذیل جملہ احتمالات عقلیہ مذکورہ
ہے مندرجہ صفحہ بستم مذکور اور علی ہذا القیاس اسی صفحہ بستم مذکور مین دربارہ تعیین کسی ایک
احتمال کے اثر مذکور کو ساکت کیا اور عدم ثبوت تعیین مذکور کا کسی نص سے اعتراف کیا
جیسا کہ یہہ عبارت دافع الوسواس صفحہ مذکور مین موجود ہی کہ اور چونکہ اثر مذکور تعیین کسی ایک
احتمال سے ساکت ہی اور نہ تعیین کسی اور نص سے ثابت ہی لہذا ہم سکوت کرتی ہین اور
صفحہ نہم مین کریمہ موصوفہ کو درباب احتمال وجود خواتم ستہ قبل ہماری خاتم الانبیا صلعم
بالتعیین گویا بانگ بلند ناطق کیا پس اب یہہ عبارت دافع الوسواس واقع صفحہ نہم کہ حاشا وکلا
احتمال مذکور منافی نص مذکور نہین لغو سی فضائل -

قسطاس ششم تیسری صفحہ دافع الوسواس مین دو عبارتین جو واقع ہین پہلی عبارت یہہ ہے
کہ اواخر طبقات تحتانیہ مطیع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی اونمین کا صاحب شرع جدید
نہوا اور جو ہمارے حضرت کی تمام ہوا اوپر ختم آپکا بنسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور
ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بنسبت اپنی سلسلہ کی اضافی ہوے اور عبارت دوسری
یہی کہ جو نبی انکی ہم عصر ہوگا وہ مطیع شریعت محمدیہ ہوگا اور اوسی صفحہ تیسری مین بنسبت اس
مضمون کی یعنی اواخر سلسلہ تحتانیہ کی مین احتمال مذکور ہوی الا غیر کیونکہ یا عدم اسکی او چوتہا

احتمال نہ منقول ہے اور نہ عبارت دافع الوسواس کو مقبول احتمال اول یعنی ہونا خاتم
کا بعد وجود ہمارے خاتم النبیین صلعم کے قطعاً عبارت مذکور کو بھی نامقبول ہے فلہذا قابلیت
اس بحث سے کہ خواتم طبقات تحتانیہ کی مطیع شریعت محمدیہ صلعم یعنی ہمارے خاتم النبیین حقیقی
کے ہیں یا اپنی اپنی طبقہ کی شریعت میں مستقل ہیں خارج ہے کیونکہ ظاہر ہے اور احتمال
دوسرا کہ یہہ خواتم اس خاتم حقیقی سے مقدم ہوئے ہوں البتہ قابلیت اس بحث کی رکھتا ہے
لیکن اس صفحہ تیسرے کی عبارت بالکل ساکت ہے اور البتہ مگر تیرہویں صفحہ میں باتباع
شریعت محمدیہ صلعم بدین مضمون قائل ہوئے کہ چونکہ اثر ابن عباس رض سے وجود سلسلہ
نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور ہر سلسلہ کے واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا بر علیہ میں
نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کی نہ بمعنی اسکی کہ بعثت نبویہ اس
طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں وہان کی انبیاء کی نبوت مستقلہ ہے کیونکہ یہہ
امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری رائے ہرگز اس طرف مائل نہیں جو میری طرف
اس امر کو نسبت کرتے ہو وہ مفتری ہاہی بس جاننا چاہیے کہ وہ عبارت واقع صفحہ سوم ہے
جو البتہ بہی باین کلام متکلم ہوئی اور لوازمات کہ اس صورت میں ہے یعنی مقدم ہونے میں
خواتم ستہ اضافیہ کی ہمارے خاتم النبیین صلعم پر ہے وہ متبع شریعت محمدیہ ہے کی ہیں
نبوت مستقلہ یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکہتی جیسا کہ احتمال سوم کی شق مقبول یعنی شق
دوم میں عبارت دافع الوسواس نسبت اتباع خواتم اضافیہ کی بہ نسبت شریعت محمدیہ
بانداز صورت گویا آچکی پس وہ مجمل واقع صفحہ تیسری کا بہی باین تفسیر مفسر ہو کر متعین المراد
ہو گیا یعنی شریعت مستقلہ نہیں رکہتی تہی پس اب بتامل ٹہیک جاننا چاہیے کہ در صورت
سوم عصر ہونے ان خواتم ستہ کی کیا بلکہ بعد عصر کی بہی ایک ہی زمان نبوت ہے کیونکہ یہہ
تفصیل تو نسبت زمان حیات اور وفات خاتم النبیین حقیقی ہے صلعم ورنہ روز بعثت
سے تا قیامت آپ ہی کا زمانہ اور عصر ہے اسلئے کہ اس شریعت کو نسخ ہی نہیں پس حکم

شق ثالث عبارت مذکورہ من معہ بالاستقلال بنسبت نبوت زمان خاتم النبیین محض
خیال باطل ہے قطع نظر اس سے کہ استحالہ شرعی شرکت وقسمت مذکورہ دیگر قساطیس
مفصلہ بنسبت نبوت محمدیہ کی لازم آتی ہین کہ بالکل خلاف عقیدہ اسلام ہی اور اسکی
نسبت کیا کچھہ فتوی ہی دلائل شرعیہ اسکی شناعت پر قساطیس مین جا بجا مذکور ہین مباد قبوح
اور استحالہ شرعیہ لازم آتی ہین اور وہ یہہ ہین کہ پہلا یہہ تو تسلیم کیا کہ بصورت معاصرت عام
اس سے کہ زمانہ حیات ہو یا زمانہ وفات متبع شریعت محمدیہ ہونا خواتم مذکورہ کا تو ممکن ہے
شرعا کہ نزول شریعت ہو جسکا بخلاف صورت وجود خواتم کی پہلی وجود کا ہی خاتم النبیین صلعم
سی یعنی روز بعثت سی جو کہ مسلم عبارت دافع الوسواس وغیرہ ہی اسلئی کہ ہنوز شریعت محمدیہ
نے ظہور ہی نہین فرمایا تہا جسکا اتباع کیا جاتا او عموم دعوت شریعت محمدیہ ثابت ہوتی
حالانکہ یہہ امر خلاف ہی آیہ کریمہ - وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - کی تفسیر بیضاوی مین
تحت اس آیہ عزیزہ کی مرقوم ہی فیہ دلیل علی انہ لا وجوب قبل ورود الشرع پس الزام
ما لا یلزم باطل ہے معلوم ہوا کہ عبارت دافع الوسواس اور من بعد دقیقہ دعا فندہ جو اوسکے
گرد اگرد مین آسیاس جو محدد ہی ایسی قواعد اور مقننین ہی ایسی قوانین مستحیلۃ الفروع ہوگئے
منشاء الوسواس ہین نہ دافع الوسواس - اور یہ خدشہ کہ جائز ہی بالہام الہی جل شانہ اونکی ہم
طبقات تحتانیہ کو احکام جزئیات شریعت محمدیہ سی واسطی اتباع کی قبل از نزول اوسکی
اطلاع ہوتی رہی ہو بایں طور صاف ہی کہ اول تو الزام شریعت بنسبت توابعین کے
بلا وساطت صاحب شریعت نقلا وعقلا باطل ہے اور کار عبث ہی اوسکی ساتھہ لغو اور
سفہہ کی لازم آتی ہی کہ ظاہر ہی جیسا کہ گذرا - دوسری یہ کہ اطلاع اجمالی اور اطلاع تامی
پوری شریعت سی خصوص وہ شریعت جو حاوی تمامہ شریعتون کو ہی خصوص بغرض تبلیغ احکام
من حیث الاتباع والعمل جو کہ حاوی ہی تفصیل احکام وغیرہ کو از قسم عقاید وقصص ماضیہ وامور
مستقبلہ آتیہ او ترہیب امثال او مضامین توحید ذاتی وصفاتی اور رسالت اور معاد -

کہ اصول دین ہیں جنکو تعلیم قرآن شریف حاوی ہے یہہ امور جو عبارت ہیں پوری شریعت محمدیہ
سی بذریعہ الہام بجانب ختام حاصل ہو کر اطمینان بخشیں اور تسلی دہ کہ قابل اعتقاد و عمل
قطعی ہو مشروع بشریعت الہی و مسنون بسنت اللہ ہرگز نہیں اور نزول و انزال کہ جو
لازمہ ہی پوری شریعت کا کہ جسکا متکفل و ذمہ دار ملک ہی یعنی جبرئیل عم کہ جو ور
بداد عبارت دافع الوسواس ہی ہے واقع صفحہ ہشتم سی کہ اوسمیں وساطت ملک خصوص
جبرئیل معتبر رکہی ہے اوسکی بہی خلاف ہوتا ہی اور وہ لازمہ برباد ہوتا ہی — اور تیسری
یہہ کہ یہہ امر بہی خلاف سنت الہی جلشانہ سی کہ دربارہ انزال شریع اور ارسال رسل یہہ
طریقہ پائی اور مسلوک نہیں ہوا ہی — **قولہ تعالی** سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل و لن
تجد لسنت اللہ تبدیلا — اور **قولہ تعالی** لن تجد لسنت اللہ تحویلا — اسکی سند مسند ہی ؛
چوتہی یہہ کہ شناعت اس امر کی از قبیل تشبیہ باضمار قبل از ذکر علاوہ برین ہی در پردہ جو کچہ
خاتمیت مطلقہ کی ہی نسبت ان خواتم ستہ کی کیا فائدہ بہر صاف ہی کہنا تہا اصلی کہ گاہ
یہہ شریعت محمدیہ مطلقہ جسکی مستحق وہ ذات بابرکات ہی کہ جسکو خاتم حقیقی کر تعبیر کرتی ہو بابتہا
تمامہا منتہا بہیئتہ کذائی مذکورہ بلا وساطت خاتم حقیقی بلکہ بدرجہ جو دیا جو دا و بغیر ظہور
پیرلو خاتم حقیقی کی پہونچی گو بذریعہ الہام ہی ہی کہ یہہ بہی ہم معنی وحی ہے نہ جیسی وحی بحق
انبیاء علیہم بعض امور میں جو از قبیل احکام او عقاید ہو نہ کہ پوری شریعت میں جو کہ من حیث العمل
والاعتقاد ہی مانند ما نحن فیہ کہ اسمیں پوری شریعت کا ہی مگر اگر بفرض محال شریعت مل بہی کیا جاوی اور لو
نحن فیہ میں معتقد نہیں کیونکہ ابتدا سی الہام ہی الہی خوبی کی جس سی کار ایزدی لوازم مقاصد یہ مقاصد نبوۃ بہر خاتم حقیقی کیونکر عائد کیا
جا اور کیا ہی بات رہی اگر بہ تمام ہوا اہتمام حقیقی کے — پانچوین یہہ کہ تکرار نزول شریعت تامہ کاملہ
جسمیں کبہی ہو ہی تغیر و تبدیل نہ ہو جو کہ مستلزم ہی استدراک کو اسی لئی خلاف سنت الہی ہے
جیسا کہ **قولہ تعالی** و لن تجد لسنت اللہ تبدیلا گذرا یا تو اثر و شریعت مستوجبہ نسبت
نسیان او سہو او غفلت کی طرف جناب حضرت الہی جلشانہ کی نعوذ باللہ منہا کہ موجب کفر

ہیں بلا خلاف کہ ظاہر ہی۔ قولہ تعالیٰ وما کان ربک نسیا وما اللہ بغافل عما تعملون ۔ اور
نیز الزام ما لا یلزم بدلیل قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا جیسا کہ گذرا پہر دو
صورت لازم آتا ہی علاوہ برین یہ ہے کہ بوجوہ شتی ششم ہو سکتی ہی۔ مصرعہ
عنکبوت از پردہ می گیرد شکار خویش را ۔ اور ساتوین یہ کہ حالانکہ باستحالہ وجود خاتم حقیقی
ما فوق الواحد کی خود عبارت دافع الوسواس صفحہ دسوین مین ناطق ہو چکی ہی بدین الفاظ
کہ دو خاتم حقیقی کی مجتمع ہونی کا کون قایل ہے خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا
علی سبیل الاجتماع یہہ صورت محال ہی عقلا اور نصوص بہی اسکی استحالہ پر قایم ہین اور کوئی اسکی
جواز کا قایل نہین ۔ پس جاننا چاہئی کہ ہر گاہ بتقریر سابق خاتم حقیقی ہونا خواتم مفروضہ کا
علی سبیل الاطلاق بوجہ مذکور ذمہ پر عبارت دافع الوسواس کے اور نیز ذمہ پر شرکا اوسکی
کی اس عقیدہ مین لازم آیا کہ عنقریب گذرا پہر یہہ دعوی عبارت بدلیل محال عقلی اور نیز
قیام نصوص بر استحالہ پر کون قایل ہے صریح مخالف ہی اور معارض غور رکھتی ہی۔
آٹھوین یہہ کہ معہذا یہہ قید علی سبیل الاجتماع مذکور عبارت مذکورہ مین خود لغو ہی اسواسطی
کہ استحالہ التعدد خواتم حقیقی فی نفسہ بہر دو صورت علی سبیل الاجتماع اور علی سبیل الافتراق صحیح
ہی بشرطیکہ افراد از قبیل افراد تحت حقیقت واحدہ ہون والا فلا اور ما نحن فیہ مین افراد از قسم تحت
حقیقت واحدہ مین خوض کر رکھا ہی اور بصورت تسلیم جواز التعدد خواتم حقیقی علی سبیل الافتراق خلاف
مفروض جو لازم آتا ہی کہ خواتم اضافی حقیقی ہوئی جاتی ہین علاوہ برین یہہ حال الا فیلا یہہ قید
لغو کی بحث و تفتیش محض بیگانہ واری کہ ظاہر ہی اور پہر خود خلاف قرار دادہ لازم آتا ہی جو اصل
موضوع کلام عبارت مذکورہ ہی یعنی التسلیم استحالہ التعدد خواتم حقیقی ۔ نوین یہ کہ مستنبع ہونا
اس امر کا وجود تثلیث ہماری حضرت خاتم حقیقی محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کو درضمن جمیع
افراد خواتم کی مزید بران ہی کہ جسے عبارت دافع الوسواس نے اصالتا اور ہمہ سبب
اوسکی سے تبعا و لحوقا ضمنا انکار صریح کیا تہا ظاہر و باہر ہی۔ فرجع رجع القہقری و توی

الی ماتحت الثری نبیا انسی دیا انبی واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ قسطاس ہفتم اور عبارت معالم التنزیل بغوی اور جلال الدین محلی سے خواہ مخواہ سمجہہ لینا عبارت دافع الوسواس کا وجود خواتم ستہ کو زور آوری محض بے اصلی کر جاتی ہے کہ تنزل امر جو کہ مفسر بوحی ہے تحت آیۃ۔ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن الآیۃ من السماء السابعۃ الی الارض السفلی بنسبت ہماری خاتم حقیقی طبقۂ اول کی ہو باین معنی کہ اثر عمل اور عقیدہ اس وحی کا بعد نزول ہماری خاتم حقیقی طبقہ ارض علیا پر تمام طبقات ستہ مین ممکن ہے بدون وجود خواتم ستہ کی بہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس اور مرجع بہی انہی صاحب وحی قرار دیتی ہین باین معنی کہ خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی امور مستقبلہ ہو اور شق ثانی یعنی وحی امور مستقبلہ مقبول عبارت دافع الوسواس ہے بخلاف وحی امر و نہی کے جو تبعا وضمنا واقع ہوئی ہے جیسا کہ بیشتر گذر چکا اور تفصیل اسکی قسطاس سوم وپنجم وقسطاس سی ام اور خاتمۃ الکتاب مین مجملا ہے قسطاس ہشتم اور ان خواتم ستہ کا جو اقبل عصر آنحضرت صلعم گذری صاحب وحی ہونا باین معنی کہ جیسے وحی بوساطت ملک نازل ہو خواہ وحی امر و نہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ ہو وہ بنی ہی جیسا کہ عبارت دافع الوسواس واقعہ صفحہ ہشتم ہی اس باب اتباع شریعت محمدیہ صلعم من حیث العمل قبل از نزول اسکی ہماری خاتم النبیین صلعم طبقۂ اولی پر مفید نہین کہ ظاہر ورنہ تکرار شریعت یا توارد شریعت اور نیز الزام مالا یلزم خلاف مقتضای کریمہ۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ لازم آتا ہی جیسا کہ گذرا جو کہ مقتضی ہے استقلال شرایع خواتم ستہ کو جو منافی ہی اتباع مذکور کو اور تکرار اور توارد کہ جسکی ذیل مین الزام مالا یلزم مذکور بہی متواری ہو سکتا ہی مستلزم ہی استحقاق ان خواتم ستہ کو نسبت منصب خاتمیت مطلقہ مستقلہ کی جو کہ مستلزم ہی اقتضای مثلیت خواتم ستہ کو فی الجملہ نسبت خاتم النبیین صلعم خاتم حقیقی مسلم الثبوت کی اسواسطی کہ ہر گاہ یہہ شریعت خاتمیت جو مخصوص تہی سراپا ساتہہ خاتم حقیقی کے اونکی تجاوز کیا طرف خواتم مفروضہ کی تو وجود لوازم ذاتی خود دلیل ہے اوپر وجود ملزوم

قسطاس ہفتم

قسطاس ہشتم

کے اور یہ امر خلاف مفروض کیا خلاف مسلم ہی حالانکہ کوئی اضافت حقیقت نہیں ہو سکتی
بدلیل اسکی کہ جو بالاضافۃ ہی یا بالذات یا بالحقیقت نہیں ہو سکتا اور نہ بالعکس بخلاف
صرف اعتقاد اور علم بالاجمال یعمل عمل کے قبل از نزول اوسکی ہماری خاتم حقیقی ہو جو کہ
درحقیقت مستحق ہیں خاتمیت بالانفراد وبالاشتراک حقیقی اور اضافی سے بلکہ نفس نبوت ہی کی

اسی طور پر شرکت بذریعہ نیابت ہے جیسا کہ کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد —
بطور علم واعتقاد و شریعت محمدیہ حق میں حضرت عیسیٰ ع کی ہے کہ یہ ثابت ہی انہیں کچھ بھی
استحالہ نہیں اور یہی تکرار اور توارد مستوجب ہی تعدد قرآن مجید کو من حیث النظم والمعنی
کہ ظاہر ہی ہو ورنہ من حیث المعنی میں بدون من حیث النظم تو للادت سر ہو ہیں تو کلام کہتی
نہیں کہ اظہر ہی الا تغییر شریعت لازم آتا ہی جو بمعنی کل نسخ ہے اور یہ وہی ناجائز اور غیر معقول
ہی کیونکہ ہنوز ظہور شریعت کا نہیں ہوا جو کہ وابستہ ہی دراصل ساتھ اصل صاحب شریعت
کی کہ وہ ہنوز مبعوث ہی نہیں ہوئی حالانکہ نسخ بدون نزول و ثبوت باطل ہے اور وجود
نسخ مباین ہے تکرار اور توارد کو بلکہ یہ مقتضی ہے استقلال کامل شرکا مدہ یہ خلاف مفروض
ہو خلاف قرار دادہی اور نیز یہ امر باعتبار صورت وقوع مستلزم ہی تابعیت خاتم حقیقی
صلعم کو بہ نسبت خواتم ستہ کی و نیز قلب ماہیت سلسلہ زمانی نبی آخر الزمان ع لقب
مشہور ہے لازم آتا ہی حالانکہ سلسلہ زمانی بالذات متقاضی ہے سلسلہ ترتیبی کو عقلاً
وہم نقلاً جیسا نکہ ثابت ہی نص قرآن۔ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم سی کہ ظاہر ہی تقضای
لفظ ثم ترتیب زمانی کو جسکی تحقیق بالا مزید قسطلانی بخاتم وغیرہ میں کی گئی ہے اور فرق
درمیان توارد و تکرار یہ ہی کہ تکرار عام ہی اور توارد خاص کیونکہ تکرار عمداً اور غلطاً اور
سہواً اور جہلاً ہو سکتا ہی بخلاف توارد کی اسلئے کہ بنا اسکی ہی اوپر غفلت و بہ سہو کی بلکہ
جہل کے بھی نہ اوپر تعمد کے جو کہ بمعنی علم ہی نہ بمعنی قصد اور ارادہ تھے اسواسطے کہ توارد
بالقصد والارادہ ہوتا ہی اگرچہ جہل ہوتا ہی صدا فعل غیر ہی اسی شی حاصل کو لعید ایلد

فعل مذکور ظاہر ہو جاوی کہ یہ فعل اوس سی ہی صادر ہوا ہی القصہ الحاصل یہ کلام ہر پہلو
باطل ہے اور لاطائل کہ جس سے عقیدہ اسلام ہوتا ہی زائل ۔ اور وقوع اس فقرہ
مذکورہ کا یعنی خواتیم امر و نہی ہو عبارت دافع الوسواس میں استطراداً آیا ہی بل مفہوم مردود
میں اور شق مقبول اوسمیں یہ ہی فقرہ مذکور ہی خواہ وحی ہو خواہ اخبار مستقبلہ ہو فافہم
بالفہم الاتم واللہ اعلم ۔ قسطاس ثالث بہم یہ عبارت دافع الوسواس کا اب سمجھا جاتا ہی کہ
تعدد خواتم بحسب تعدد طبقات سی یہ نہیں لازم آتا کہ سب خاتم حقیقی ہوں تا کہ اوسکی
محال ہونے کا عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوی اور نہ یہ لازم کہ سب خاتم اضافی ہوں تا لازم
آوی کہ ختم نبوت آنحضرت صلعم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالث بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم
حقیقی جملہ انبیا جملہ طبقات کے ہوں اور ہر طبقہ تحتانیہ کی آخر خاتم اضافی بہ نسبت انبیا اپنی اپنی طبقہ کی
ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ کی نسبت ساتھ خاتم الانبیا کی ہی پس باوجود امکان اس صورت
کی مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کریم سی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف دانشمندی ہی ۔ پس یہ جاننا
چاہیئے کہ فتوی نہی عقلاً عبارت دافع الوسواس ہی کا کام ہی یہ عبارت مذکور فضول ہی بلکہ ضرری
المنع ہی کہ جو منشا ہی ایسی ایسی مفاسد عدیدہ مستحیلہ کی لزوم کا جس سے بیچ آتیہ خاتمیت بلکہ تمام
اہمیت دین اسلام ہی جاتی ہی تمامی قساطیس میں جن کا تذکرہ ہی پس وہ عمل کیا جاتا ہی جس سی تطبیق
اور توفیق درمیان آیۂ خاتمیت اور اثر مذکور حسب تیسیری تمام سلف صالح حاصل ہو جو نتیجہ
تمام قساطیس سے اور مختصر ایک امر ضروری کا بیان ہی کہ جو ہوتا ہی وہ یہی کہ اعتبار قید اضافت
نسبت خواتم ستہ بہ نسبت اپنی اپنی طبقات کی کچھ ضرور نہیں بصورت ثبوت خاتمیت مطلقہ خاتم النبیین صلعم
کی علی الاطلاق کہ وہ کفایت کرتی ہی سائر طبقات باقیہ کو او محتاج اضافت نہیں کیونکہ یہ امر عقلی کچھ
دین میں مفید نہیں بلکہ مضر ہی اصلی کہ موجب شرکت نبوت میں ہی جو خلاف عقیدہ اسلام ہی قطع النظر
خاتمیت سی کہ امر لاحق ہی نفس نبوت کو او خود شرکت ہی مستلزم ہی بری مطلب خاتمیت خاتم النبیین
صلعم کو جو منتظر تھا پر اصل منشا خلاف عقیدہ اہل اسلام کا ہی ایسی شرکت حقیقی ہو یا شرکت

انسانی کے خود غیر ثابت الاصل ہے اسلیے کہ وہ شی ایسی کہ کسی منشا شرعی نہین کہ ضروری الاحکام ہو مگر ما
صرف ایک مرتفع ہی وہ بھی خیالی بایں خیال کہ حالانکہ عبارت واقع ہو سوائے خود قائل یا حکم
ہی کہ جائز ہی کہ خود ہم زمانہ آنحضرت صلعم مین ہو ہی ہون حالانکہ کوئی آخر امنا فی مجامع آخر
حقیقی نہین ہو سکتا کہ بہ وجود باطل حقیقی ایک اتکی اضافتہ کی ہی لہذا سابق لی اسعرفنا
خیال بھی نہین کیا بلکہ اسی طبقہ ارض علیا پر اگر احتمال عدم وصول دعوت ہوا تو ان لوگ
عقل کو بجا ہی رسول قائم کیا اور ان کو الی ہی ثابت نہ کیا محض بخیال یہی کہ تا شرکت ب
خاتم النبیین صاحب مین لازم نہ آوے کہ یہ خلاف عقیدہ اسلام ہی بخلاف قائم مقامی منصب
عقل کے کہ ظاہر ہی اور اسکی سند بعض قسطاس مین بخوبی ثابت کردی گئی اور اگر عبارت کو یہ
یہ بھی کہتی کہ جائز ہی کہ خواتم ان اور آکر ان خاتم حقیقی عام کیا ہو بشرط منسوخ الشرائع
والخاتمیۃ ہو کر باقی النبوۃ رہ کر مانند حضرت عیسی علیہ السلام تب بھی مضایقہ نہ تھا ہمارا کچھ ضرر
نہ تھا لہذا سلف نے توجہ طرف حضرت عیسی کی اسلیے اس لقب کی ہم کرکے سب کو راہ بھی جا
بخلاف خواتم ستہ مفروضہ کی بلکہ اسلیے ضرر شرعی دیکھا اور ہر تاد کہ خاتمیت مطلقہ اسلیے حضرت
خاتم النبیین علیہ ... کی سلسلہ النبوۃ بعلی النسبت جمیع طبقات کی مساوی الاقدام
ہی خاتمیۃ اضافیۃ کا تو کچھ اثر اس طبقہ ارض علیا مین ہی آخر توجیہ اتحاد نوعی شرعی کے
پایا جاتا جب قانون الہی جتنا ہے جو معتبر بتشریع ہی بحکم ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا سے بخلاف ا
اتحاد نوعی حقیقی کے کچھ ثبوت نہین عقلی ہو سکتا مانند خرق یعنی شق بلا التیام نسبت سموات
کہا ورنہ حالانکہ وہ بھی از قبیل قیاس مع الفارق ہی بوجہ اختلاف نوعیہ ارض و سماوات
کے کہ راست نہین آ سکتا اور تفصیل اسکی مناظرہ محمدیہ مولوی فقیر سی بخوبی واضح ہو سکتی
ہی اور باوجود سہولت اور آسانی وصول احکام خاتمیت مطلقہ کی خاتم النبی فی طبقہ
ارض علیا تک یہ نسبت وصول طبقات سافلہ کی صرف خلفاء اور انبیاء اور علماء اور
صدیقین اور شہدا اور زاہدین اور مجتہدین اور ناصحین اور واعظین اور ... بھا

طبقہ علیا پر اکتفا نکیا جاتا جیسکی تائید صحیح علما امتی کالانبیاء بنی اسرائیل سے ہو رہی ہے صریح اور دیگر
استعداد التقدم کا نبوة پر اکتفا ہوتا بلکہ فعلیت نبوة کا تذکرہ ہوتا ایک الیقین ہے اسکو کہ جمیع
علماء اس طبقہ ارض علیا کی نسبت اس عقیدہ استعداد صدیق کی ساتھہ عدم فعلیت کی اس مقتضی
صدیق یعنی صدیق طبقہ ارض علیا کی ہو حسب حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر متفق الکلمہ ہیں
اور یہ شئی محکمہ الاستعداد لعلت مانعہ قوی جیسے تاخر الفعلیۃ ہوتا ہے ایہ صورت یعنی حقیقیۃ و اضافیۃ
لہذا النسبت الی سید المتقین کے باوجود استعداد کامل کے جو ثابت ہے احادیث شریفہ سے
کہ خبر مرفوع ہی اور اثر ہے ہر گونہ مرتبہ حالی ہے اطلاق نبی کا نہ بہ نسبت خود خاص
حدیث مذکور یعنی حضرت عمر رض پر نہ بہ نسبت مفہوم عام حدیث مذکور اور افراد امثال حضرت
عمر رض پر شرعا پایا گیا اور مجموع اجماعی ہو اسلئیے مسئلہ اجماعی ہو گیا خلاف اجماع باطل ہے پس
فعلیت نبوة مذکورہ ہر گاہ باطل ہوئی تو خاتمیت حقیقیہ ہو یا اضافیہ جو کہ امر لاحق ہے قطعا
بوجہ خاتمیت مطلقہ حقیقیہ بطریق اولی باطل علی ہذا القیاس حال نبوة و خاتمیت حقیقیہ و اضافیہ
طبقات سافلہ سمجہنا چاہئے ورنہ اختلاف حکم افراد نوع واحد متحد الحقیقۃ والماہیۃ فی ذاتہا
فی الفضل الخاصۃ اللازمۃ جو کہ سراسر باطل ہے لازم آتا ہے جو منشا ہے ترتب آثار مختلفہ کا
پس ظاہر ہو گیا خاتمیت تک تو کسیکو رسائی کہاں جو امر لاحق ہے نبوة کو نفس نبوت تک
بہی سوائے استعداد کی بانچ کرنا ہے دست درازی نہیں ہوسکتی فافہم بالفہم الاتم اور یہہ دعوی
عبارت دافع الوسواس کا اور اسکی ہم عقیدہ عبارات اہل رسایل کا باوجود امکان اس صورت
کے مطلق لتعدد خواتم کو حکایۃ فی کل ارض نبی کنبیکم سے مستفاد ہے باطل کہنا خلاف داب
علماء ہے — اب آپ خود باطل ہو گیا اسلئیے کہ استفادہ مطلب خاتمیت کا اثر مذکور سے ممکن
نہیں کیونکہ اس جگہ مذکورہ اثر مذکور میں لفظ خاتم ہی نہیں جو منشا اس سوء فہمی کا اس طرح
ہوتا حالانکہ اس پر بہی بعض حشطاس میں امتحان دینا ہے جن لیس واضح ہوا کہ یہہ امر سوائے
ایک نتیجہ عقلیہ فکریہ ردیہ کی کہ جسکا منشا سوء فہمی ہے اور کچھہ نہیں اور پہر دعوی ہی کیسے صریح

لفظ حدیث اور اثر کی بابت میں کیسے تاویل کیجا دی اور عبارت کو دعوی بلا دلیل کہکر باطل کہتی ہے
اور خود تاویل بلا دلیل کرتی ہی اور حالانکہ قطع نظر خاتمیت سی صرف نبوۃ خالصہ لغیر الحاق
خاتمیت ہو کہ صریح اثر مذکور کا منطوق اور ملفوظ ہی اگر اوسپر بہی جمتی تو فخر المحل موقع بادی النظر
میں ہاتہہ لگتا مگر انجام کار اوس سی بہی دست برداری ہوتی اور اوسکو چہوڑ کر خاتمیت بحرم
کیا واسطی ایسی الزامات کی اکتساب کی تو خود ادعا صرف نبوۃ ہی بعد بعثۃ حضرت
خاتم النبیین صلعم کافی تہا اگر ایسا ہی شوق طبع پورا کرنا تہا حجانا چاہئی کہ لفظ مذکور
وارد اثر مذکور واجب التاویل اور متعرض التوجیہ ہی جیسا کہ سلف صالح نی عمل کیا اور ہم
ناقص العقل والفہم والعلم ان اونکا اقتدا کریں اللہ تعالی توفیق رفیق ہماری اور سب امت
خاتمیۃ کی نصیب کرے آمین ثم آمین۔ اور نیز دعوی عبارت دافع الوسواس نسبت خاتمیۃ
اضافیہ بنسبت حضرت عیسوی علیہ السلام اس ہی تقریر سی اور نیز اونکی فقرات اکثر قسطاسن
سے برطرف ہو گیا خصوص اس تقریر نقلی سے کہ یہ اضافہ مسئلہ شرعی ہی اسکی واسطی
قوی شرعی نقلی درکار ہی دخل عقل اس بات میں سخت آزار ہی اذ لا مدخل للعقل بالاطلاق من
الاذن الشرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الاصول والکلام ۔ اور در صورت اثبات خاتمیت
واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کی بوجہ صادق آنی تعریف خاتم اضافی کی مطابق قول
عبارۃ دافع الوسواس کے قبل زمان ظہور حضرت خاتم النبیین صلعم کے دعوی عبارت دافع الوسواس
خلاف قرار داد بہی لازم آتا ہی یعنی خواتم ستہ خواتم سبعہ ہوجاتی ہین لیکن امتناع صدق تعریف
لازم آتا ہی یا وصف اقبال صدق مذکور یا وہ قرار داد مذکور باطل ہوتا ہی اور یہ ہر دو امر باطل ہی
اور حالانکہ اوسکی مثل امر کو تسیر موئین صفحہ میں عبارت دافع الوسواس نی بدلالت عقل جو کہ اوسکی انفرھا ابل حرز
اوس تمسک سی خارج کیا جس جگہ کہ اس اعتراض کی کشف الالتباس کا کہ اثر مذکور سی لازم آتا ہی کہ طبقہ ارض علیا مین آدم
بوجہ نقیض فی کل الارض ادم کی ہو جاوے یا کہ مراد لفظ کل ارض سی ہر طبقہ امین کا ہی طبقات تحتانیہ
سی بدلالۃ عقل طبقہ ارض علیا خارج ہی ۔ پس علی ہذا القیاس اسیطرح حضرت عیسی علیہ السلام

کا بھی خاتم اضافی ہونا بنسبت اس طبقہ ارض علیا کی بدلالت عقل خارج ہونا چاہئی کیونکہ صریح
خواتم ستہ کا لفظ نقل کرتی ہین لفظ شبیح کا پس لازم آیا تعیین قرار داد مذکور یعنی عدد ستہ یا
امتناع صدق تحریف مذکور جو امر مسلم ہی اور یہ امر خود باطل ہی۔ اور بڑا تعجب تو یہ ہی کہ
عبارت دافع الوسواس مین بعض تبعہ تعدد آدم اضافی کو طبقہ واحدہ مین تو منظور کرین اور تعدد
خاتم اضافی کو ایک طبقہ مین منظور کرین حالانکہ تعدد آدم اضافی بالاجماع ثابت ہی نہ سوا
حضرت نوح علیہ السلام کے اور اجماع حجت شرعی بالاتفاق ہی سبحان الله والله اعلم اور نیز تعجب
اوس قاعدہ اہل کی کہ صریح لفظ پر جاو رکہتی ہین اور تاویلات ضروریہ مقبولہ شرعیہ کو
جو حامی و محافظ ہین عقاید اسلام کو جو اصل اصول دین ہین بانند توجیہ و تاویل
سلف صالح کو بنسبت اس اثر کی خلاف جانتی ہین یہ انصاف شرطی کیا کچھ دور
اور ہی و رسمی ہے۔ اور جانا چاہئی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم اپنی لقب
خاتمیہ کو صراحۃً و اشارۃً ماما و ابالنص قطعی آیۃ خاتمیت کی ظاہر کیا کیونکہ ہین خاتم ستہ سے
قطع نظر حضرت عیسی علیہ السلام کی بنسبت تو لقب مذکور کا تذکرہ صراحۃً اشارۃً جو قریب
الصراحۃ ہوتا پایا جاتا اور وہ متلقی بالقبول ہو کر سلفاً و خلفاً کا بر اعن کا بر بطور اجماع
مانند لقب حضرت نوح آدم ثانی اور اضافی پایا جاتا مانند اوصاف عیسوی جو مصرح اور بلوجہ بخصوص
اخبار و آثار مین مثل اجلالات عیسوی قبل بعثت خاتمیہ محمدیہ اور نیز بعد بعثت مذکورہ خصوص جبکہ ظہور اونکا بعد
نزول از آسمان بہ برکت نشان حضرت مہدی علیہ السلام ہوگا ظاہر ہوتی۔ اور قطع نظر
اس کے بموجب تحقیق عبارت دافع الوسواس خاتم اضافی ہونا حضرت عیسی علیہ السلام طبقہ
ارض علیا پر صادق نہین آتا یا وصف صدق تعریف خاتم اضافی کے اسلئے کہ نسبت خاتم
ستہ اضافی شرط تابعیۃ شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ لگائی ہی اور یہ نسبت حضرت
عیسوی نہین پائی جاتی ہی زمانہ پیشتر بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم مین جو اصل وقت
صدق تعریف خاتم اضافی مذکور کا ہی کیونکہ وہ اوسوقت خود صاحب شریعت

مستقل نبی اور نہ ثابت ہو سکتی ہی البتہ بعد میں زمانہ بعثت مذکورہ سی اسواسطی کہ وہ اگر
نبی تو ہونگی اور تابع شریعت محمدیہ بھی ہونگی مگر خاتم اضافی نہ ہونگی کیونکہ تقدم اضافی شرط
نہ ہونگی کیونکہ تقدم اضافی شرط ہی اور خاتم حقیقی کے بلکہ تابع شریعت محمدیہ ہونگی مانند
اور اشخاص امت کی باوجود لقب آیہ نبوت سابقہ کی ساتھ شریعت اپنی کی مگر جو تیسری قسم کی قید
کہ باعتبار زمان یا باعتبار مکان عبارۃ مذکور لگائی تو شاید یہ مطلب آ رہی ہو جاتی
مگر وہی بسبب یا نگی اپنی کی کہ اعتبار در اعتبار اور اضافہ در اضافہ نوبت پہونچی ساقط
الاعتبار رہتی اور معہذا قطع نظر اس سے بیہودہ اتحاد جس سے قاطیغوریاس میں وہ بیجا ہی جمع ہا نہ ہو
میں مگر یہ بھی ضرور ہی کہ اوسوقت نبی نبی نہونگی تاکہ احتمال شرکت فی النبوۃ لازم آوی
مگر جسکی وجہ سی وفات صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ثابت ہوئی اور نزول
حضرت عیسی علیہ السلام تجویز ہوا کہ ظاہری نزول کو بسی جہہ سے حضرت خاتمیت خاتم النبیین صلعم
میں نہیں ہو سکتی بخلاف لقب صاحبزادہ علیہ السلام کی اور وفات مذکور منظور ہوئی اس شرکت
فی النبوۃ الموصوفہ بہر قسم قطعاً ظاہر ہو تو ثابت نہیں اور معہذا بعد وفات حضرت خاتم النبیین صلعم
خود عبارت مذکور کی موجود خاتمیت سی انکار کیا اس متعین ہو گی شق زمان فعلیہ البتہ
حضرت خاتم النبیین صلعم سے بہ نسبت خاتمیت اضافیہ واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کے اور
اوسکا حال معلوم ہو چکا کہ اوسوقت وہ فاقد شرط اضافت ہونگی یعنی تابع شریعت محمدیہ
علی ہذا القیاس ہر گاہ حال ایک جزئی خاص فرد تحت حقیقت واحدہ حقیقیہ نوعیہ کہ متساوی
الاقدام ہیں کثیر کی انبیاء یعنی فرستادگان معلوم ہوا اس معلوم ہوا کہ اور افراد کا بھی
ایسا ہی حال ہونا چاہیئے اس خصوص لازمہ نوعیہ میں اگرچہ اوعوارض عامہ میں کچھ تمائز ہو
ہو جاوین ضائقہ نہیں ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے خلاصہ تقریر یہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نبی جدید نہیں اور قبل از بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم جو کہ شق متعین ہو گئے
واسطی اونکی خاتمیت کی تو یہہ قید بعد بعثت ملحوظ ہی قبل اوسکی جس سی شرکت فی النبوۃ

لازم آتی ہی جس کے سبب سے وفات سیدنا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام منظور ہوئی
اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے ظہور ہوا اسلئے کہ وفات مذکور قاطع شرکت
تہی اور نزول مذکور بہی صورت شرکت نہیں اور قطع نظر اسکے بموجب شرط تابعیت خاتم اضافی واسطے
شریعت محمدیہ خاتمیت حقیقیہ کے قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم
اضافی نہیں ہو سکتے بحکم فوت شرط مذکور جو مستتبع ہی فوت مشروط کو مگر بعد بعثت کی خاتم اضافی
ہونا بموجب شرط مذکور کی لازم آتا ہی اور کوئی خاتم اضافی بعد میں خاتم حقیقی کے نہیں
ہو سکتا فافہم - اور علاوہ برین یہہ بہی قطع نظر ان استحالوں مذکورہ سے بصورت خاتمیت
اضافیہ شق متعین یعنی قبل از بعثت خاتم النبیین صلعم بمقتضا شرط مذکورہ یعنی تابعیت
خاتم اضافی نسبت شریعت خاتم النبیین صلعم کی استحالہ تداخل شریعتین مستقلین بہی لازم
آتا ہی اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل از زمان بعثت حضرت نبی آخر الزمان
خاتم حقیقی صلعم کے مستقل الشریعۃ قائم الشریعۃ تہی اور یہہ امر خلاف سنت الہی جل شانہ
ہے قولہ تعالیٰ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - بخلاف
حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی کہ حضرت ہارون نبی تہے جسکی شریعت مستقل
نہ تہی تابع شریعت موسوی تہی بموجب قولہ تعالیٰ واشرکہ فی امری مراد نفس نبوت
ہی اور انصرام کار احکام نبوۃ نہ استقلال فی الشریعۃ جو عبارت ہی عطاء کتاب جدید راہ
سے اور تفویض اوسکی سے پس نبوت انبیاء سابقین مقطوع الشرکت نہ تہی بخلاف
ہمارے حضرت خاتم النبیین صلعم کے نبوۃ کی نہ کوئی نبی من حیث النبوۃ تہا جو حضرت
ہارون کے شریک فی انصرام احکام شریعت تہا اور نہ کوئی شریک فی النبوۃ تہا نزول
حضرت عیسیٰ نبی کا آسمان سے باوصف نبی ہونے کی یہہ دونوں امر ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مدار
کار شرکت مذکورہ کا نیا نبی ہونا ہی زمان خاتم النبیین صلعم میں جو بوجہ تعین نبی قیام ساعت
ہی نبی ہی پانا ہی باقی النبوۃ منسوخ الشریعۃ پانا حضرت عیسیٰ کی جو کہ موثر تام اس باب میں

ہی۔ اور یہہ تداخل ہم کو بشرط تداخل حکمی علم میراث سمجھنا چاہئی ہو کر بحکم توافق ہوتا ہی نہ
مثل تداخل حسی کی کیونکہ نفس شریعت امر معنوی ہی اگرچہ بعض فرد و محال احکام یعنی افعال
محسوسہ مگر کونہا امور محسوسین سے معادم ہوتی ہے فتامل۔ اور اوپر تقریر مذکور کی یعنی
تابعیہ شریعت خاتمیہ حقیقیہ کی بسبب خاتم اضافی حضرت عیسی علیہ السلام ہی نبی محتاج
بیان نہیں ہاں نفس خواتم سے کی تو حکما اسواسطی کہ خاتم النبیین حقیقی متبوع ہوی اور واسطی
متبوع کی تقدم ضرور ہی تو حکما خصوص متبوع حقیقی کے لیے بطریق اولی جیسا کہ بیان پایا
گیا تو بالضرور شرکت فی النبوۃ المحمدیۃ الخاتمیۃ الحقیقیۃ ثابت ہوئی واسطی حضرت عیسی علیہ السلام
کے تو حکما زمان قبل بعثت میں اور علاوہ عبارت دافع الوسواس کا حکما اقرار ہی جس جگہ اثر مذکور
کو خبر مرفوع اور اثر مرفوع کہا بلکہ بعینہ حدیث تک نوبت پہونچا دی اخیر صفحہ ۱۵ اور اول
صفحہ ۱۶ میں بخلاف اوس زمان حضرت مہدی علیہ السلام کی وقت نزول حضرت عیسی کے اوسوقت یہ نبی
ہونگی بلکہ حقیقتاً و حکماً و بشا تابع شریعت محمدیہ بلا تداخل مذکور باقی النبوۃ قدیم النبوۃ منسوخ الشریعت
ہونگی اور جو کچھ فرق ہی ابن حنیفہ اور حکم کے وہ ظاہر ہی فافہم۔ اور باوصف قائل ہونی عبارت
دافع الوسواس کے صفحہ نہم میں کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان ثابت نہیں ہی
عبارت مذکور قایل ہوئی صفحہ بستم میں بعد اقرار سلب اتحاد مذکور کی ساتھ اثبات اتحاد مذکور کی
لضمن لیسے دو امر کہ وہ ہی باہم مخالف ہیں یعنی اتحاد زمان نبی صاحب شرع جدید یا اور نبی
غیر صاحب شرع جدید پس عبارۃ مذکور موج تزلزل ہے اور حاطب اللیل و الله اعلم۔
اور اس احقر کی کلام کو صریح موید اور معاضد ہی تحقیق شیخ شیوخنا فی العلم الظاہری والباطنی
مولانا احمد مشہور بحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ملقب بلقب حجۃ اللہ کی قدس سرہ رسالہ
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں جو تالیف اونکا ہی کہ ہنگام شرف زیارۃ مدینہ منورہ
کیفیت مراقبات و معاملات ایک روز حسب معمول مسجد میں بشکل مخروطی کہ قاعدہ
اوسکا جو سطح عریض ہوتا ہی بجانب بالا کھچا یا جاتا تھا کھچا پا گیا اور سیر حسب معمول

حضرت رسول مقبول صلعم رونق افروز ہوئی حسب معمول حال مشکلات اپنے عرض کیا
کہ در بارہ ایمان رفضہ کیا عقیدہ چاہیے ارشاد ہوا کہ از مسئلہ امامت دریابند۔
جب وہ حالت فرو ہوئی تو میں نے بعد خوض بسیار یہ مطلب حاصل کیا کہ قوم رفضہ کا مذہب
عصمت امامت میں یہ ہے امام معصوم ہوتا ہے اور عصمت خاصہ لازمہ ہے انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا اور نبوت منقطع اور ختم ہو چکی نہیں تو رہتی زیر پردہ نبوت کا ثبت
آنحضرت کے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ شرکت فی النبوۃ لازم آئی اور خاتمیت
کا برباد ہونا بھی لازم آیا کہ ظاہر ہے پس اس عقیدہ سے غالبًا کوئی فرقہ شیعہ خالی ہوگا
اور صراحت شرکت نبوت حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی بموجب قول الخ تمہید
ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ تو نسبت بعض فرقہ شیعہ کے ثابت ہوتی ہے۔ پس اس خیال
مطلب آرے بدین قسم تو اگر بعد میں آنحضرت صلعم کے کوئی نبی آوے یعنی پیدا ہو
ملکہ لاکھوں آویں یا لاکھوں ستیوں میں تو وہ بھی بموجب اقوال شیعہ وفق نبوۃ محمدیہ کے
نہ باعث منقصت بالضرور چھوڑنا چاہیے اسلئے کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مجامع
نبوت آنحضرت صلعم بہی زمان حیات شریف و ہم زمان وفات شریف اور ظاہر ہے کہ حضرت مرتضیٰ حال کے
مدعیان نبوت تھا اور کہے اگر نبی ہوتے تو تا قبل بعثت ہوتی تو اسکی اکثر شیعہ ہی قایل نہیں سو اسطے کہ
نبوت کی بطور شرکت فی النبوۃ المحمدیہ ہیں تھا اور بعض مدعی اصالت نبوۃ اونکی کہے ہیں مگر تہمت خلف کرتے
ہیں یا حامل وحی جبرئیل کی بھول کی قایل ہیں تو یہ تو خارج از بحث شرکت ہی ہے۔ الحاصل
ہم اہل سنت وجماعت کی نزدیک تو بہر پہلو جامع زمان نبوت ہیں پس ہرگونہ انتفاء
شرکت روایتہ و درایتہ و مکاشفتہً ثابت ہو کر واضح ہو گیا خصوصًا قلم شیخ الشیوخ اور
استاذ الاساتذہ کی تقریر و تحریر سے ہی جیسا کہ ابھی گذرا سا لحذر الحذر۔۔۔

فصل شانزدہم خاتمیت خالصہ بلا وجہہ مشترکہ ہوئی جاتی ہے کہ جو نصوص قطعیہ سے علی الاطلاق
خالص ثابت ہے۔ **قولہ تعالیٰ** ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاہدہم

بہ جہادِ اکبر اس باب مین سند ستہ ہی اسکی شرح و لسبد قسطاس آئندہ مین مفصل مذکور
ہی جاننا چاہئی کہ بتتبع مشاہد قرآنی اور تصفح مواقع فرقانی کلام ربانی اور احادیث حضرت
خاتم النبیین محبوب یزدانی صلعم بہ تجسم قید ایجاد خواہش نفسانی مسالک حقانی سی براحل
و منازل دور ہی مثلاً سورہ علق یعنی سورہ اقرا اور سورہ مدثر اور سورہ فاتحہ کی حق مین
احادیث صحاح وارد ہی اول ما نزل اقرا باسم ربک الذی خلق یا در اول ما نزل سورہ
المدثر اور سورۃ الفاتحہ بظاہر اس بارہ حدیث شریف مین تخالف اور تناقض ہے
مگر تطبیق اسکی مقبول جملہ محدثین یہ ہی کہ سورہ علق یعنی سورہ اقرا اول حقیقی ہے کہ اسکی
نزول سی پہلی کسی آیۃ کا نزول نہین ہوا اور نزول سورہ مدثر کا بعد فترۃ وحی ہوا جو
چہ ماہ تک وحی بند رہی پر تتابع اور گرم بازاری وحی علی الاتصال و التواتر ہوئی تو یہ اول
اضافی ہی یعنی بہ نسبت نزول باقی قرآن مجید کی بعد ایام فترۃ اول یہ وحی نازل
ہوئی اور در باب حکم قراءۃ قرآن فی الصلوۃ اولیت سورہ فاتحہ بھی اول
اضافی ہی پس اب جاننا چاہئی کہ منشاء ضرورت قید اضافیہ یہان موجود ہی جو لفظ
اول مذکور سہ بارہ حدیث شریف مذکور منصوص ہی جو باعث ہی وقوع التباس اور
اشتباہ کا در بارہ انکشاف مطلب اولیت کی جو اصل فقہ الحدیث ہی بخلاف اثر مذکور کے کہ
وہان لفظ خاتم کا کچھ بھی اثر نہین بخلاف لفظ نبی کی کہ مذکور ہی اثر مذکور مین سو اسکی
تحقیق بجال مزید کما کان ہ بتلبیق اکثر قسطاس مین بخوبی کی گئی بلکہ موضوع اس تحریر کا یہ
فقرہ ہی کوئی قسطاس خالی نہین صراحۃً یا اشارۃً فلتعیبا اذن واعیہ ـ ہان مگر یہ امر آخر
ہی کہ جو کچھ عبارت دافع الوسواس ومن جرہ من وافقہ کو ایک وسوسہ صرف معقول حسب
مزعوم خود ہمسنگ برہان جز شی پیش آیا کہ جس سے مجبورانہ قید اضافۃ خاتمیت کو اضافہ کیا۔
کردہ خود را دربان چسپت چند جا عبارت دافع الوسواس اس مطلب کو صریح مود ی ہوئی مثلاً
صفحہ نہم و غیرہ مین کہ اصل مطلب یہی کہ اس اثر مذکور سی سقدر صاف معلوم ہوتا ہی

کہ جسطرح سلسلۂ نبوت اس طبقہ مین واسطے ہدایت سُکّان ہذا کی تیار ہوا ہو اسیطرح ہر طبقہ
مین سلسلہ نبوۃ واسطے ہدایت وہان کی سُکّان کی تیار ہوا اور چونکہ لا متناہی سلسلہ کا
باطل ہی لا جرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری آدم کی ساتھہ مشابہ
کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہماری خاتم کی ساتھہ تشبیہہ دیا گیا — اور
علی ہذا القیاس مثلاً صفحہ تیرہوین مین دافع الوسواس کے یہ عبارت ہی چونکہ اثر ابن عباس رض
نبی وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کی واسطے ایک آخر ضرور
ہی بنا برعلیہ مینے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی — اول تو جاننا چاہئی کہ عبارت
دافع الوسواس خود منصف ہی کہ لفظ تشبیہہ ذکر کیا یعنی وہ شخص جو مشابہ ہی ساتھہ آدم کی
وہ شریک وصف نبوۃ حضرت آدم نہین بلکہ مشابہت رکھتا ہی ساتھہ اس وصف مذکور
کی علی ہذا القیاس وہ شخص جو مشابہ خاتم ہی وہ خاتم نہین مشابہ ہی وہ خاتمیہ کی علی ہذا القیاس
حال اواسط مانند انوح وغیرہ مانند مطلب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل موافق
توجیہہ سلف صالح کہ وہ ہادی غیر نبی ہین مشابہ ان انبیاء مذکور اثر مذکور کی اور مراد مشابہت
خاتمیہ سی ہدایت عامہ تامہ سابقہ مشابلہ فافہم — اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ لفظ مشابہہ سے
یہہ معنی مراد نہین بلکہ صرف سلسلہ ترتیبی مین مشابہت ہی جو جاکی ہ لفظ بدایت اور وسط
اور نہایت اور ختم سی پس ایسا لفظ موہم استعمال نکرنا چاہئی اور اسکی وہ استحالہ جو
قایم کئی گئی ہین وہ تو موجود ہین — پس ایک صرف نتیجہ فکر معقولی عبارت دافع الوسواس سے
لا بخیر کہ جسے کیا نتیجہ بطرح پیش آئین اور عبارت مذکور کسقدر نشانہ تیر بلیات استحالجات
شرعیہ وعقلیہ ہوئی جیسا کہ آئیندہ قسطاس سے تحقیق مذکور ہی ملاحظہ کرنا چاہئی — اور حالانکہ
صفحہ اکتیس دافع الوسواس مین یہ عبارت مذکور ہی کہ تخصیص اوسکی یعنی لحیثیہ نبوتیہ محمدیہ صلعم
کے ساتھہ خلق اور سُکّان اس طبقہ کی فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کے
کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھہ اس طبقہ کی جراءت تخصیص پر نہین ہو سکتی

پس اب عوض ضروری ہی کہ باوجود اعتراف امکان نفس الامری اور امکان عقلی کے اختیار پا بندی
شرعی سے ادہر بدون قیام دلیل قطعی کے یعنی دلیل قطعی شرعی کے دربارہ اطلاق خواتم
اضافیہ اور اثبات مثل ساتہہ کمال شدومد کی انتہ قطعیکی بلکہ مین قطعیہ کی جرات ہی
کیساتہہ اس دعوی کے کہ لہذا مبنی اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کی سے اور علی ہذا القیاس
ہم مشرب عبارت مذکورہ کی ایسی ہی عبارتین مذکورہ مین جو دال مین صحیح اوپر اس مطلب
کے کہ عدم تفکیہ کے قایل ہین اور ایسی اعتراضات عوف مشکل کی مورد ہین سے اور حالانکہ
صفحہ دوسری مین دافع الوسواس کے یہہ مرقوم ہی کہ تعین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی
حدیث صحیح وارد نہین علما کا اسمین اختلاف ہی سے پس اس سے بہی ظاہر ہی عدم ضرورۃ
تعیین مکلفین طبقات تحتانیہ اور نیز عدم تیقن وجود انبیاء مذکور یعنی خواتم ستہ لعلت عدم
ضرورۃ کی پس ایمان بہی نسبت انکی ضروری نہوا اگرچہ ضمناً ذیل مین ایمان اجمالی قیاس
کیا جاوی تو وہی بیان راست نہین آتا اسواسطی کہ ایمان اجمالی مین اگرچہ تفصیل تو
متیقن نہین ہوتی مگر اصل وجود اور نفس وجود مین تو تردد نہین ہوتا بخلاف خواتم ستہ کی کہ
تمہوکیا نہین کہ متردد الوجود ہین اور حالانکہ نسبت انکی یعنی خواتم ستہ کہ جنکی موہوم دائم سی
تفصیل اور تعیین ہو تو وہان اجمال کا کیا دخل ہے اور اس مطلب کی تحقیق طویل دس قسطاس
مین مفصل مذکور ہی جو مشتمل ہی اوپر تحقیق آیۃ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کی
قسطاس یازدہم حق تبارک و تعالی فرماتا ہی سے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا فلا
تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا معلوم کیا جاوی اگرچہ کلمہ لو کا بموجب مذہب مستحسن
ومختار مانند قول ابن حاجب کی موضوع ہی واسطی امتناع شرط کی بسبب امتناع جزا کی
دون العکس مگر بین نظر کہ یہ امر کلیہ صادق نہین آتا بسبب تعدد اسباب کی واسطی ایک مسبب
کے اور ہرگاہ انتفاء سبب پایا گیا تو ظاہر ہی کہ جمیع اسباب معدوم ہوی اور مراد اسباب
سے علل موثرہ ہین کہ جس سے تخلف معلول نا ممکن ہے اور بسبب عدم صدق کلی قاعدہ مذکورہ کے

اور بلا الحاق لیاقت و استعداد ذاتی کسی مخلوق کی کہ جس سے ذات پاک کو سطح کی
مجبوری ہو وہ حکمت بالغہ مقتضی ہوئی عدم مشیت بعثت کسی نذیر کو یعنی نذیر حقیقی کو جو کہ عبارت
ہی نبی سے اپنے ہر قریہ کے پس گاہ کہ تحقیق ضروری نسبت کلمہ لو واقعہ آیۂ موصوفہ سے مراد
ہوئی تو تحقیق بلفظ کل واقع آیۂ موصوفہ بھی ضرور ہوئی۔ جاننا چاہئے کہ کل افرادی یا مجموعی کہ
جس سے نحوی اور عربیۃ والے نحول واقف ہیں یہاں بہر دو نوع سلب کلی ہی نذیر حقیقی
کے بعثت کی نسبت ہر یک قریہ سے بموجب مشیت الٰہی جلشانہ نہ سلب جزئی جو کہ خلاف
مقصود کلام ربانی ہے اور معارض ہے اور آیات والا کو عموم بعثت بلا شرکت پر با تمہید
آیۂ کافۃ للناس وغیرہ کو یعنی کہ غرض بیان عظمت و رفعت شان و ستود رحمت عالیشان ہی
انس و جان جان بجان جانان محبوب حضرت رحمان جناب خاتم النبیین ہے صلعم اور صورت
شرکت نذارہ حقیقی میں جو معتبر نبوت سے قطع نظر خاتمیت سے جو خاصۂ کبیرا در خصیصہ
مخصوصہ خاتم النبیین ہے صلعم اور لازمی اس ہی ذات کمالات سمات کا صریح کسر شان
ہی پس ثابت ہوا سلب نذارہ حقیقی جو عبارت ہی نبوت سے خارج میں بنظر فعلیۃ قطعاً نسبت
ہر یک قریہ کی افراد باقیہ سے جو مندرج ہیں تحت اس عموم کلی کے سوائی فرد واحد نذیر
حقیقی کے جو واحد و یکتا لاثانی ہی اس باب عدم شرکت اور خاتمیت میں بعد اس تحقیق سے
راز مخفی ایراد لفظ نذیر اس آیت بابرکت میں کھل گیا کچھ تعمیہ باقی نہ رہا۔ یعنی جو چاہتی ہم اوٹھا
کر اسیم یا بھیجی ہم ہر یک بستی کی نذیر حقیقی کو یعنی نبی کو تو البتہ بھیج سکتی تھے اور اوٹھا لیا
کر سکتی تھی لیکن ہمکو بسبب کمال تفضیل اور انعام ذاتی اپنی کی بلا داعیہ غرض اور احتیاج
و مجبوری وغیرہ امور مذکورہ مشہورہ نقص کمالات صفاتی ہے بموجب اس عطیۂ خاصہ
کے۔ ان فضل الله کان علیک کبیرا۔ اور اور اس قسم کی بشارات عالیہ کی جس سے
قرآن و احادیث ممتلی اور مشحون ہیں باسداری ہیبت و جلال تیری کی منظور ہوئی ای
حبیب محبوب میری اگرچہ اس صورت میں تخفیف تحمل اعباء رسالت اور مشقت اوسکی کے

تجھکو حاصل تھی اور یہ طریق تجھسے پیشتر امثال تیرے کی ساتھہ نسبت بعض انبیاء پیشین
سابقین خصوصاً بعض مرسلین کاملین حسب درخواست اونکی مسلوک ہوا مانند حضرت
موسی کلیم اللہ کی ہمارے درگاہ عالیجاہ سے عطا ہوا کہ جسکے آیہ رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیۃ حکایت صریح کرتی ہے علی ہذا القیاس
واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون اور
ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون ووہبنا لہ من رحمتنا اخاہ
ہارون نبیا اور تجھکو بے درخواست تیری الم نشرح لک صدرک تا آخر سورہ عنایت
ہوا اور نتیجہ ان درخواستوں کا موسی کو یہ ہوا کہ ہم ہر دو برادر باہم ہوکر تیری ذکر اور
تسبیح میں مشغول ہونگے اور نتیجہ اس عطاء عالی کا جو بے درخواست لا یہ ہوا کہ جسوقت تو
فارغ ہو تبلیغ احکام سے اس رنج کھینچ اپنی عبادت میں مشغول ہو اور ہمہ وقت ہمیشہ کے خیال لی ہی اپنے
متخیلہ میں بمرکز خالی کسی سے ورزش کا حکم ہوا اور نیز منقطع ہونگی جانب اپنی بانقطاع کلی
ساتھہ فقط وحسرکی راغب ہنی کی رغبت دلائی ارشاد ہوا کہ والی ربک فارغب جو کہ
ہم معنی ہے وتبتل الیہ تبتیلا کا ہے ۵ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۵ فسوف تری
اذا انکشف لک الغبار اتحت رجلیک فرس ام حمار مگر تخفیف تحمل اعباء رسالت اور بوجہ
اوسکی اور شاق تبلیغ و موعظت کہ فی الجملہ دلالت کرتی تھی اور قدر عظیم وشان کے
مگر باہم لہو شرکت منصب فراہم حال تھی لہذا حکمت بالغہ ہماری کہ الکناہ کنیہ اوسکی ہے
عقول قاصر الدرک قاصر و عاجز ہیں مقتضی ہوئی کہ فیما بین ان دونوں مراتب کی سطر صریح تطبیق فرمائی
گئی کہ نبوت خاصہ اور رسالت متعلقہ خصوص خاتمیہ مطلقہ جو مغز اور مبرا ہے جمیع آفات نسبت
اور اضافات سے جو تیرے حالی کی رہ خزانہ مخزون غیبی اور ذخیرہ مکنون لاریبی سے تجھکو عنایت
ہوا اور صعوبت تحمل اعباء رسالت بھی مدرج تحمل خوشنما باندہی گئی کہ اوسکی حال اور حافظ

اور خاتمی غیر حقیقی یعنی مجازی خلفا اور ائمہ اور حامیان سنت صفیا اور سجاد اور صدیقین اور شہدا اور
صالحین اور واعظین اور خطبا اور نجبا اور علما کہ جنکی حق میں بشارت وارد حدیث شریف سے
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل عموماً اور نیز لو کان بعدی نبی لکان عمر ولکن لا نبی بعدی خصوصاً
الی غیر ذالک الی یوم القیامہ قرار دی گئی آیات بینات اس پر دلالت کرتی ہیں
ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ ۔ انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون ۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر ۔ اور باقی روایات احادیث
اندرین باب اور جو کارروائی وجود حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے تمہارے عہد بعثت
میں حاصل ہوئی وہ ہمیں بغیر وجود انکی کہ تمہاری عہد بعثت میں جو شامل ہی وفات
تمہاری کو اور نیز بعد وفات تمہاری تا قیام قیامت کفایت ہم ختم بالشان کو غیر
انبیاء سے یعنی خلفاء اور ولاۃ وغیرہ مذکورین سے کام لیا یہ تیرہ جالی ہے یا آنکہ خواتم
ستہ مفروضہ کی شرکت فی النبوۃ قطع نظر خاتمیت سے جو کہ ایک امر لاحق ہے کہ جسکی حقیقت
بخوبی معلوم ہو چکی کہ خلاف عقیدہ اہل اسلام ہے پس بعض اقوال بر سبیل تمثیل و تمثال
مثال مندرج بعض تحریرات جو نظر سے گذریں کہ وجود خواتم ستہ اور وجود باوجود حضرت
خاتم النبیین صلعم بمشابہ بادشاہان اور شاہنشاہ تجویز کیا جاوے معطل و بیکار ہو گئی
اسواسطے کہ حاصل المعنی مانحن فیہ میں سوا خاتم الخاتمین اور خاتم الخواتم اور حالانکہ
یہ لقب خلاف لقب شرعی نص القرآن و نص الاخبار والآثار ہے کہ لقب شرعی
نفسی مذکور خاتم النبیین ہے نہ خاتم الخاتمین اور نہ خاتم الخواتم بلکہ اگر خواہ مخواہ ضرورت
نظیر ہی تھی تو یہ نظیر دی جاتی تو مضائقہ نہ تھا مثلاً ایک عورت جو آزار ضرہ یعنی سوت
سوکن سے محفوظ ہے اور دوسری مبتلا رہا بن بلا ہے اور حالانکہ وہ محبوب اور مرغوب شوہر
ہے ہے اور وہ ضرہ اسکی سوت اور منفور شوہر بھی ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ بلا اغیار
اور صاحب عزت باوقار اور باخاطر جمع بصاحب اعتبار ان دونوں میں سے کون ہے

ازانجملہ ایسی مسئلہ قابل یاد ذیل اس قسم کی تحقیقات کی نہین ہے اسی حشو کلام او رسخنان بی لاوبز
رسم آشنام او رکچہہ نہین مگر نا اسم با اسم بہیر ایسے سخن اور کسوت کلام مین آئی لہذا اس کلام کی
صیانت اور بنا انکا یہہ پائید اسکی تحریر فرمائی ساتہہ ایک نبی اولو العزم یعنی حضرت
عیسی علیہ السلام کی آخر زمان مین ہمراہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ساتہہ اتباع آخر
شریعت غرا اور ملت بیضا سمحا سہلہ الیسیرہ کی بعد نسخ شریعت اوسکی کے بدل یا نسخ
مرتبہ نبوت سابقہ قدیمہ اوسکی کی ساتہہ القا رہے و اہم مرتبہ نبوت مذکورہ کی یعنی
نبوت من حیث الاتباع والعمل باعتبار ماکان جو سابق مین تہی واسطے اظہار مرتبہ نبوت
او رسالت اور نیز خاتمیت بدون نسخ تہی اور بغیر استظہار کسی اور شریعت کی ورا و نبوت
کی استوار مضبوطی اور احکام بدین آب وتاب فرمائی کہ باید وشاید کہ جسکا خود
اعتراف حضرت عیسوی شاہد عدل ہی بنسبت انکار کی امامت کرانی سے ہنگام
طلب امامت صلوٰۃ مسجد اقصی مین وقت عصر بعد ورود فیض افروز ہی منارہ شرقی پر بین مہرودتین
یعنی دو کپڑہ سفید یا زرد علی اختلاف تفسیر اللفظ کہ جس سے حلہ عبارت ہی آنجناب ور
او رایک ازار یعنی تہبند اور مونڈہی و فرشتہ کی اور پہر طلب کرنے امام اوسی کی صحن مسجد
مذکور مین زینہ کو حضر لعدۃ التی والتیا مسلم رکہنا حضرت عیسوی علیہ السلام کا امامت
صغری کو او رمہدی علیہ السلام کی بموجب ارجح روایات فی ہذا الباب ثابت ہے اور
نیز امامت کبری کا بہی مسلم رکہنا نسبت اونکی ثابت بدین لفظ کہ مین تو واسطے قتل
دجال لعین آیا ہون بعض تمہارا امام ہی اور بعض کے اور نیز طلب کرنا ساز و سامان
اسی قسم کا سیف وسنان اور مشغول ہونا اکثر طرف اہتمام اور احکام شرائع کے
امور تعبدی کیا اور امور تسلطی کیا اور امور معاشیہ کیا اور معادیہ کی تا ریاست حضرت
مہدی علیہ السلام اور پہر بعد وفات حضرت مہدی علیہ السلام متکفل ہونا انتظام مکمل
پوری شریعت محمدیہ ملت سمحا بیضا راجحہ کاملی سبیل الاتباع کہ مرتبہ نیابت در نیابت

سے خاص اسی مضمون میں اس حیثیت خاص کو سے یعنی انتظام امامت صغریٰ و کبریٰ سے
صریح صاف خبر دیتا ہے مخصوص واسطے اظہار شان عالیشان حضرت خاتم النبیین صلعم
کے اور نیز اظہار استعداد افراد احاد علماء امناء خلفاء اس امت عالی رتبت با
عظمت کی یہ امر خود دلیل جلیل ہے کیونکہ اگر بالفرض حسب مزعوم زاعمین خواتم مفروضہ دیگر
تو وہ کیا کرتا جبکہ ایسے نبی اولوالعزم انبیاء بشیرین بالیقین یقینی الثبوت مسلم التسلیم متحقق الوجود منصوص الاسم
معترف الانبیاء بالاتفاق جن کا تشخص بنص الاحادیث والقرآن کثیر قسمی بعض تمام مرتبہ خاتمیت طرف عنایہ اولوالعزمین
وائمہ و سلاطین آئمہ اس سے استیجار الامت کی ظہور میں آئی تو خواتم سنہ کی تو ضرورۃ بطریق
اولیٰ بل بطریق اوجب اور اکد ہیں پائی جاتی حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قطع نظر
حضرت موسیٰ علیہ السلام کیواسطے بھی یہی سامان طیار ہے کہ حدیث صحیح ہے لو کان حیٰ کر
حیا ما وسعہ الا اتباعی بلکہ خود فرزند دلبند حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ کے حکم سے جو
حضرت ماریہ قبطیہ کی تھی اونکی حق میں ارشاد نبوی صلعم ہوا سو عاش ابراہیم لعدی لکان
نبیا اور مزید تحقیق اس حدیث شریف کی عنقریب آتی ہے تحت تحقیق آیۃ خاتمیت کی یعنی ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین کے اور نہونا کسی نبی کا ہمعصر خاتم النبیین صلعم کی باعتبار زمان حیات شریف
کی جو عبارت ہے زمان حال سے جیسا کہ بعد وفات شریف عبارۃ ہے زمان استقبال سے جو واسطے
کرد حقیقت از ابتداء بعثت تا انقراض زمان و زمانیان آپ ہی کا زمان ہے بسبب عدم
نسخ شریعت چنانچہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا
وفات میں عدم نبوت جدیدہ مستقلہ بعد زمان وفات شریف حضرت خاتم النبیین
سبب ہوا عدم حیات حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ عالی صفات کا موجب قول مختار دیا
کلمہ لو کی جیسا کہ قول ابن حاجب سے قسطاس میں گذرا تو معلوم ہوا اگر ہمعصر ہونا
زمان حیات شریف میں جو عبارت ہے زمان حال سے خیال ہوتا تو صرف قید بعدیت کی نہوا
ہمعصریت کو بھی اس خیال میں دخل ہوتا کیونکہ یہ ہر دو زمان اس باب میں متساوی الاقدام

اوسکی نسبت بھی کچھ ایسا ہی ارشاد ہوتا اور عذر عمر شریف شیر خوار گی صاحبزادہ کا دربارہ عدم نبوت کی نسبت اونکی بدلیل ثبوت نبوۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی عمر میں جیسا کہ صریح قوله تعالیٰ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب الآیۃ پس ظاہر ہوا کہ نہ کوئی نبی آپ کے عصر یعنی زمانہ حیات شریف میں اور نہ کوئی بعد میں یعنی بعد وفات شریف کی پس اراد لفظ بعدی حدیث شریف مذکور میں واسطے قطع شبہ شرکت و ابہام وجود نبوت جدیدہ مستقلہ غیر مستقلہ کی ہی نسبت زمان بعد وفات کی جو بظاہر زیادہ محل خاتمیت ہے اگرچہ وجود نبی مذکور ہمعصر ہو یا بعد عصر ہو کہ وہ ایک ہی عصر ہے در اصل اور یہ تفریق عصر جو باعتبار عبارات مذکورہ کی ہے بالضرور مستوجب شرکت فی النبوۃ ہے جو کہ قطعًا و قاطبۃً خلاف عقیدہ اسلام ہے قطع نظر خاتمیت سے کہ ایک امر لاحق ہے یعنی یہ امر شرکت مذکورہ کا فی نفسہ لیکن اور اک اسکا ایک امر خفی تھا بخلاف خاتمیت کی کہ وہ امر جلی ہے کہ نظر انداز ہے اور دیدہ دوز ہے اوسکی طرف خواص و عام امت کی بعد وفات شریف حضرت خاتم النبیین صلعم کی زیادہ ترتھی لہذا یعنی لہذا الحیال المذکور لفظ بعدی اس حدیث شریف لو کان بعدی نبی لکان عمر میں ارشاد ہوا اور نیز بموجب تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل کے لفظ بعدی کو آیۃ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی میں ای من سوائی کر کے تفسیر کیا تب معنی اس حدیث شریف کی یہ ہیں جو ہوتا سوا میرے کوئی نبی بنا میرے عہد میں جو عبارت ہے روز بعثت میری سے تا قیام قیامت تو البتہ ہوتا عمر پس اس صورت میں عام ہے اور شامل ہر دو زمان حیات اور وفات کو اور اگر یہ قید عہد کی مراد نہ ہو بلکہ عام ہو جمیع عہود کو یعنی زمان قبل بعثت مذکورہ کو شامل ہو تو خلاف واقع ہے کیونکہ زمان سابق میں سب انبیاء علیہم السلام ایکے سوا ہوئے ہیں موافق نصوص قطعیۃ قوله تعالیٰ قد خلت من قبله الرسل اور قید نبی کی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قدیم نبی ہیں زمانہ بعد وفات شریف میں نازل ہونگے وہ آپ ہی کا زمانہ ہوگا پس معنی اس حدیث شریف مذکور کی جانبی ایسی کہ عدم نبوت حضرت عمر رضہ سبب ہوا اور اسطے عدم نبوت کسی نبی کے

سواے ذات بابرکات حضرت خاتم النبیین صلعم کی برابر ہی کہ ہمعصر ہو یعنی زمان حیات
شریف یا بعد عصر ہو یعنی زمان بعد وفات شریف موافق التحقیق زمان اہل استنباط کے
اگرچہ لفظ لعدی عام تہا مگر مستثنی شرعی ہے اور دفعیہ اس محذور کا کہ استدلال اس
مطلب پر کہ جمیع رسل پہلی خاتم النبیین صلعم سے گذر چکی ساتھ اس آیت مذکور کی بندر العلام
استغراق کی جو الرسل میں ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ صریح قول اللہ تعالی ہو ان الیاس النبی الام
ہی شامل اسی عبارت کی قولہ تعالی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
وامہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام — تا بلطفہ یہی کہ علم اصول میں مقرر ہی علی حسب قابلیۃ
المقام کما فی نور الانوار وفی الکشف فالمطلق المجرد عن الدلائل یحمل علی الادنی لانہ متیقن
فاذا وجدت الدلائل یحمل علی الکل یعنی واسطی اسکی تمیز کی ضرور ان ہی قرائن شرعی تا
کوئی محال شرعی لازم نہ آوے اور کبہی قرائن عقلی ہی منضم ہوتی ہیں اپنا امروں سے بلا
قرینہ مہمل نہیں پس اس آیہ مسیحیہ میں الف لام واسطی عہد کے ہی بخلاف اوس آیۃ
محمدیہ کی یعنی وما محمد الا رسول الآیۃ کہ اوسمیں واسطی استغراق کے ہی بنسبت جمیع افراد
باقیہ رسل کے سواے محمد رسول اللہ صلعم ورنہ ثبوت خاتمیۃ ہوتا ہی درحقیقت واسطی
حضرت عیسی علیہ السلام کی درصورت گذرجانی حضرت محمد رسول اللہ کی ہی صلعم ذیل میں تمام
رسل کے بصورت لام استغراق کی آیہ مسیحیہ میں اور نیز علی ہذا القیاس بصورت لام عہد
کی بیچ آیۃ محمدیہ کی لازم آتا ہی نسخ شریعت محمدیہ اور سلب خاتمیۃ اونکی کا باشرکت
فی النبوۃ المحمدیۃ بوجہ آنی اور انبیاء باقیہ کی بوجہ دین محمدی واجب دائم کی تا قیام
ساعۃ غرضکہ بہردو صورت تسویہ ہردو آیۃ موصوفہ یعنی تسویہ عہدیہ اور تسویہ استغراقیہ
میں بالکل شکل اصلیت میں یعنی بصورت استغراق آیۃ مسیحیہ میں اور عہد آیۃ محمدیہ میں خالی
استحالات عقلیہ اور شرعیہ سے نہیں ہے اور بنظر غور اگر دیکھی تو دراصل اس آیۃ محمدیہ میں لام
استغراق ہی نہیں ہے مثل لام استغراق رب العالمین کے یا لام استغراقیہ الحمد کی اسواسطی

کہ لفظ خاتم النبیین آیۃ خاتمیہ میں اور رسول آیۃ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
میں مجانس ہی یعنی خاتم مجانس النبیین ہے اور رسول مجانس الرسل ہے بخلاف لام الحمد اور لام
رب العالمین کے کہ وہ ان کی فاتحہ بکمال الفہم ہے مگر تب بھی کلام تو استغراق اضافی مجازی کہا جاوے
تو مضایقہ نہیں ہے بخلاف آیۃ مسیحیہ کی کہ اوس میں تو لام عہدی ہی ہے در حقیقت اگرچہ عبارت
دافع الوسواس ان ہی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو خاتم اضافی بنسبت انبیاء بنی اسرائیل کہا
کوئی فائدہ بخشی نہیں چنانچہ متعدد الزامات شرعی ہم عقلی بنسبت اس قول کے مندرج قسطاس
ہیں اور رسالہ مذکورہ اصطلاح علما میں استغراق اضافی پایا نہیں گیا سرے سے یہ بحث ہی بطور استغراق
بیکار معلوم ہوتی ہے مگر مجبوری وقوع لفظ استغراق بنسبت لام کی کلام میں حسب عبارت
نصر المومنین وغیرہ اسی عنوان پر یہی تحقیق کی غرضکہ ہر پہلو تفہیم ضروری الامر ہے چنانچہ
دو تین جگہہ اس قسم کی مطلب کو ظاہر کر دیا گیا چنانچہ قسطاس سیپارہ وسوم وغیرہ میں جو در بارہ
ازالہ تردیدات عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین ہے لیس صاف باعتبار اس باب میں یہ تقریر
ہی جو مسلم کل ہی کہ باعتبار ترتیب زمانی ان دونوں آیتوں کی معنی سمجھنے چاہئیں سو وہ یہ
ہیں کہ آیۃ مسیحیہ کی الف لام الرسل سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ لیس اب کوئی رسول آنے
والا بعد عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی باقی نہیں تھا جیسا کہ سمجھنا چاہئے الف لام الرسل
آیۃ محمدیہ سے کہ لیس اب کوئی رسول آنیوالا باقی نہیں تھا لہذا یہ خاتم النبیین میں لا غیر
بس اب یہ قول قایل کا کہ قرآن شریف میں آیۃ مسیحیہ میں بھی تو الف لام ایسا ہی ہے جیسا
کہ آیۃ محمدیہ میں ہے لغو ہی ہرا ہے خواہ نزدیک اوس قایل کی الف لام آیۃ مسیحیہ کا بطور استغراق
اضافی مجازی ہو خواہ بطور دیگر کچھ ہی ہو ہمسنگ اور ہم پلہ الف لام آیۃ محمدیہ ہرگز نہیں
ہو سکتا اگرچہ یہ الف لام آیۃ محمدیہ بطور استغراق اضافی مجازی ہو یا بطور دیگر ہو در صورت
لحاظ ترتیب سلسلہ زمانی جو امر مسلم کل ہی جیسا کہ ہمنے جا بجا تحقیق کیا واللہ اعلم
اور منجملہ دلیل نقلی اوپر شکل اصلی کی یعنی استغراق مذکور آیۃ محمدیہ میں اور عہد آیۃ مسیحیہ میں

آئیہ بشارت ہی جاکی ہی بشارت دی ہی جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سی یعنی حضرت محمد
رسول اللہ صلعم قولہ تعالیٰ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد جو دال ہی اوپر
بعدیتہ زمانی کی جو امر اجماعی عام و خاص تمام عالم کی یعنی تاریخ ہندی سنوات جو بدا رکان
اسود دینی و دنیوی مذہبی جملہ اہل مذاہب بالتفصیل ہی مثلاً ۱۲۹۲ ہجری جو آج کی دن سے
اور ۱۸۷۵ء جو آج کی دن سی بخلاف اسکی عکس کے کہ خلاف ہی تمام عالم کی اور
کوئی حدیث و آیۃ اس آیت تبشیر مذکور کی خلاف پر جو دلیل ہو اور بر دعوی عکس
مذکور کی یعنی بعدیتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور استغراقیہ مذکورہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم
اگر دستیاب ہوئی ہو تو ذمہ پر مدعی کی سو یہ آیۃ محمدیہ اور آیت مسیحیہ کی واجب الاظہار لازم
العرض ہی یہ کہنا کسی مدعی مذکور کا کہ آیۃ مسیحیہ پر بھی نظر کرنا چاہیئے اس محل میں فضول
ہی ہاں البتہ ایک امر خاص ہی جو منصوص مسوق لہ الکلام لاجلہ ہی یہ دونوں آیات
آیۃ محمدیہ اور آیۃ مسیحیہ رکھتی ہیں وہ یہ امر ہی کہ جس سے قطع وہم اہل کتاب بنسبت
الوہیۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نیز قطع وہم ابنیۃ اونکی کی اور قطع وہم زوجیتہ
حضرت مریم علیہا السلام کی ہوتا ہی اور نیز قطع وہم بعض مؤمنین مخلصین بعض اوقات
میں بوجہ شدت غلبہ محبت ساتھہ آنحضرت صلعم کی بحالت بے اختیاری جیسا کہ وقت وفات
شریف بعض صحابہ کو پیش آیا اور نیز قطع وہم بعض منکرین بنسبت تخلد آنحضرت صلعم پیش آیا ہوا
ہی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کی فرزند ہیں اور نہ حضرت مریم خدا تعالیٰ
کی زوجہ ہیں بلکہ عیسیٰ تو رسول خدا ہیں اور مریم مادر عیسیٰ ہیں یہ دونوں وصف خاصہ لازمہ
بشریۃ اور عبدیۃ اور مخلوقیۃ ہیں جس پر دلیل ہی سیاق کلام اللہ آیۃ مذکورہ میں وامہ صدیقۃ
کانا یاکلان الطعام مریم فوت ہو گئیں اور عیسیٰ فوت ہونگی علی ہذا القیاس کیا تعجب ہے جو اوپر
محمد صلعم کی موت آئی جو منافی ہی تخلد کو جو لازمہ اور خاصۃ الوہیۃ ہی بس یہ دونوں مول
ہیں جیسی اور رسول گذر گئی انکی واسطی گذر جانا امر لابدی ہی اسواسطی کہ رسول بمعنی سے

بشریت نہیں جاتی رہتی اور خدا نہیں ہو جاتی بلکہ رسول ہوتا ہے پس لیل ہی بشریت کی
اور خدا نہوں کی قولہ تعالیٰ و ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افإن مت فہم الخالدون
پس نسبت حضرت محمدیہ صلعم سیاق کلام افإن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مناسب ہی
قطع نظر اس سے کہ کون خاتم ہی انہیں اور کون متقدم ہی یا متاخر یہہ امور اقتضائی ہیں انہیں تنبیہ
نہیں بلکہ لفرقہ ہی لام عہد اور لام استغراق کا بخلاف اوس امر جامع کی جو قاطع و اتمہ مذکور
ہی جو با سیاق الکلام لاجلہ ہی کہ ملاحظہ شان نزول آیۃ و ما محمد الا رسول الآیۃ سے حاصل ہے
افا نہم پس السیاق یہی مطلب استدلال جو مطلب اہل مطلب ہی ہرگز حاصل نہیں الحذر الحذر۔
اور یہہ حدیث شریف مذکور یعنی لو کان بعدی نبی لکان عمر بحق حضرت عمر رض لوجہہ عدم صحیح
حصر کی منافی نہیں اور حدیث شریف لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کو ملکیہ دونوں حدیث
موقوف ہیں مدعا ۲۳ خد کو اور باہم معاضد ہیں اوسبب عدم ثبوت نص صحیح
دربارہ استعداد نبوت بحق ثالث اور کسی جز کی تک سرایت نہیں ہو سکتی اگرچہ بحق حضرت
صدیق اکبر ابو بکر رض اشارۃ النص اس بارہ میں اصرح ہی النص صریح سے بلحاظ الکنایۃ ابلغ
من الصراحۃ اسلی کہ یہ امر مستلزم استحالجات مذکورہ نہیں بخلاف امر خواتم ستہ جو اونکی
واسطہ اثبات فعلیۃ ہی جو مستلزم استحالجات عدیدہ مذکورہ ہی کہ جسکی سبب سے سلف
صالح لی مفترض التاویل اور مصروف عن الظاہر قطعا و حتما اثر مذکور یعنی اثر سبعۃ ارضین فیہ
کو تجویز کیا پس ہرگاہ یہہ منصب نبوت بالفعلیۃ واسطہ حضرت عمر وغیرہ جو ملہمین او محدثین
میں بصیغہ مفعول باب تفعیل سے اور نیز صدیقین کیلیئے ثابت نہیں تو پہر خواہ مخواہ ذریلی ہونا
واسطے خواتم ستہ مفروضہ مخترعہ کی تو کچہہ ٹہری سے رخنہ اندازی ہی اہتمام مطالب این میت
جو تزلزلہ فی الاسلام ہی پس ہر دو شق ہمعصریہ او شق بعدیہ جسکو جدا گانہ مزعوم کرلی ہیں
حالانکہ شق واحد سے امر اعتباری تفضیل زمان حیات شریف و وفات شریف اس باب
میں لیے اعتباری ہی پہہ ہی شق ہو گئیں شق عصا عقیدہ اہل اسلام لازم آتا ہی چنانکہ یہہ

مطلب اکثر قسطاسوں میں بیان ہو چکا و الله اعلم بالعلم الکامل۔ قسطاس دوم از قسم
اور تفسیر خلاصۃ التفاسیر میں جو تالیف ہی حدی مولانا محمد اکرم فاروقی تہانوی مرحوم
کی و شاگرد و ارشد میں جناب حضرت مولانا شاہ ولی الله محدث دہلوی قدس الله سرہ و مولانا
شاہ عبد العزیز محدث شاہجہان آبادی قدس سرہما کے یہہ حدیث قدسی خود حضرت
عبد الله بن عباس رض سی تحت آیۃ خاتمیۃ سورہ احزاب میں موجود ہی۔ لو لم اختم بک النبیین
لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا۔ اور یہی اسی جگہ یہہ بہی مرقوم ہی۔ مروی ہی عن عطاء ان الله
لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا۔ میں کاتب الحروف کہتا ہوں مراد لم یعطہ سی
لم یبقہ ہی فافہم۔ اور ایسا ہی معالم التنزیل میں بیچ تحت آیۃ خاتمیۃ اور بعد لفظ لم یعطہ
ولدا ذکرا کی یہہ لفظ بہی اضافہ ہی یصیر رجلا۔ اور جبیر بن مطعم سی روایت ہی فرمایا رسول الله صلعم
نی انا العاقب الذی لا نبی بعدی۔ اور روایت ہی حضرت ابوہریرہ رض سی مثلی و مثل
الانبیاء قبلی کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنائہ الا
موضع تلک اللبنۃ لا یعیبون سواہا فکنت انا سددت موضع تلک اللبنۃ ختم بی البنیان
ختم بی الرسل۔ سو یہہ دونوں آیۃ حدیث قدسی اور اثر مذکور کہ جسکا اثر شہرۂ
شہر گہر در گہر ہی مروی حضرت عبد الله بن عباس سی ہیں اور روایت قدسی کو نہیں کہ
صحیح خاتمیۃ موجود ہی اور اثر مذکور میں اسکا کچہہ اثر بہی نہیں سوای لفظ نبی کی نبکم کی جو کہ
لفظ اول آیۃ ہی اس مطلب پر اور حالانکہ اسکی تحقیق سی کوئی قسطاس صراحۃ و اشارۃ
خالی نہیں کہ موضوع نزاع بعد گری ہی پس معلوم ہوا کہ اگر نزدیک حضرت ابن عباس رض کے
کچہہ وقعت ثبوت خاتمیۃ ہوتی واسطی خواتم ستہ کی بقطع نظر خاتمیۃ سی جسکا مبنی نبوت نبی ہی اسکا
ثبوت ہوتا بلکہ ثبوت خاتمیۃ بہی جا ہوتا تو بلقب خاتم گو اضافی ہی سہی یا اضافی نہ سہی
مطلق ایسا کوئی لفظ فرماتی کہ جس سی دلالت ہوتی اوپر خاتمیۃ اونکی کی تو مقتضا الیقینۃ تہا۔
بلکہ ایسا لفظ فرمایا کہ جسمیں بیچ منشا اضافت ہی منقطع ہی یعنی لفظ نبی کی نبکم فرمایا اسواسطی کہ

نبی منافی کا اطلاق ترددیکہ عیان ہی نہیں ہی فتامل غایتہ التامل پس ہر گاہ الیسا لفظ
مذکور ہی نہ پایا گیا ہو بہلا عند الضرورت بر وقت حاجت ہیچ عصر غدر انکار آمد ہو جاتا او مسلم
او منظور ہوتا تو اس الزام صریح سی برائۃ ہو سہل سا اور اس روایت حدیث قدس او روایتہ
اعطار میں اشارہ ہی کہ نبوت واسطی کسی عورت کی نہیں جیسا لہ سجاح بنت منذر لی جو مسلمہ
کذاب بہی دعوی اپنی نبوت کا کیا تہا چنانچہ حدیث شریف دار و ترمذی وغیرہ ہی —
سیکون فی آخر الزمان صبر و کذاب رقبلیتہ بی ادعا خواتم ستہ بہی شبیہ اوسکی ہی خواتم ستہ
تو حدود مر اللیاقۃ محض تہی اس دعوی سی مگر لطرز نیابت یہ دعوی ظہور میں آیا اہل عصر اسی
فسطاس سبز و سیم جا بجا مشہور ہی کہ حضرت امیر المومنین رئیس الصدیقین ابوبکر بن ابی قحافہ
نی صرف دعوی نبوت مسیلمہ کذاب مذکور پر بسبب شرکت فی النبوۃ بدون دعوی خاتمیت کی بوجہ
استلزام اس دعوی کی خاتمیتہ کو انجام کار جو صریح مخالف ہی آیتہ خاتمیہ کو جس پر بنا عقیدہ
اسلام ہی اوسکو کافر شدید الکفر باوجود ہونی کا قرقطعی او جہنمی ابدی یقینی کے سمجہا با جماع
تمامہ صحابہ او ربالاتفاق اونکی بلا خلاف و بلا نکر مقاتلہ او مقابلہ کیا جس سے عبارت جہاد فی البحر
ہی صرف واسطی اعلاء کلمۃ اللہ کی کہ کریمہ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و کلمۃ اللہ ہی العلیا حاکی
ہیں یعنی گردانا اللہ نی بول کافرونکا نیچا او راللہ ہی کا بول بالا ہی پس خوب معلوم ہوا کہ
بعد بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم کی عقیدہ کسی کے صرف نبوت جدیدہ کا بہی قطع نظر خاتمیت کے کہ وہ تو خود
بخود لازم آتی ہی او مضر ہو جاتی ہی خاتمیت خاتم النبیین کو صلعم بالاتفاق و اجماع جمیع صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین باسرہ بالقطع اجماعاً عقیدہ اسلام نہیں محض ضلال مبین ہی اور ابتدا
سلف صالحین او رتمام محققین نے جو اونکی متبعین ہیں خصوص شراح بخاری وغیرہ
امام زرقانی اس اثر مذکور کی یہی توجیہ کی ہے کہ مراد لفظ نبی سی ہادی غیر نبی ہے
او منشار اس جہاد مذکور کا بکمال شدت جو ایام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض واقع
ہوا وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع اور اسکا تکرار منعقد ہوا تہا چنانکہ بخاری وغیرہ میں ہے

مسیلمہ کذاب نے جسوقت آپکی خدمت مین ایلچی بہیجا اور نامہ لکہا کہ فیما بین اسطرحپر صلح ہوجاوی
کہ تقسیم ملک بالمناصفہ ہوجاوی اوسوقت آپکی ہاتہہ مبارک مین ایک شاخ خرما تہی فرمایا
اوسکی طرف اشارہ کرکی کہ اگر اوسکو بہی مجہہ سی طلب کریگا تو ہرگز ندونگا اور اگر کسی ایلچی
کو قتل کیا جاتا تو قتل کا حکم دیتا۔ پس اب بگوش ہوش سنا چاہئی کہ یہہ شدت غضب اور
برہمی مزاج اقدس صلعم صرف اوپر دعوی سلطنت اور حکومت نہ تہی جو صورت ظاہری ہے اون
کی تہی بلکہ اوپر دعوی نبوت تہی جو کہ مستلزم شرکت تہا کہ وہ حقیقۃ واسطی کسی نبی برحق قدیم و
جدید کی بہی ہوا نہین کبہی جیسا کہ اس مطلب اصلی سی تمام فساطین ہین یہہ تو مدعی
مبطل کافر باطل ہی تہا اور ظہور نبوت آنحضرت صلعم بغرض تکمیل کمال صورۃ شوکت اور دبدبہ
سلاطینی مین تہا چنانچہ واسطی انبیاء پیشین بہی مانند باپ بیٹی حضرت داود اور سلیمان کی
کہ ظہور ہوا یہہ امر ایک ظاہری عارضی تہا مگر شان عبد تزہد اور فقر اختیار حضرت خاتم النبیین
کے لائق اور پر اونکی زہد و فقر کی خالق ہی تہی پس ملک و سلطنت تابع نبوت تہا اسکی تقسیم گر
تقسیم نبوت کا واسمہ تہا جو باعث شرکت نبوت ہوتا چنانچہ وہ کافر خود صریح مدعی نبوت
بہی تہا اور آپ کو تقسیم قطع نظر اس سے تقسیم ملک جائز بہی نہ تہی کیونکہ تابع نبوت تہا لہذا میراث
بہی اسمین جاری نہوئی چنانچہ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی نے حضرت فاطمہ رضی کو وقت
دعوی میراث نسبت ضلع فدک کہ جسکو غلط العام باغ فدک مشہور کرتی ہین جو مصارف جہاد
کراع وسلاح وغیرہ مین جانب بیت المال سی منتظم اور معروف تہا منجملہ اوسکی نفقات ازواج
مطہرات بہی بطور اقطاع اور مدد معاش تہا صاف جواب دیدیا جو منشاء غلط فہمی گروہ شیعیان
ہی خصوص بعض جاہل سنی نادان ہی اور اس قسم کی میراث حضرت سلیمان علیہ السلام کی
نسبت والد بزرگوار حضرت داود علیہ السلام سمجہنی چاہئی قولہ تعم وورث سلیمان داود
اگرچہ ضمن مین بظاہر سلطنت کی بہی مالک ہوی تو قباحت کیونکہ دراصل وراثت نبوت
تہی اور تبعاً ضمناً سلطنت بہی کہ اسی شان سی اونکو عطا ہوئی تہی جب لیاقت حضرت سلیمان کی

انتظام سلطنت میں مدار علیہ پائی گئے بموجب **قوله تعالی** وداؤد وسلیمان اذ

یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم وکنا لحکمهم شاهدین ففهمناها سلیمان وکلا آتینا حکما

وعلما۔ قصہ تفاسیر میں مذکور ہی اور مشہور تو نظر کی اولی والنسب رعایت اسی سرمایہ

سلطنت کی درباب عطا و نبوت نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام فرمائی گئی اور کلمہ

ففهمناها سلیمان سے فوقیت رتبہ فقاہت اور رایۂ علم اور سلطنت کی ثابت ہوگئی فافہم پس

نسبت اس مسئلہ کی فہم و فقاہت درکار ہی صرف تیز فہمی عقلی سے کام نہیں چنانچہ سیاق کلام

سے بظاہر و قال یا ایہا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء میں دلالت ہی اور فوقیت

علمی کی اور تصریح ہوئی اسی سے میراث انبیاء علیہم السلام کی جو کہ اصل اصول ہی کہ صریح ملفوظ

ورث فرمایا بخلاف فقرہ اوتینا من کل شیء کی کہ بعد میں فرمایا بغیر لفظ وراثت کی کہ اتفاقی امر

ہی ضمناً تبعاً و لحوقاً چنانچہ وراثت کمال علمی سے کوئی نبی محروم نہیں ہی بخلاف شوکت و

سلطنت ظاہری جو کہ مستفاد ہی کلمہ من کل شیء سے اور لفظ علمنا منطق الطیر کے دلالت صریح

ہی اور اعجاز کی جو مقرون ہی ساتھ دعوی نبوت کی جو ہم معنی ہی آتینا النبوۃ کی پس معلوم

ہوا کہ وراثت کمال نبوت سے کوئی نبی محروم نہیں ہا اور سلطنت اور شوکت ظاہری جو

مال عرض اتفاقی غیر لازم ہی سارے انبیاء علیہم السلام کو نہیں ہوئی اور اس کمال علمی میں رعایت

وراثت نسبی لازمی جز نہیں بلکہ رعایت وراثت نسبی یعنی علاقہ افاضہ و استفاضہ علی حسب القابلیت

ذہنی لہذا کنعان محروم رہا اور حضرت سلیمان کامیاب ہوئی کمال خوش نصیبی سے جو ہر دم نعمت دست کا میاب ہوئی دو حصہ کمال

دت اور پر ذات پاک حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ختم ہو المذاہبہ وراثت علاقہ

افاضہ و استفاضت و افادہ و استفادت اور برعایت نسبی کی ہوئی ملکیہ اور برعایت

نسبی کی ہوئی جو عبارت ہی علاقہ مذکور سے حسب لیاقت و استعداد قرار دی گئی جو معتبر تحقیقات

ہی درجہ اول خلافت راشدہ اور واسطے خلافت کی علم درکار چنانچہ یہ مطلب قصہ حضرت

آدم علیہ السلام سے ثابت ہی **قوله تعالی** وعلم آدم الاسماء الایۃ سو اول تنصیبہ

رتبہ عالی علی ترتیب الخلافۃ اس امت میں تجویز فرمایا گیا کہ لقب خلافت سے وازان بعد
عنہم وصف تام پیدا ہوا کہ علماء ہو چنانچہ حدیث شریف علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں
اسی مطلب کی تصریح ہی اور اسکی طرف امم سابقہ میں مثل حضرت داود و سلیمان علیہم السلام کے
قصہ میں اسی وجہ سی گذرا کہ انہوں نے تحدیث کو بلفظ علم تعبیر کیا کہ وعلمنا منطق الطیر اور یا ہم
رعایت تعظیم اس امت خاتمہ کی کہ آخر ادمیں منصب علمی سے ہوگا نبوت تو منقطع اور ختم ہی
ہو گئی چنانچہ آنحضرت صلعم نے بھی ایسی ہی رعایت فرمائی کہ فرمایا انما بعثت معلما مشکوۃ
شریف میں مروی ہی پس تمام المطلب یہی برابر ہوا کہ ہر جگہ تعبیر نبوت بصیغہ علم بطور تعبیر الشیء بصفہ
الاکمال فرمائی لو لا کلام بطور مطلق مجاز ہی بطور گری حسب قرینہ مقام تشریح کے معارض عقیدہ
اسلام ہو جائے ہو کہ مجاز اسیا نہ بجائی جیسا داود بذیر تسلیم قسمی ہی انہکم فرمایا مثل العین تشبیہ
اس حدیث شریف کی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اس تشبیہ کو کہ یہاں لحدیث مرفوع ہیں
مشبہ اور مشبہ بہ مغائر ہیں بخلاف اثر مذکور کی قسطاس شاتر دسم میں رد کر دیا گیا اور قطع نظر اس
سے بموجب اس توجیہ مذکور کی یہی نص تھا کہ فیما بین مشبہ اور مشبہ بہ ثابت ہو گیا پس اس سے حضرت ابوبکر
صدیق اور نیز خلفاء ثلثہ کی سیرۃ اس باب میں ہوتی اور انکی سب کی صلابت فی الدین اور اتباع
سنت سید المرسلین کہ حضرت فاطمہ کو میراث طلبی سے جواب دیا اور باوجود رقت اونکی الحیان
کر دیکھی پر اونہوں نے اس باب میں حضرت ابوبکر صدیق سے کچھ کلام اور تکرار اور تنازع مثال الہ
کیا اگرچہ گروہ شیعہ اس روایت کی معنی میں تحریف کرتے ہیں یا لکلمت فاطمۃ حتی ماتت یعنی کلام
کی حضرت فاطمہ نے ساتھ حضرت ابوبکر کی مرتے دم تک معاذ اللہ غلطی ہی اور تہمت
ہی انکو لحاظ اسحدیث شریف پر تھا لا یحل لمؤمن ان یہجر اخاہ فوق ثلثۃ لیال جیسا کہ نحن معشر
الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ میں غلطی کیا ہی یعنی یا ہو ہوا کہ معنی لا نرث ولا نورث
کا قرار دیتی ہیں تو یہ مراد لیتی ہیں کہ گروہ انبیاء علیہم السلام وراثت موروث نہیں ہوتی اور جس چیز کے
کہ جسکو صدقہ کر چھوڑیں میں کیا کمال ایسی تو اور مومن کی ہی نسبت یہ ہی حکم ہی قول لا الہ الا اللہ

کلام مقام مدح میں اور خصائص میں ہے پس معنی حدیث کے یہہ ہی درست ہیں کہ جو اہل تسنن نے سمجھی کہ مفعول برد و فعل محذوف ہے تقدیر عبارت یہہ ہی کہ لا نرث ولا نورث شیئاً من الاموال الدنیاویۃ الذی ترکناہ کالفراش والقدح والعصی والازار والقمیص والادادۃ وغیرھا من الحوائج الضروریۃ فہو صدقۃ اگرچہ ما موصولہ ہی مگر مبتدا ہے اور صدقۃ خبر ہی البتہ اب خاصہ انبیاء علیہم السلام جو بائیسویں ہی کمال نبیہ کو جو تجرد محض ہے اور بدرجہ کمال دلالت رکہتا ہی بی تعلقی پر کہ ان امور دنیاوی سے واسطہ وراثت کی خیال تک نفرمایا کمال اور کل کو کل صدقہ کر کے متجرد کیا وہ خاصہ ظاہر ہو گیا پس مجوزین حجۃ الله سکتہ کا کہ یہ خیال ہی کہ یہہ عقیدہ باعث زوال ہی کیونکہ شق عصا جماعۃ اہل اسلام ہی بخز دعاء اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون کے چارہ نہیں والله الہادی **قسطاس چہاردہم** قوله تعالى ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الآیۃ اگر یہ کہا جاوی کہ نذیر سے مراد ہادی اور روا خطا اور مذکر ہی تو یہہ قول غلط ہی اسلئے کہ بموجب مشیت الہی جل شانہ وجود واعظ اور مذکر اور ہادی جو نذیر غیر حقیقی ہی ہر قریہ میں موجود ہے پس معلوم ہوا کہ سلب مشیۃ نسبت نذیر حقیقی مراد ہے جو عبارت سے نبی سی اور اگر یہ کہا جاوی کہ درصورت مراد لفظ نذیر سے نذیر حقیقی اور پہر عدم بعثت اوسکی سی ہر قریہ میں لازم آتا ہی کہ بعض قریہ میں نذیر حقیقی ہو بموجب نقیض سلب کلی کے جو ایجاب جزئی ہی اور حالانکہ یہ بات پائی جاتی نہیں تو اوسکا جواب یہ ہی کہ سلب کلی کو یہ مفہوم ایجاب جزئی تو ضرور ہی لیکن جو مصداق آوسکا ہو نہیں فافہم بلکہ یہی کہیں پر ایجاب کلی ہو یا ایجاب جزئی بالاتفاق ثابت ہوا کہ بعض قریہ میں جو گرا اور واعظ ہوا اور بعض میں نہو پس یہہ اعتراض مسلم نہیں فاحفظ اور وارد حدیث شریف ہی لا یبقی بیت مدر ولا دبر الا ادخلہ الله کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل ذلیل پس قریہ کیا بلکہ ہر ایک بیت خانہ قایم از قسم عقار شہریان و قریہ و امصار و نہ خانہ بدو ان از قسم خیمہ ہای لشکریان و مسافران یا دیہ نشینان وایل گذران سرد ختان و زیر اکنان یا نشا مدو بان حرب وغیرہ مذکر غیر حقیقی یعنی واعظ اور مذکر سے خالی نہیں ہے جو کہ مقتضای خاتمیہ مطلقہ خالصہ غیر مشترکہ ہی اور سایر طبقات علوی و سفلی کو بلا مشارکت و بغیر مسا تمت شامل و احل ہے اور ایسی ہی طرح علی العموم والشمول بلا تخصص اشخاص و بقاع و بلاد سا معین و واعظین و مذکرین نایب اور وارث

اوسکی موجود ہونی او قطع نظر اس سے بعض مفسرین نے تفسیر نذیر ہوئی سفید بالی کی ہی کیونکہ ہوئی سفید آنا
موت سے ہی جیسا کہ حدیث شریف ہی کفی بالموت واعظا اور شیب زیادہ او رکون واعظ ہوگا۔ پس نذیر
حقیقی سے کوئی قریہ کیا بلکہ شاید کوئی گہر بہی خالی نہوگا الا ماشاء اللہ ورنہ قرار دو قوم لقیتنا فالی بن نذیر
قولہ تعالی وان من امۃ الا خلی فیہا نذیر۔ پس اس آیہ میں نذیر عام ہی کہ حقیقی ہو یا غیر حقیقی یعنی
نبی اور رسول ہو یا غیر نبی اور غیر رسول بخلاف نذیر آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الآیہ کہ وہ فقط
ہی فقدیر ہر گاہ کہ ظہور نذارت حقیقی یعنی رسالت بعض افراد کثیرہ ہی تو نسبت ہر امت کی ظہور تکثر
ہوا اور جبکہ ظہور مذکور منحصر فرد واحد میں یعنی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم میں ہوا تو اوجزیہ ظہور
منفرد ہوا اسی طبقہ ارض علیا پر اور وہ اپنی نسبت ہر طبقہ سافلہ کی بذریعہ نذیر غیر حقیقی جو ہادی ہیں
پہونچا علی ہذا القیاس حال مضمون لفظ فی امہا اس آیہ میں و ماکان ربک مہلک القری حتی یبعث فی امہا
رسولا جاننا چاہیے نسبت ظہور مذکور کی یعنی ہر گاہ کہ ظہور نذارت حقیقی بعض افراد کثیرہ ہی تو ام القری
بہی بہ اعتبار تکثر ہوئی اور جس وقت کہ ظہور اوسکا منفرد ہوا یعنی منحصر ہوا فرد واحد میں تو ام القری بہی
منفرد ہوا پس بصورت تکثر اوسکی کی ام القری سے مراد ہر قریہ کلان تہا اور بصورۃ دیگر ام القری
سی مکہ معظمہ متعین المراد ہوا جو دراصل ام القری قدیم سی اور بدین لقب یاد ام القری یعنی مکہ معظمہ اوپر
اسی طبقہ ارض علیا کی ہونا چاہیے جیساکہ ظہور میں آیا تاکہ یہ طبقہ ہم معنی سید الطبقات ہو بمقابلہ لفظ سید
السموات کی جو واقع روایت ترمذی شریف ہی پس امر واضح ہوا کہ اسی طبقہ ارض علیا کی نسبت جو طبقہ
کلا نتر ہی اور منفرد اوس فرد واحد نذیر حقیقی ہے کہ جسکی نذارت عرش سی فرش تک ہی اور او دیگر
طبقات سافلہ کی ہادی نذیر غیر حقیقی ہیں فافہم بلکہ بموجب تفسیر امام فخر الدین رازی رح صاحب تفسیر
کبیر کی کوئی جزو خاص زمین کا نذیر سی خالی نہیں کہ جس جگہ بہ پہونچنا رسول کا مانند سکان جبال شاہقہ
اور قلال بحار وغیرہ کی متعذر او متعسر ہو تجویز کیا ہی بموجب اس کریمہ کی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
اور کریمہ ایحسب الانسان ان یترک سدی تاکہ بذریعہ نور عقل ادراک مطلب توحید اور معاد کہ جو کہ باعث
ہی فوز مراد کو کامیاب ہوویں اور ادراک جزئیات شرعیات جو کہ محتاج من طرف بیان عقل

کل کے جو مرادہی ہی ہی اس سے یہ بات بہی ثابت ہوگئی کہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ کی واسطی ہدایت ضرور کے
کہ جس سے مسلک نجات حاصل ہو جو اصل فوز المراد ہی ایسی محل میں بخز عقل کو اوس کی تجویز کیا نہ جو اتمم سے
کو منظور ہیں ہی کہے اوجہہ ہمہ اور شرکت فی النبوت کی اور سبب اتفاق سلف و خلف ہوکر مسئلہ اجماعی ہوگیا
انکار اجماع اور خلاف اوسکا ناروا ہی قتال۔ اور ایک بات اور کہتا ہون کہ یہہ قیاس و اقتباس
نہایت بیجا ہی اسکا ماخذ اس قبیل کی آیات ہین افلا تعقلون سافلا تذکرون۔ و نیز الا من
اتی اللہ بقلب سلیم او نیز فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ و نیز وما یذکر الا اولوا الالباب
یعنی مطلب اسکا یہہ ہی کہ جسکیلئے رسول خاتم الانبیاء صلعم کو قبول نکیا جو عقل کل ہیں تو واسطی ہدایت
ضروری کی جو جسب نجات ہو جا جو اونکی عقل کے جو عقل جزوی ہی کرد یا تامرتبہ اوربابیت
عقل کل کو بذریعہ اپنی عقل جزوی کی دراک کرین اوحق اور باطل مین امتیاز کرین معلوم ہوا کہ باوجود
عقل کل عقل جزوی ہی کار آمد ہی کہ محض معاون ہی نہ مستقل پس وقت عدم عقل کل کے تو بطریق
اولی و اخری کارآمد ہی بالاستقلال مگر صرف اصول مین یعنی امر توحید و معاد مین خبر بیان
مین کیونکہ وہ بدون عقل کل جو انبیاء ہین حاصل نہین ہو سکتی پس نفس استدلال و اقتباس نفس ان آیات
سی درست ہوا اس باب خاص مین تامل کنہ المقام قسطاس پانچ تر دہم تتمہ آیۃ ولو شئنا
لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الایۃ دہو کا نہو اس امر کا کہ تفسیر نذیر ساتہہ لفظ نبی کے دلیذیر نہین ہو تی
تو اب بغور سنا چاہئی کہ نذارت حقیقی خاصہ لازمہ ہی نبوت کا مانند بشارت حقیقی کے جیسا کہ ارشاد
ہوا بدون لفظ نبوت و رسالت کی لفظ بشیر و نذیر اس آیۃ شریفہ مین وما ارسلناک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا کیونکہ یہان متعین المراد ہی بشارت اور نذارت حقیقی بدلالت سیاق
کلام جو لفظ ارسلناک ہی علی ہذا القیاس اس آیۃ شریفہ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا کہ
مین دلالت سیاق کلام موجود ہی ساتہہ لفظ لبعثنا کی اور ظاہر ہی کہ مراد رسالت و بعثت سی
رسالت اور بعثت مصطلح شرعی ہے نہ عرفی نہ لغوی اور اگر کہا جاوے کہ اس رسالت اور
بعثت مین فرق ہی ساتہہ لفظ کاف خطاب کی کہ جائز ہی بعثت غیر حقیقی غیر مصطلح شرعی مراد ہو تو جواب

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو قرینہ صارفہ قصد معنی غیر مصطلح سے غیر حقیقی ہی واسطے فساد معنی اور لزوم کذب و خلاف واقع کی موجود ہی جیسا کہ عنقریب اسی قسطاس میں گذرا اور مادر اسکی آیتہ رسالت کافتہ بجہ خاتم النبیین معلوم ہی اور آیتہ لعثت فی کل قریتہ بجی اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہی جو بظاہر اغائب کیا ملائکہ بساختہ وجود ہی یعنی ساحت فعلیہ میں خرلطہ امکان سے نہیں آئی جو تحت قدرت الٰہی جلشانہ ہی ساتہہ امتناع عن زوال کی بلکہ خانہ علم الٰہی جلشانہ میں بطور اعیان ثابتہ بہی غائب اور حاضر میں کیا ہو موجود اور غیر موجود میں یعنی اس عالم مخلوق میں کیا کچھ فرق ہی علاوہ بریں ہی اور خود انوار التنزیل میں تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک التنزیل و خلاصۃ التفاسیر وغیرہ میں تفسیر لفظ نذیر ساتہہ لفظ نبی اور رسول کے تحت اس آیتہ لعثت موصوفہ کی کی ہی یہ کافی نہی مگر بقصد تحقیق تفسیر لفظ نذیر میں جو مبالغہ کیا گیا تو بغرض اثبات بعض مطلب ضروریہ مناسبات بحث ہوا اور نیز بطور استشہاد عبارت دافع الوسواس وغیرہ دیگر رسالجات اندریں باب جو ناسیفا بعض فضلا دین بارہ عدم تحمل صریح اقاویل اکابر سلف صالح کو مانند امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ کی انہیں الفاظ کریمہ امر قابل تسلیم انہیں ضرور نہیں کہ ہر کلام سلف قابل قبول ہو کبھی چوک ہوتی ہی کلام راست ہو جاتی ہی جیسا کہ ساتہہ کمال مبالغہ کی نسبت توجیہات شروح بخاری شریف وغیرہ متعلق اثر مذکور جو اس خیر بایہ فراغ ہی قابل ہوئی اور اوسکی خدمتگذاری کیواسطے یہ قسطاس سرا موجود ہین

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ **قسطاس پانزدہم** تتمہ آیتہ و لو شئنا لبعثنا فی کل قریتہ نذیرا الآیتہ

اب جاننا چاہیے لفظ بعث بروی لغت بچند معنی مستعمل ہے بمعنی برانگیختن و بمعنی فرستادن و بمعنی لشکر و بمعنی روز قیامت گویا کہ یہ از قبیل اعلام ہی ہو گیا اور داخل اصطلاح شرح شریف ہو گیا اور لفظ بعثت بموزن حلیتہ القاری اور قرئتہ عماد ما الکسر بطور اصطلاح شرعی تو وقت استعمال ہمراہ لفظ رسالت اور نبوت کے اتحاد مصداقی اور اختلاف مفہومی رکہتا ہی گو لفظ رسالت از نبوت مبین فی الجملہ علی الاختلاف نسبت عموم و خصوص مطلق ہی وہ امر آخر ہی اور بعد تتبع موارد استعمالات قرآنی نسبت اس لفظ کی واضح ہوا کہ اگر یہ لفظ نسبت رسل اور انبیاء صراحتہً جیسا کہ آیتہ

ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم ۔ اور آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ اور آیۃ البعث
العبد بشیرا رسولا ۔ اور آیۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ۔ یا کنایۃ مثل وبعثنا منہم اثنی
عشر نقیبا مانند یوشع بن نون وغیرہ صادر ہوا تو معنی اصطلاح شرعی ہوگا اسیواسطے تفسیر بیضاوی
اور تفسیر مدارک التنزیل مع خلاصۃ التفاسیر میں تفسیر لفظ نذیر کی تحت اس آیۃ کی یہ لفظ نبی مذکور ہی
اور جس جگہ ایسا نہو گا وہان معنی لغوی ہوگا یا از قبیل اعلام مثلا وارد احادیث نبوی صلعم کہ بعث
البعث ای سریۃ یعنی لشکر جانا بعد نماز عید مصلی سے آنحضرت صلعم کا معمول شریف تھا اگر لشکر بھیجنا
کہیں مد نظر ہوتا تو حکم دیتے اور جیسا کہ یاجوج ماجوج کی حق میں لفظ بعث النار وارد احادیث شریفہ ہی
یعنی لشکر دوزخ اور مانند آیۃ وابعث فی المدائن حاشرین سے ملازم وغیرہ متعلق فرعون
میں جمع کرکی لانی والے یہی ساحروں کو سرگاہ کہ اسقدر بطور مقدمہ تمہید ہوا تو واضح ہوا کہ اس آیۃ منیرہ
ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا میں بموجب اس تحقیق کی نذیر حقیقی یعنی نبی متعین المراد میں لا غیر اگرچہ
اسقدر تحقیق ضروری ہی جو زیدا مان اس آیۃ پر کرامت کی فہم قاصر الدرک میں سر دست گذری
ظاہر کی گئی مگر ہنوز سرا ہرا اور جنابا یا اس کلام معجز نظام کی محکم لا تشبع منہ العلماء ولا تنقضی عجائبہ
وغرائبہ بموجب قول حضرت مرتضی علی رضی اللہ نہایت تا قیام قیامت باقی ہین نہیں جانا جاسکی
کہ خلاصہ مطلب اس آیۃ پر ہدایت کا یہہ ہی اگر ہم چاہتی البتہ بھیجتی ہر بستی میں نبی تو بھیج سکتی
مگر ہمنی بپاس خاطر تیری ای محمد صلعم حسب وعدہ اپنی کی محض فضل وکرم اپنی سی بدون کسی اپنی استحقاق
کی جس سے ہمکو مجبوری ہوئی جو ہماری شان الوہی اور بے نیازی سے دور ہی کوئی نبی بھیجا نہ جاتا کہ واسطی
اوسکی بعثت جدیدہ مستقلا یا غیر مستقلہ ہو خواہ شریعت قدیمہ جدیدہ مشترکہ غیر مشترکہ ہو خواہ نبی معصوم ہو
باعتبار زمان حیات شریف روز بعثت سے خواہ تیری بعد ہو باعتبار زمان وفات شریف ورنہ
روز بعثت سے تا قیام قیامت بوجہ عدم نسخ اس شریعت کی ایک ہی زمان ہی خواہ تیری سیر بعثت
کی تحت میں وہ نبی ہو کہ کسی طبقہ میں طبقات اراضی سبعہ سے ہو مخصوص کہ از عرش تا فرش کا حکمی
صو محمد حقیقۃ وفرضا قطعا وقاطبۃ بھیجا نہ جاتا بخلاف عیسی کی کہ وہ انبیاء جدیدہ بھیجی تھا

ہی مجاز جسکی شان کلیہ ہی خصوص السبب مع رفع بیان قواعد میں موجب للاکثر حکم الکل و تغییر الغالب
العام کالمتحقق فی ادارۃ الاحکام علی حسب القواعد الاصولیہ اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ تہذیب
ہر دو حدیث مذکور ضرور نہیں بلکہ حدیث الکارہن الکار منسوخ ہی مانند نسخ حدیث الوضوء مما مست
النار کی ساتہہ حدیث تناول لحم بختیہ کی اور مانند نسخ وضوء مس ذکر کی ساتہہ حدیث ہل ہو
الا بضعۃ کیہہ ہی جیسا کہ یہہ قول ہی محدثین ہی کا ہی با قاعدہ ترجیح عند التعارض جو متعارف ہی
باعتبار قوت سند اور متانت اوسکی کے اور ثقاہت اور ضبط اور عدالت رواۃ کی تو رفع
عذر یہہ کم اول ان ہی ہر دو حدیث مذکور کی توجیہہ مذکور میں اختلاف ہی اور قطع نظر اس کے باب
تاویل اور صرف عن الظاہر عند الضرورۃ مفتوح ہی سلفا و خلفا بالاتفاق لیس باب التقید بالظاہر
اور اشد قرآن اور احادیث نبوی اور بعض اشعار عرب فصحاء عرب وغیرہ امثلہ نحو دعربیہ بیان کیجی جاتی
ہین جو ہب ہیان کرنا چاہی اصل حقیقت یہی کہ یہہ فقرہ فیبنی کنبکم از قبیل قاعدہ مشاکلہ
و ازدواج ہے جو عبارۃ ہی ذکر الشئی بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبتہ تحقیقا او تقدیرا ہی مانند قول شاعر
کی الطبخوالی جبۃ و قمیصا واقع اس شعر سند رجہ مختصر معانی وغیرہ کی قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ
قلت اطبخوالی جبۃ و قمیصا یعنی کہا قوم منقا وین نے فرمائش کر اور طلب کر تو کسی طعام کو سنوارین
ہم اچہی طرح طیار کرین اور جید کرین ہم واسطی تیری پختگی اوسکی کہا مینی لیکا و تم واسطی میرے
جبہ اور قمیص یعنی سیو تم واسطی میرے جبہ اور قمیص پس تعبیر خیاطت ساتہہ لفظ طبخ کی بسبب
وقوع خیاطت کی ہمراہ طعام کی ہوئی پس صرف الصریح عن ظاہرہ ظاہر ہو گیا اور مانند
قولہ تعالی و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا مین کافی تہا لفظ مثلہا کا جیسا کہ دوسری جگہہ کلام الہی
مین و جزاء سیئۃ مثلہا ہی معلوم ہوا کہ تکرار سیئۃ بر سبیل مشاکلہ ہی علی ہذا القیاس مکروا و مکر
اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جزا دی اللہ تعالی تہا مراد مکر سی نسبت حضرت حق تعالی کر
یہی کہ استعمال التعبیر بحیث لا یدری صاحبہ جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر تفسیر کی ہی جہل
از قبیل صرف الشئی الصریح عن ظاہرہ ہی اور مثل اوسکی انہم یکیدون کیدا و اکید کیدا ای

اتا ذہی کسیدہم اور الیسا ہی **قولہ تعالی** ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلہا حق عبارت
فعلیہا تہا جو مفید ہوتا ضرر کو مگر یہاں باوجود ذکر لام کی جو مفید ہی نفع کو صریح مذکور ہوا لام
اور مراد ہوئی اوس سے ضرر کی یعنی علی کی حسب قاعدہ مشاکلہ لیس علی ہذا القیاس وقوع لفظ
نبی اس فقرہ اثر مذکور مین جو شبیہ ہی واقع ہوا ہی بسبیل مشاکلہ لفظ نبی شبیہ کی اور مراد اوس
سی نادی غیر نبی ہی اور کبھی لفظ زاید ہوتا ہی بطور اقحام کی مانند سیئة مثلا آیة مذکورہ مین
اور اقحام اسمی ہوتا ہی مانند سیئة مذکور کی اور مانند لفظ ذات کی فاصلحوا ذات بینکم کلام الله
تعالی مین اور حدیث شریف مین بینما نحن عند رسول الله صلعم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید
بیاض الثیاب اور اقحام حرفی بھی ہوتا ہی مثل قولہ تعالی سورہ ص مین فنادوا ولات حین مناص حرف
تا مثناة فوقانی زاید ہی اور منشا اسکا بموجب لغة عرب حجازی کر جسکی مطابق
قرآن مجید نازل ہوا ہی خواہ صدور اوسکا لغت عرب مین عمدا یا بطور سبقت لسانی
ہو یا امر آخر ہی کلام الله مین اسکو بوجہ زیادہ فصاحت کی قبول فرمایا گیا اور کلام الله
واسطہ سبقت لسانی سے پاک ہی فافہم جائی غور ہی کہ اقحام بوجہ فصاحت و بلاغت
مزید کی نسبت غیر اقحام کی کلام الله مین شایع و رایج ہی باوجود صریح بی التفاتی کی لفظ
صریح مذکور سی کیا بلکہ لفظ مذکور نی معنی نظم قرانی مین تجویز فرمایا گیا حتی کہ بطور اضافہ اور
بیشی کی ساتھ تجویز اجمال لفظ مذکور کی بسمایت فصاحت بلاغت تجویز فرمائی گئی جیسا زیر
لفظ تا مثناة فوقانی گذرا پس اگر اقوال و آثار صحابہ کرام مین اس قسم کی قاعدہ مستعمل ہوں تو
کیا مضایقہ ہی اور کیا کلام ہی کچھہ استبعاد نہین پس تقریر اثر عبارت مذکور مین تقدیر
فینبکیم ہی لا غیر چنانکہ ہویدا ہی بسند کی اور سند مستحکم عنقریب آتی ہی تحقیق مثلک لا
یسجل مین بلکہ خود مصرع حرف آتا ہی تا وقتیکہ محاورات عراقی سی اور عربانی کا فرق معاذ
سی یا کچھہ اور منشا مخفی ہوگا والله اعلم کیا منشا الیسی اشتباہ اور غلطی کا عبارت واضح کو اس
رسالہ مین بعض مین علما سب کو باوجود فضل و کمال کی پیش آیا پس ظاہر ہوا کہ مراد لفظ نبی مشتبہ واقع

اثر مذکور سی اوسی غیر نبی جیسا کہ امام قسطلانی وغیرہ نی توجیہ وجیہ کی ہی اور اوسکی قبول سے
عبارت وافی الوسواس وغیرہ عبارات ابن عباس وتعیۃ و عاصندہ کو وسواس پیدا ہوا اور در صورت
مشاکلت اگرچہ استثنا بنی شبیہ مشکل ہے کہ آسیۃ سبعۃ مثلہا لفظ زاید لطور اقحام صریح مگر آخر
تو بوجود لفظ تشبیہ مقتضی ہی وجود طرفین و رعایۃ التشبیہ یعنی علاقہ تشبیہ کو اس فقرہ اثر مذکور میں
کنبیکم میں بسبب اسی الا لحاظ یہ ہم کا اسطرح ہے جیسا کہ مثلک لا یبخل میں مقرر ہی یعنی کچہہ نظر طرف مشبہ اور علاقہ
تشبیہ اور حرف تشبیہ کی اصلا نہیں ہے سوائی مشبہ کی اپنی متکلم مشبہ بہ مخاطب کو کہتا ہی کہ تو
بخیل نہیں جیسا کہ مخاطب رداردو ہی کچہہ جیسا شخص یہ کام کرے اور مشبہ کا خیال بہی نہیں ہوتا
ہی بلکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ تو یہ کام مت کر علی ہذا القیاس مطلب اثر مذکور کا یہ ہی کہ کوئی
طبقات ستہ میں نہیں ہے خاتم النبیین صلعم کی سوائی جو کہ مختص ہیں ساتہہ خاتمیت مطلقہ
کی بلا تفصیل لا غیر علی ہذا القیاس یہی توجیہہ متمشی ہی بنسبت آدمیت اور نوحیت اور ابراہیمیۃ
اور عیسائیۃ کی اور کچہہ ضرور نہیں کہ مصداق اون اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث النبوۃ بلا شرکۃ
سوائی مشابہ وصف مجازیہ تحقیقیہ حیثیۃ مذکورہ یعنی نبوت اصلی کہ نبوت ہر نبی کا اپنی اپنی
خصائص اور لوازم کی ساتہہ ہوتا ہی نفس تشبیہ کو اصلی کچہہ دخل نہیں جیسا کہ نبوت حضرت لوط
عہد حضرت ابراہیم میں علیہما السلام ثابت ہوئی اور کسی کی نبوت عہد خاتمیۃ میں ثابت نہیں ہوئی
بخلاف اوس صورت کی کہ یہی اوصاف یعنی الفاظ مذکورہ من حیث العلمیۃ ہوں اور وصف خاتمیۃ
سے تو کچہہ لگاؤ ہی نہیں کہ اس لفظ کا تو اثر مذکور میں اثر بہی نہیں اور شرکت علمی اور اسمی سے خاتمیۃ کو
کچہہ ضرر ہی نہیں فافہم بالفہم الاتم اور اگر کہا جاوے کہ یہ فقرہ اثر مذکور کا باب مشاکلت سے نہیں
بلکہ از باب تشبیہہ ہی بوجہہ الفاظ تشبیہ کی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشا اس اعتراض کا ملفوظ ہونا
لفظ تشبیہ کا ہی فقرات مذکورہ میں مانند لفظ کاف اور لفظ مثل وغیرہ سو یہ امر قریب واضح ہو چکا کہ
لطور اقحام و واسطی تحسین کلام لفظ زاید ہی مانند کاف قولہ تعالی لیس کمثلہ شئی و ہو السمیع العلیم کے
اور استعمال تشبیہہ میں لفظ کاف وغیرہ ملفوظ ہونا ضرور نہیں مانند زید اسد و فلان حاتم

ہیں معلوم ہوا کہ کبھی الفاظ زائد بھی ہوتی ہیں اور کبھی متعدد بھی آتی ہیں و دیہنا نسخہ نحوہ
ماننہ بعض ابیات کی کل فرح زائد اس میں بھی تو صریح الفاظ مستعملہ باب تشبیہ سی نہیں اگرچہ بقدر
مطلب تشبیہ ہو سکتا ہی اس جا نزعی کی باب مشاکلت سی ہوا و تیلا و کہ میں نی کہ مشاکلت
او تشبیہ قریب باہم فی الستی ہیں او قطع نظر اس سے بسبب تجانس کی حسبا کشاف بی اس قسم
معنوی کو بنام مطابقت و مقابلت نام فرد کیا ہی بسبب مطابقت جواب کی ساتھہ سوال کے
مانند **قولہ تعالیٰ** ان الہوزا تسمی ابن الیضرب مثلاً ما البوضۃ فما فوقہا بسبیل مقابلت و اطباق جواب
سوال کی اور جان تک یہاں تک کہ بعض میں لفظ استحیٰ بکسر نہیں او ر علی ہذا القیاس و اطلی الہ ترق
کیدی تسمین اور مانند کذالک کدنا لیوسف اگرچہ آیتہ سالقہ میں کو واہمہ ہم معنی ہو ل
کا ہی کہ املار و کید باہم مناسب ہیں جو مشابہہ تکرار ہی تکرار صحیح تو نہیں مگر کذالک کدنا
لیوسف اور استحیٰ میں تو یہ امر بھی نہیں پایا جاتا یعنی تعلیم کیا ہمنی یوسف کو دا و پیچ و منصوبہ
رکہہ لینی اپنی بہائی ہی پاس میں کیے لیں تعلیم صاحب شرع خود شریعت تہی اور تعبیر تعلیم
کید آیتہ کذ الک کدنا لیوسف میں اور تفسیر استدراج اور املاء بلفظ کید جو کہ تحقیق ہی ا
دونوں یعنی استدراج اور املار کی مضمون کا آیتہ سنستدرجہم من حیث لا یعلمون و املی لہم
متین میں بسبب واقع ہونے لفظ مذکور کی اور استدراج اور املار کی صورت کید میں او استدراج اور املا
آیتہ مذکورہ میں از قبیل عطف تفسیری ہی او مفید تاکیدی مناسب ہی لفظ متین کو بسبب
ہی اتعبیر لفظ نذیر و ہادی واقع ہوئی ساتھہ لفظ نبی کی اس اثر مذکور میں بسبب کمال منہ
کی براہ مبالغہ لوجہہ ہوتی نذیر و ہادی کے صورت نبی میں جیسا کہ اشارہ ہی طرف اس مثلا
کی حدیث نبوی میں صلعم علمار امتی کانبیار بنی اسرائیل در باب ہدایت کی یاد دہانی
اور حدیث دوسری میں من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی پہلی حدیث میں تشبیہ
صوری علمار امت کی ہی ساتھہ انبیار بنی اسرائیل کے در باب تکثیر و تعدد۔ انذار او انذار کی
دوسری میں ساتھہ نفس نفیس اپنی کی صلعم بوجہہ مرتبت ایک او تجارہ وصف کی ہی تقوی

ہمراہ علم کی گویا کہ وہ کہتا ہی اگر نہی سی مراد مطلق نہی ہی احادیث دوسری مین نہی تمثال واحدی
اور تعبیر بزید کو ہین جو کسی روایت مین سیاہ ہے لفظ مجسم کرم اور آدم کا مجسم جو واقع ہی تو تشارک اسکی
بعد تشارک وصفی صوری کے علاوہ سرین ہی لیس یا ترید کو بالضرور واجب التاویل مصروف
الظاہر ہی تا کہ مخالف نہو نصوص قطعیہ کی مانند آیۃ خاتمیہ اور آیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ الآیۃ
کی جیسا کہ قسطاس سوم مین گذر چکی فافہم ولا تتوہم پس اگر کہا جاوی کہ معلوم ہوا الفاظ مذکور غیر
مذکور کو دخل نہین درباره اثبات معانی اور مطالب کی تو پہر اثبات مطلب خاتمیہ خواہ مخواہ اثر مذکور
ہو گیا انتہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اہین شرط یہ ہی کہ مخالف نہو کسی اصل دین کی جو نصوص قطعیہ سے
ثابت ہی مانند خاتمیہ کی اور قطع نظر خاتمیہ سی اثبات مطلب کو نوبت دور ہی جو کہ اوسکا موقوف
علیہ ہی یعنی نفس نبوت وہ ہی بوجہ استحالہ لزوم شرکت وقسمت مذکورہ کی مفترض التاویل ہے
بسبب مخالفت نصوص قطعیہ کی جیسا کہ گذرا اور سراپا تمام قسطاس کا یہی مطلب ہی اور
یہ امر علی حسب المقام والقراین معلوم ہو سکتا ہی فقط واللہ اعلم اور علی ہذا القیاس قولہ تعالی فتبارک
اللہ احسن الخالقین مجازا ہی احسن المصورین سی چنانچہ درباره وعید تعذیب مصورین جو وارد حدیث
صحیح بخاری وغیرہ صحاح ہی احیوا ما خلقتم اسی ما صورتم روز حشر مصورین کو تکلیف دیجاویگی کہ
انکو زندہ کرو اور حسن التصویر سازی بدون جان اندازی غیر مصوری کے واسی صرف ادعا کی اور کیا
ہی اور نکتہ اس مجاز یعنی صرف الظاہر کا یہ ہی کہ نسبت مصورین کو یادر پردہ دعوی خلاقی
کا واہمہ تہا اور شرایع سابقہ کو اجازہ تہی مگر اس شریعت غرا مطہرہ کی من واہمہ کی لوث
سی تطہیر وتقدیس فرمائی گئی کہ اجازت نہوئی علی ہذا القیاس اولم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ
لہدی الناس جمیعا مین مجاز یعنی صرف الظاہر ہی کیونکہ تفسیر مدارک التنزیل مین اسکی تفسیر
اولم یعلم الذین آمنوا ہی لعلاقہ اس امر کی مناسبت کی کہ یاس او ناامیدی وسکوت مولی ہی
حسب فقت علم ہوتا ہی نا صراوی کا علی ہذا القیاس لفظ نبی کا اور اسماء انبیاء کی اثر مذکور مین
علی اختلاف الروایات مجازا صحیح لطور صرف الظاہر کی بسبب کمال مناسبت کی فیمابین

انبیاء اور رسالہ کی براہ مبالغہ واقع ہوا اور لفظ تشبیہ کا اس میں دلیل صریح ہی مجاز مذکور اور
مبالغہ مذکور پر چنانچہ واسطی صرف اثبات نبوۃ کی صرف لفظ ہی بدون لفظ تشبیہ کافی تہا
اور اثبات خاتمیہ منظور ہوتا تو صرف لفظ غیر خاتم کہنا حکم ہوتا تاکہ نبوت بہی اسمین حل ہین
خود بخود بلا تکلف ثابت ہو جاتی کہ ظاہر ہی بدلیل دخول عام فی ضمن خاص اور قولہ تعالیٰ
واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا اور وکم قصمنا من قریۃ ان ہمنون مقامات
مین لفظ اہل مقدر ہی علی ہذا القیاس وکاین من قریۃ عتت عن امر ربہا فحاسبناہا حسابا
شدیدا الآیۃ مین اسناد مجازی ہی مانند اسناد مجازی ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کے
اسواسطی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول مخاطبین فرعون نہ تہی بلکہ درحقیقت رسول اللہ تعالیٰ
کی تہی اور بحر ہی من تحتہا الانہار اور امثال اسکی الحاصل یہ سب قواعد موارد استعمالات قرآنی
مین جو مبنی ہین صرف الشی عن الظاہر پر اور موارد استعمالات اخبار نبوی ہین اور آثار صحابہ کرام
مین اور تمام فصحاء فحج عرب کی نظم و نثر کلام مین علی حسب قراین المقام مستعمل مین پس اس اثر مذکور
مین استعمال اسکی کیا مستبعد ہی اور نیز قاعدہ تغلیب مع قاعدہ تکمیل اور احتراس بہی اس اثر
مذکور مین جاری ہو سکتا ہی جیسے قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان
المنافقین لکاذبون۔ قول منافقین کا یہ کہ ہم شاہد ہین تحقیق تو البتہ رسول اللہ کا ہی اسمین اشتباہ
ہوتا تہا کہ منافقین مومنین ہو گئی حالانکہ یہ نقصان تہا اور اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی کہ تحقیق تو رسول
ہی اللہ کا اللہ تعالیٰ نی اس نقصان کے جو واہمہ ہوتا تہا کہ منافقین درحقیقت مومنین ہو گئی بنظور
تکمیل فرمائی واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون جس سے یہ واہمہ رفع ہو گیا کہ منافقین ایمان نہین
لائی خالص جز رسی مین کہتی ہین انک لرسول اللہ علی ہذا القیاس وقالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا
مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا یشعرون اسمین نقصان تہا جو کہ واہمہ تہا ظلم یا بجائی حماقت
نمل کا طرف سی حضرت سلیمان کی اور اونکی لشکر کی جو بنظر خیرخواہی سردار گروہ نمل نی کہ نام اسکا
منذر تہا خیرخواہی اوسکی ذمہ پر واجب تہی اپنی قوم کو خبردار کر دیا تو اس واہمہ ظلم کو ساتھ لفظ

وھم لا یشعرون کے دفع کر دیا کہ وہی ظالم ہونگے انکو تمہاری اس مرور خبر نہیں کیونکہ نا گہان ہوا اسکو جبرا ہی
اور وہ غافل ہیں تم اپنی اپنی بلو نکین گھس جاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام جو زبان ہر ایک جنس مخلوق
کی فہم کرتی تھی کر یہ اونکا معجزہ تھا متبسم ہوئی اور واسطی اپنی ایک نتیجہ نیک اس کلام مرجہ مذکور
سے نکال لیا کہ خیر خواہی رعایا کی ذمہ ہر سردار کی لازم ہے سنکر متاعی نیک از ہر دو کلام کیہ با
لہ بیع جب اس قاعدہ تکمیل و احتراس کے جو جراست او تکمیل کرتا ہی کلام کی نقصان آنے
تقدیر عبارت فیہ بنی کنبکم اور فی کل ارض بنی کنبکم اور فیہ محمد کم سے بی فیہ مادہ منذر کبشکیم
وغیرہ الفاظ ہو اردہ اس امر مذکور کی سوا سعلی کے ہر گاہ یہ کلام فیہ نبی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
سے صادر ہوئی نظر بکمال مبالغہ وصف آن نذیرون او بادلون طبقات سافلہ کی جو نفظا
صریح دلالت کرتا ہی اوپر اونکی نبوت کی او کلام بہی تمام ہو گئی تو خیال واسمہ نبوت کا نسبت
اونکی ہوا جو موجب شرکت فی النبوت و قسمت ہی تو آپ نے فوراً اوسکی تکمیل اور احتراس او
حفاظت کی او تلافی کلام مذکور بدینطور کی کہ یہ لفظ فرمایا کنبیکم عیسیٰ لفظ نبی مذکور جو صادر
ہوا تھا کہی اور اصل مطلب اپنی توضیح کی کہ وہ سب نبی نہیں ہیں مگر اثنا عشر تمہاری کی ہین
وصف ہدایت مین او قدم بقدم ہین اونکی علی القیاس او انبیاء مذکور کی پس مطلب مانند اس
کے ہو گیا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل او نیز اس حدیث کی من خلف عالم تقی فکانما
خلف نبی جو شان ہی مبالغہ کی جو ایک عمدہ مطلب ہی باب فصاحت و بلاغت مین فافہم
اور جان قاعدہ تغلیب کو یعنی اعطاء الشی حکم غیرہ بترجیح احد المخلوین علی الاخر اجراء للمختلفین
مجری المتفقین مانند قولہ تعالیٰ وکانت من القانتین جو عبارت من القانتات تہا بعد و مریم
عورت جماعت مردون مین سے تغلیبا یعنی واسطی غلبہ دینی کی مردونکو اوپر عورتونکی شرافتا
اور نیز بوجہ قوت و قدرت مردونکی اوپر عورتونکی بروی عبادت و تعقل و علم وغیرہ بحکم الرجال
قوامون علی النساء او بحکم حدیث شریف کانت رجلۃ الرای حق مین حضرت عائشہ صدیقہ رض
یعنی ایکی مردانہ رای تغلیبا او مانند بل انتم قوم تجہلون جو عبارت تجہلون بصیغہ غائب تہا

امر تغلیباً العیۃ مخاطب فرمایا اور سی رعایت معبدین کی لفظ انتم ہی اور قولہ تعالیٰ وللہ یسجد ما
فی السموات وما فی الارض لفظ ما موصولہ کو ترجیح دی اور لفظ من کی تغلیباً غیر عقلا کو اوپر
عقلا کی بسبب کثرت عدد اونکی کی فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس میں باوجود استثنا سجدہ
سوا ابلیس کے وہ ملائکہ ہی بسبب ہونی اوسکی کی مخمور ومتواری اونمین اور مشترک رہنی ساتہہ تہی
اونکی کی درحالانکہ تہا گروہ جنات سی بموجب کریمہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ مگر اوسکی
بصورۃ استثنا متصل ہی ورنہ بصورۃ استثنا منقطع از قبیل تغلیب نہیں اور یا لیت بینی وبینک
بعد المشرقین فبئس القرین تغلیباً مشرق کو اوپر مغرب کی غلبہ یا بجہت نورانیت اوسکی کی اور
اشہریت اوسکی کی چنانچہ رب المشرقین ورب المغربین اسکا مؤول ہو سکتا ہی ساتہہ مشرق قیظ
جنی اور شتوی کی ان سب مثالونمین صریح لفظ ملفوظ ہوا اور مستعمل ہوا معنی غیر موضوع
لہ مین مجازاً بالاتفاق والا یہی مراد بنظا ہر نہی بس جو زندہ کار ہی اس شرذمہ کورین کی برکہی
تغلیب وصف ہدایت نبوت اوپر ہدایت صرفہ یعنی غیر نبوت کی بوجہ شرافت مبالغۃ مجازاً مذکور
ہوا ہیہ نبی کہ بہکم اور کئی آیتہ مین جو لفظ محمد کہ مذکور ہی تو بوجہہ اشرفیۃ آنحضرت صلعم اور حضرات
انبیاء علیہم السلام ہی کہ آپ کا نام مبارک ہی منضم توصیف کردیا بس اوانہ نکو رمیں تا دی
غیر نبی ہی فافہم والا یہی معنی النصوص قطعیۃ ہی جیسا کہ جا بجا قسطاس مین مذکور ہی اسیقدر
صرف الاقلام کافی ہی بشرط الانصاف نکتہ نادرہ معہد ارشاد حضرت استاذ مولانا محمد حسن
محدث دہلوی قدس سرہ الیسا کا آرد مانند سیلاب سیلاب یا اعتراضات سی فرمائی تہی
کلام حضرت سید انام اگرچہ حسن خدا داد رکہتی ہی علی ہذا القیاس حسب آیتہ کلام صحابہ کرام ہی
مگر چونکہ روزمرہ کلامی مین تشبیب فراز برہ آن تکلف کا ہی پیدا ہوجاتا ہی مگر پہر بہی بنظر غایر
دایرہ فصاحت سی بیگانہ نہین اور بحکم وما انا من المتکلفین رعایت سجع اور قوافی ہی عمداً
اس وجہہ سی ناپسند تہی کیونکہ اس قسم کا اہتمام وتیرہ اہل معقول اور ارباب شعر ہی مثلاً از
قبیل خلاف قیاس جو قاعدہ اہل صرف مسلم ہی اور داخل فصاحت ہی کلام حضرت سید انام

میں واقع ہی اور کلام بلکہ عوام میں بانند لفظ بئر کہ جمع اوسکی آبار خلاف قیاس ہی قولہ التمر
و بئر معطلة و قصر مشید اور آبار سبعہ متبرکہ کتب احادیث میں بانند بئر لقاعه و بئر لقبه و بئر
جمل او بئر حا اور بئر اریس او ر بئر رومہ قول صلعم من یشتری بئر رومة فله الجنة او لفظ بئر حا اگر
لفظ مرکب علم ہی تو بفتح یاء موحدہ ہے اور اگر بکسر باء موحدہ ہی تو ترکیب اضافی ہی منسوب ہی
لفظ بئر طرف حا کی کہ نام ہی شخص کا پس اسقدر رکاوکاوش او اصرار اجدا صدار اسقدر دلایل
جلائل کو اول وشوار ہیکا ہی آئندہ اختیار رہی ز ان الکار وحیکار و تکرار خاطر آزار برقرار
ہی بہر آدمی لاچار ہی فقط قسطاس شانزدہم او جاننا چاہیے کہ اکثر روایات مرویہ حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض او حضرت عبد اللہ بن عمر رض باوجود مرفوع حقیقی کے نہ مانند اس کی کہ جسکو
بہتر خرابی ہو دشوار ہی بکمال نور آوری عبارت دافع الوسواس وغیرہ مرفوع حکمی کرلی ہیں
متروک العمل ہیں اور باوجودیکہ مروی صحاح ستہ وغیرہ ہیں اور از قسم نفس اعمال ہیں نہ از قسم فضایل
اعمال ہیں اور نہ از قسم عقاید تفاصیل حشریہ کہ جسمیں ادنی درجہ کی روایہ از قبیل احاد وغیرہ
یعنی شاذہ بھی معتبر ہیں بخلاف نفس اعمال خصوص فرایض نماز کہ اوسمیں قوی ہی روایہ درکاری
اور کتاب معتبر بخلاف امر مذکور کی جو کہ منشا ہی ثبوت اصل اصول عقیدہ کا کہ جسکی
ثبوت کی نصوص قطعیہ متکفل ہیں اور بالاتر رتبہ میں ہیں نفس اعمال فرایضیہ سی بھی از قبیل آیات
محکمات اور اخبار متواترات بلکہ علی الاشہر باج اخبار مشہورات بھی اس سی قاصر ہی اور دستیاب
مثلاً حدیث عبد اللہ بن عمر رض مروی سنن ابی داود وغیرہ صحاح ستہ میں سی درباب جمع بین الصلوتین
ظہر او عصر او مغرب او عشا جسکی قائتہ بمکان بلا کسی ادی خوف مطر ہی حالت حضر میں مدینہ
منورہ میں او ر نیز اور الوایہ سنن ابی داود میں حدیث عبد اللہ بن عباس رض بھی الیسی ہی ہے او رسیر
اما اسلفنا خلافا فقہاء دینیہ میں ہے متروک العمل ہوگئی او نیز از القیاس [illegible] علی [illegible] العمل دیا اور ان بنا کلمہ الصلوة
خیر من النوم آپ بیچ جو دادیر نقل ابی السنن ہی مترک العمل ہی اور اسپر اجماع ہوگیا حالانکہ یہ اسمیں دو ضرب عقیدہ
اسلام بر نہیں بخلاف اوس معنی مذکور کی جو مفہوم مشتمل حج اتمم ستہ ہی کہ خلاف نصوص

قطعیہ ہی اور خصوصیت شرکت فی النبوۃ جیسا کہ قسطاس میں آل یٰسین ہے اور یہ عبارت دافع الوسواس
اثر مذکور کو از قبیل قصص و اخبار تجویز کرکے مقبول کرنا چاہتی ہی سو یہ التباس رفع ہوگیا پس
بہذا اثر مذکور کو قول صحابی ابن عباس سمجھ کر سلف صالح نے جو توجیہ کی جسکو ہمنے الزام
و انکار پر الکا رنگ ہیں توجیہات مختلفہ متنوعہ میں جو اصلی التسہیل اور تفہیم کے محض بنظر حفاظت عقیدہ
اسلامیہ قسطاس میں جمع کر دیا کوئی قسطاس بھی خالی نہو گا کیونکہ موضوع رسالہ مذکور یہی ہے
واللہ اعلم قسطاس صفحہ مشتمل بر تحقیق حدیث لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا اور نیز
لا نبی بعدی اور نیز آیۃ خاتمیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم الآیۃ صفحہ بارہویں دافع الوسواس
میں منجملہ جواب اقوال الحسنین یہ عبارت مرقوم ہی کہ چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں
بذیل حدیث لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و
الیاس فلا ینافض قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ
ملتہ انتہی پس معلوم کیا چاہیے کہ ہر گاہ معنی نبیا کی من اتباعہ ہوئی مانند حضرت عیسی
والیاس کے یعنی نبی جو بعد میں آوے وہ مستقل الشریعۃ نہو جو باعث ہو نسخ ملت خاتمیہ
کا فقط پس یہ حیات صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاتمیہ مطلقہ کو کیا مضر تھی
حالانکہ زندگانی اونکی جو باعث شادمانی اور کامرانی دو جہان ہماری حضرت خاتم النبیین کی
کی تھی بطریق اولی بہتر اور اولی ہوتی بنسبت حضرت عیسی والیاس کے اگرچہ حیات صاحبزادہ
والا تبار کی اونکی ساتھ ہی بطور مشارکت ہوتی اور وہ پیچھے بسلسلہ رجالکم اور پھر نہ
بحکم ضرورت ہوتی اس بارہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم آیۃ خاتمیت کی اور نہ بارہ ولکن
رسول اللہ و خاتم النبیین کے جو بذیل بارہ سابق مذکور ہوا ہے پیر یہ لفظ لکن عاطفہ مخففہ یا
لفظ استدراک مشددہ علی اختلاف القراءۃ بلکہ بجائی خود بالاستقلال باسلوب عبارت دیگر
اثبات خاتمیت نازل فرمایا جاتا اور دفعیہ طعن منافقین کا دربارہ نکاح حضرت زینب کہ زوجہ
بیٹے سے جو ہوتی نکاح کر لیا وہ کچھ اور صورت سے فرمایا جاتا بلکہ دراصل دفعیہ اس امر کا ہے

ہی آیتہ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الآیہ واقع ہی سورہ احزاب مین کافی ہی اور ہمہذا استشہاد در
صورت ہونی صاحبزادہ ممدوح کی منجملہ اتباع کی بطور اتباع کی بطور مذکور یعنی مانند حضرت
عیسیٰ والیاس علیہما السلام کی کہ اوسوقت صاحب شریعت مستقلہ ہونگی اور رسول بمعنی خاتم
النبیین کی ہی کہ نہ آوی بعد اوسکی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملتہ کا تو یہ قول خود از قبیل تکلف تسلیل
ہی یا از قسم قول بالموجب ہی اور یہ دعوی اثبات خاتمیتہ خواتم ستہ مفروضہ کی اسلئی کہ یہ معنی
خاتمیتہ کی اوسپر صادق نہین آتی اسلئی کہ وی صاحب ملت نہین ہین یعنی تابع شریعتہ
محمدیہ ہین جیسا کہ اعتراف اس امر کا جو عبارت دافع الوسواس کیا ہی بتغییر بعض قسطاس مین
مذکور ہو چکا اور یہہ عذر کہ ملت محمدیہ حقیقیہ جسکی خواتم ستہ تابع ہین وہ ان ہی کی ملت ہی ایسی
مقام مین فضول ہی کہ ظاہر ہی تعاریف اور حدود اور اقوال شارحہ حدیہ مین اس قسم کی اعتبار
غیر معتبر اور ساقط الاعتبار ہین والا ہر بادنی ملابستہ تو ادنی امتی بہی مجازاً اپنی طرف
نسبت کر سکتا ہی کہ ہم صاحب ملت ہین جیسا کہ اہل کتاب کا لفظ بہ نسبت یہود و نصاری
کا اطلاق شرعی ہی قرآن شریف مین جابجا موجود ہی اور اگر یہ کہا جاوی کہ یہہ قید
فریقہ خاتم حقیقی کی ہی نہ کہ اضافی کی اول تو یہ دعوی بی دلیل ہی مع الاعین مقصود ہی اسواسطی
کہ یہ امر بطور دلیل خلف لازم آتا ہی کہ بعد خاتم اضافی کی کوئی نبی ناسخ اوسکی ملت
ہو سکتا ہی گو اوسکی ملت اضافی ہی ہی مگر اسپر استحالہ نسخ ملت حقیقیہ یعنی ملت خاتم
حقیقی کا لازم آتا ہی اگرچہ بطور اضافت ہی ہو کہ جسکا عدم نسخ ہر گونہ حقیقتہً واضافتہً
از وما لا مسلمات شرعیہ سی ہی پس یہ امر باطل ہے پس در حقیقت یہہ نسخ متوجہ ہی طرف ملت
حقیقیہ کی اگرچہ بصورت متوجہ ہی جانب ملت اضافیہ کی اسواسطی کہ اضافہ ایک امر
اعتباری انتزاعی تابع اعتبار معتبر اور انتزاع منتزع اور فرض فارض کی ہی بلکہ
امر عدمی ہی پس خاتم اضافی جیسا کہ اپنی طبقہ کی بہ نسبت خاتم ہوتا ویسا ہی منسوخ
شریعتہ الحقیقیۃ المطلقۃ والخاتمیۃ المطلقۃ بالاضافۃ ہوا کیونکہ کل ذخیرہ خاتم اضافی کا

ہم اس باب میں اضافت ہی تھا جسکی بنا اور اضافت ہی مرلی بنا دلی ثبات پر ہی بہر دو صورت
بصورت ماموریہ و ہم بصورت منسوخیہ لاغیر خدا بناہ وہی ایسی اضافت سی ہی کہ جسکی
بدولت اسعد را استحالات جدیدہ حاصل ہوئی بسبب شریعت مطلقہ اور خاتمیہ مطلقہ کی
جو بجمیع الوجوہ ہر قسم کی آسیب سی سالم ہی تب ہی لئی بناہ طلبی وارد ہی کہ نعوذ باللہ من الحار
السوء لبلب تصریح جو ہمیں عبارت فلا نبیا قض - ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین منی
عبارت دافع الوسواس بحوالہ عبارت ملا علی قاری سی بیکار ہو گئی کیونکہ صریح تناقض پایا
گیا اور نیز خلف عبارت دافع الوسواس پا لگان گئی اور قطع نظر اس سی علاوہ بریں یہ بھی
کہ تشبیہ بہی جو فقرہ لکان من اتباعہ کعیسی و خضر و الیاس میں ہی متغایر العلاقہ سی جو
مابہ التشبیہ ہوتا ہی سواسطی کہ حضرت عیسی و حضرت الیاس انبیاء سابقین سے ہیں اور
سیدنا حضرت ابراہیم صاحبزادہ عالی تبار انبیاء گذشتگین میں سی یعنی ایسی انبیاء میں سے
ہوتی اگر زندہ رہتی جیسا کہ اسی صفحہ بارہویں دافع الوسواس کی ایک ہی سطر میں یہ عبارت
اتیانیہ فی احوال الصحابہ مولفہ حافظ ابن حجر شہاب الدین احمد مکی مرقوم ہی
استدل بعضہم علی موت الخضر لقولہ علیہ السلام لانبی بعدی و بسط و جیہ القول فی ذالکہ ثم
متعقب بعیسی فانہ نبی قطعا و ثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان و یحکم بشریعۃ النبی
صلعم وجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علی وجود نبی قد نبی قبل ذالک انتہی
کہتا ہوں کہ اگر یہاں ہی لو استدل بعضہم علی موت الخضر علی موت الیاس ہوتا تو البتہ استدلال
بلا خلاف ہوتا کیونکہ نبوت الیاس بلا خلاف ہی بخلاف نبوت خضر فافہم ۔ اب رہا یہ
خواتم ستہ اگرچہ تابع شریعت محمدیہ صلعم ہوئی لیکن نبی ہی تو ہوئی اما ہمارا صاحبزادہ والا تبار
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بالضرور لیس واجب التوفی والوفات قبل از نبوت ہوئی بالضرور
بوجہ ہذ کو ردا لا ختم نبوت خاتم النبیین صلعم جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور یہ امر
ثابت بثبوت اجماعی بالاتفاق ہی اور منصوص التفسیر بالاجماع با خبار روایت ہی سادق نبین

آتا ہی اور خلاف اسکی تفسیر بالرای ہی بالکل غیر مسلّق بالقول ہے اور لزوم استحالہ کثرت
فی النبوت ہوکہ امر مسلّم الثبوت بالاتفاق والاجماع ہی دربارہ اس کے دامن خاتمیت کی واجب
الاذعان مخترقبول الایمان والایقان ہی تو بہر صورت اس عقیدہ کی ہونا جان ہی اور میں
کہتا ہوں معنی لانبی احد انہ لانبی بعدی یعنی سوا رکان زمان الحیات اور زمان الوفات
لانتہا زمان واحد لعدم نسخ تلک النبوۃ اور علی ہذا القیاس وجود خواتم ستہ قبل زمان البعثۃ حضرت
نبی آخر الزمان صلعم بوجہ مذکور مستحیل ہے فاستوفی التقریر الازمنۃ الثلث فافہم

قسطاس سیزدہم جاننا چاہئے کہ بموجب مضمون اس عبارت دافع الوسواس عن اثر ابن عباس صفحہ ۱۰ کے
کہ در صورت قبلیہ وجود آدم آخر سلاسل تحتانیہ بہ نسبت وجود خاتم حقیقی صلعم کے
جو دعوی ہے تو لازم ہے دعوی خاتمیت اونکی کہ صرف دعوی نبوت مستقلہ اور شریعت مستقلہ اونکی
ہیں مثل انبیاء گزشتہ کی بشرط ثبوت وجود اونکی کے تو کچھہ کلام نہیں کیونکہ تمام انبیاء
سابقین گزری ہیں خواہ مستقل التشریعیہ ہوں یا تابع شریعت دوسرے کی ہوں انبیاء
سابقین ہیں سے الا نبی تابعیہ شریعت محمدیہ علیہ السلام کلام ہی جو کچھ استحالہ قساطیس
سالفہ میں گزری ہو جو دہیں خصوص خاتمیہ جو وابستہ بسلسلہ ترتیب زمانی ہی اور جمیع علیہا ہے وہ وارد
اونکی کہاں فافہم واحفظ۔ جاننا چاہئے کہ مراد شرط تابعیہ شریعت محمدیہ سی دربارہ شرکت
مذکورہ قساطیس تابعیت حقیقیہ عقلی محمل ہی پوری شریعت نہ اشتراک بعض جزئیات اعمال اور اکثر
شرائع میں ہوتا ہی کرہ باعث الفراز اور استقلال نہیں ہے مراد ہیں عطف حیثیۃ العقیدہ ہے وہ من حیث
العقیدہ میں تو کچھہ کلام ہی نہیں جیسا کہ قول امام مفسر رحمہ منذر جہ تفسیر حسینی تحت آیۃ وان من شیعتہ لابراہیم
اس تحقیق کا ہی در تفسیر لباب از امام زفر رحمہ نقل میکنند کہ ضمیر بحضرت رسالت کنایہ غیر مذکور
ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بصورت سابق بود اما بمعنی متابع او ست زیرا کہ چون ہروانی کہ فضل و مقدم گشتہ
ودین او را ستودہ و دعا کردہ کہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الایۃ پیش از آنکہ بہ انبیاء
گر آخر آمدیم رابشو التوی اخوان خلیل مستقلان بود کہ آخر آمدی رابشو التوی بلبر

ظاہر ہی کہ اتباع شریعت من حیث العمل الذکو مراد نہیں بلکہ بمقتضای فضل وعلو رتبہ ہی فقط تمسک —
قسطاس نوزدہم او نظاہر ہی کہ بنا امتناع حیات صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیم
کہ او ترتب التبعیہ اونکی ہے لنک جناب رسالتمآب الا نبرکوا لنبی کی صلعم نہیں تا حضرت عیسی و الیاس کی جو تابع
ملت ہیں منتج ہو سکتی اور اوسکو یعنی تابعیہ مذکورہ کو کچھ دخل نہیں امتناع حیات مذکور میں تا کہ دسیرہ امر متفرع ہو
کرمنا قض نہیں قول الله تعالی یعنی خاتم النبیین کو جو خلاصہ ہی تقریر عبارت واقع الوسواس کا پس معلوم ہوا
کہ تفسیر مندرجہ عبارت مذکور ہرگز بجا نہیں ہے بلکہ بنا حیات مذکور ہی امر انتفا نبوت کی جو تابع ہو سکی
ہی ملت کے اور قادح ہوتی ہی خاتمیتہ کو اور شرکت فی النبوت کا مضمون تو بہر صورت نسبت اس صاحبزادہ کی ہو نہ
جان ہی ہے وبجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی النبوۃ لمحمد صلعم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا
کرم الله وجہہ کان شریکا لمحمد صلعم فی النبوۃ وہذا منہم کفر انتہی اس نقل سی جو پیدا ہوا کہ جو جناب تحقیق مآب
اوسکو سیالکوٹی کی وجود نفس نبوت اور احادیث برابر ہی کہ مستقل الشریعت ہو یا نہ ہو خود ہی او وجہ شرکت فی النبوۃ
ہی او جسکا نہ ہی نبی نر بردہ حقیقت مستلزم ہی ثبوت خاتمیتہ شریک کی درحقیقت جو منفی ہی خاتمیت حضرت خاتم النبیین
سکو حاصل ہے کہ ثبوت خاتمیتہ شریک یا حقیقتا یا اضافتہ ہر دو قسم ظلی ہی جناب کی اکثر قسطاس میں بلکہ کل غالبا شمول
ہیں و ایا اہل تحقیق کی لوجا ہی کہ موضع کتاب اصابہ ہی فافہم پس تفسیر اس حدیث لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا کی جو عبارۃ
اصابہ فی احوال الصحابہ کی ہے اصابہ ہی یعنی لو عاش ابراہیم بعدی لکان متبعا فی النبوۃ پس ظاہر ہوا کہ عبارت
واقع الوسواس لہذا جا حافظ ابن حجر کی لانقیح بالشیب یا انس یا دریافت معنی و معنی جمع کر دینی ہے پس کہ کا انتساب جو
واسطے صاحبزادہ والا تبار کی نسبت جو قادح خاتمیتہ تھا روا رکھا گیا تو بہر حال خواتم ستہ کو مستحق اس منصب عالی
کی بطریق اولی نہیں بصورت قبلیہ زمان کی اور استقلال شریعت اونکی کی اور شرائع سابق میں اور بغیر
انتفا نبوت موجود ہونی اونکی کی بعد بعثت آنحضرت کی تا قیامت منسوخ الشریعہ او معزول النبوۃ
ہو کر منسوخ النبوۃ والرسالۃ مانند حضرت عیسی و حضرت الیاس کی کہ تابع اس شریعت محمد علیہ الصلوۃ والتحیۃ
کی بالفرض اگر ایسا ہو تو کچھ کلام نہیں مگر نبوت اسکا واسطے خواتم کی مانند حضرت عیسی و الیاس کی ہرگز نہیں
جیسا کہ آخر قسطاس ہشتم میں اور ابتدا قسطاس ہژدہم میں تحقیق گذر چکی اور در صورت قبلیۃ او عدم

استقلال شریعت کی اور تابع ہونا اس شریعت کی قبل از نزول اسکی جو کچھ مستحیل التجات قسطاطیس میں مذکور
ہین وہ موجود ہین پس جاننا چاہیے کہ جس حالت مین خاتمیت علی الاطلاق واسطی آنحضرت صلعم کی
نسبت جمیع طبقات کی عبارت دافع الوسواس سے وسواس ثابت کر چکی ہو اور اثر مذکور مین بھی اثر خاتمیت
اضافیہ کا بھی اثر ظہور پذیر ہونا ثبوت خاتمیت اضافیہ کی ہو باعث ہی ایسی تجالجات شدیدہ مذکورہ
کا مرتبہ بر بنائے رائی ہی اپنی کی کہ معنی اطلاق خواتم کا کیا پس سے اسی اثر وسواس اور کیا تعبیر کیا جاوے
پس معلوم ہوا کہ یہ اتیان خطاب بخواتم ایجادی ہی نہ شرعی جو امر توقیفی ہی قطع نظر اسکے صفحہ
تیسرے مین دافع الوسواس میں نسبت حضرت حق تعالی و تبارک کی بھی خطاب شئی عبارت مذکور لکے
تجویز کیا مگر استثنا ظاہرا ہی کی کہ بدلالت عقل مستثنی کیا حالانکہ موجب مذہب مختار و اصح و ارجح
یہ ہی اور متداول ہی اور شئی مختص ہے ساتھ ممکن بالمعنی الاخص کے نہ کہ بالمعنی الاعم کی تاکہ شامل ہو ذات
حضرت حق تعالی کو بطور امور عامہ کی بطور اصطلاح متکلمین و حکما کی یعنی وہ سری ہی سی بر طرف ہے
حاجت ظاہرا استثنا کی نہیں ہے خصوص اصطلاح متکلمین پر فی الجملہ اجماع مسلمین ہو کر لقب شرعی
کے ہونے کی لیاقت تو حاصل ہے بخلاف اطلاق خواتم کی کہ سلف و خلف سے پایا نہیں گیا پس معنی

واللہ علی کل شئی قدیر یہ ہی ای علی کل شئی من شانہ ان یکون مقدورا اور معنی واللہ خالق کل شئی
اور معنی وہو علی کل شئی وکیل ای من شانہ ان یکون مخلوقا و من شانہ ان یکون موکولا ای یدخل
فی وکالتہ پس جب حدیث شریف سنن ابی داود وغیرہ کی نہانا عن الاغلوطات ایسی قسم کی مغالطے
دینے کے کلام جس سے اسلام میں صعوبت واقع ہو اہل اسلام کو زیبا نہیں کچھ اور نظیر دینی چاہیے تھی
غرضکہ بموجب اس قسم تقریرات مذکورہ کی فساد اور بطلان قول عبارت دافع الوسواس مندرجہ صفحہ
دوم در جواب اہل العصر جو یہ ہی کہ اقول صورۃ ثالث کی یعنی صورت تبلیغ خواتم کی حضرت خاتم النبیین
سے بطلان کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہونا افراد النبیین میں مقرر اونکی خاتمیت کی نہیں ہے اسلئے
کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا حسب ہمارے خیال کے
منافی ہوگا نہ اوسکی خاتمیت اضافیہ میں کچھ فساد نہ ہوگا انتہی وہ فساد مذکور ظاہر ہو گیا اسواسطے کہ

پس لقب خلیفہ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی ہذا القیاس واسطے حضرت داود دیکھو یاداؤد
انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کی لقب اسرائیل۔ کل الطعام کان
حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ۔ واسرائیل و ممن ہدینا واجتبینا وغیرہا خواہ ثبوت
القاب احادیث واخبار و آثار سے ہو خواہ متوارث سلف کیا ہے جو بلا نکیر متلقی بالقبول
ہو کر متوارث ہو کر ثابت الاصل بالاجماع ہو گیا ہو سو یہ لقب بھی معہود ہر جا کہ حجت شرعی ہے اسی
طرح پر یہی لقب خاتم النبیین خاتم نہیں پایا گیا جاتا جاتا ہے کہ جیسے ہمارے الٰہی جل شانہ توقیفی ہیں ایسے ہی
اسماء اور القاب انبیاء علیہم السلام بھی توقیفی ہیں مثلاً اسماء حضرت خاتم النبیین صلعم عاقب جیسا
کہ روایتہ ہے جبیر بن مطعم سے انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی اور حاشر اور مقفی بلسان حدیث شریف
واخبار و آثار ثابت ہیں اور اور الفاظ مرادف انکی داخل القاب نہونگی اور یہ لقب خاتم النبیین کو
کہ متبادر کیا اور متعاقب اور متناوب کیا وقت بلفظ یا بتحریر خیال کے خطرہ کسی امر طرف
سوا ہی خاتم النبیین حقیقی کی جاتا ہی نہیں گویا کہ اعلام مخصوصہ کیا بلکہ مخصوص سے ہے مانند محمد کی بلکہ اوس
سے بھی اشہر کیونکہ علم اور کنیت کی واسطے اور ونکی اجازت ہے شرعاً بخلاف لقب خاتم النبیین کے
ہے حقیقتہ نہ اضافتہ نہ حالاً نہ مآلاً اور لفظ پیغمبر اور رسول ہی سے معنی قاصد اور ایلچی جیسا کہ یہ مستعمل ہے
بخلاف لفظ خاتم النبیین کے فافہم والا یونہی لفظ جوہر کہ جسکا مفہوم قائم بالذات ہے باعتبار مفہوم
فی مصداق عقلی اوسکا ذات حضرت حق مطلق جل شانہ ہو سکتی ہے مگر شرعاً ناروا ہے اگرچہ
عقلاً محل صحیح ہے نہ کہ شرعاً اور ظاہر ہے کہ الفاظ القاب نامعقول تو ہوتی ہی نہیں شایاں اور ربا
معنی ہوتی ہیں اکثر مگر واسطے القاب شرعیہ کی نقل درکار ہے اذ لا بد لصحۃ الاطلاق من الاذن
شرعی عند الاشاعرۃ کما فی کتب الکلام والاصول چنانچہ گذرا اقتطاس نہیں ہیں اسو واسطے
متکلمین نے اسموقع کی یعنی اطلاق لفظ جوہر کو اوپر ذات حقتعالی کی غلط کیا۔ جاننا چاہیے کہ القاب
ناخوش سے حقتعالی جل شانہ نے منع فرمایا۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
فی مستدرکہ روح تم سا ہے لقب ناخوش کی برا ہے نام فسق کا بعد ایمان کے مثلاً بعد مسلمان ہونے کی

کیسی ہی دو لفظ فارسی ہنود وغیرہ کو ای ہنود ہی عزت کہو کیونکہ یہ اوسکی حق میں اب لقب ناخوش
ہی یعنی اوسکی خلاف مرتبہ اور خلاف آبرو کہی اگرچہ بظاہر وہ کسی اعتبار کر فی نفسہ پسندیدہ ہو
یا تہا اگر اب اوسکی انداز کی خلاف ہی بمنزلہ صریح لقب ناخوش کے ہی مثلا کسی ہیچ و تحت امی
کو نواب یا بادشاہ یا شہنشاہ کر پکارے تو وہ لقب ناخوش کے قبیل سی ہوگا بادشاہ نواب کو
بہی اور دوسرا معین کو بہی ناخوش آویگا علی ہذا القیاس لقب خاتم النبیین بہی حق مین غیر
خاتم النبیین کے ہر ایک کو ناخوش معلوم ہوگا تاوقتیکہ کوئی وجہ تو ی صحیح اطلاق نہ پائی جاوے
بخلاف اوس صورت کی کہ کوئی غرض صحیح صرف بطور ملاحت یا لتان کے ہو کہ اوس سے کوئی نفع
بہتر مقصود ہو وہ موجب ناخوشی مذکور نہیں خواہ مصطلح ہو جاوے یا نہو جاوے وہ داخل تحت قاعدہ کی
کی نہو گا مثلا آیہ وما محمد الا رسول کی بابتہ محمد کہنا اور آیہ ما المسیح بن مریم الا رسول کی آیہ مسیحیہ ہو اگر
یہ بی تلقی بالقبول ہو کر لقب مشہور ہو جاوے تو الیتہ اور ملاحت رکہتا ہی کہ فی نفسہ ناخوش
نہیں کہا بلکہ مناسبت رکہتا ہی فافہم اور کہا بلا رجزاہ کی عبارت دافع الوسواس کو کہ اس مطلب
کو کتوت کلامی مین یہہ پیرایہ بہی تہا کہ لفظ خاتم کا منتسب ان خواتم کی صادق آتا ہی
بلکہ یہ کہا کہ لہذا یعنی اطلاق خواتم کا کیا گویا دربردہ دعوی شارعیت کا مقصود ہوتا ہے
ظاہر ہے کہ صادق آنا ایک امر معقول ہے اور اطلاق ایک امر مشروع ہی یعنی نہیں
او بہ مذاق اہل اصطلاح کی اور یہ ضرور نہیں کہ جس جگہ ماخذ پایا جاوے تو ان مشتق کا بہی اطلاق
مشروع ہو اگرچہ مشتق مسکے حکم کی علت ماخذ ہی لیکن وہ بہی شرط بعد حکم کی معتبر ہو تی ہ
قوله تعالی السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما یعنی قطع ید کی علت سرقہ ہی نہ کہ وجود وصف
وجود کا ماخذ علت ہی اطلاق مشتق کے مانند اذن شرعی کے مانند سخاوت کی ہو کہ مراد ف
ہی لفظ جود کا حالانکہ وصف سخاوت ذات حقتعالی جلشانہ مین پایا جاتا ہی مگر اطلاق سخی
نامشروع ہی کیونکہ اذن شرعی نہیں پایا گیا بخلاف جواد کی اور ما نند لفظ عتیق کے کہ جسکی
معنی قدیم اور نفیس اور حر کے مین باعتبار اختلاف وضع لفظی کے حالانکہ اطلاق نفیس اور حر

کا بھی مانند عتیق کے نامشروع ہی اور مانند لفظ اول کے بخلاف لفظ سابق کے جو مرادف
ہی لفظ اول کا اور مانند لفظ آخر کی جو مرادف ہی لفظ لاحق کے اور مانند لفظ طبیب کی جو
مروج ہی اور سبب اطلاق لفظ حکیم کا مگر حقتعالی کی نسبت اطلاق طبیب نامشروع ہی بخلاف
لفظ حکیم کے بموجب روایات کی جیسا کہ مشہور ہی مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں یہ روایت نقل کی ہے **قسطاس لست دوم** جاننا چاہئے
حضرت خاتم النبیین صلعم نے اپنی خصائص میں کسیکو شامل نہیں فرمایا اور جو کہ نہو کسیکو
بیون نہیں بلکہ شامل فرمایا جیسا کہ ارشاد کی سموا باسمی اسواسطی کہ اسماء اور اعلام اسی مو
عوصہ میں سے نہیں ہیں سوائے خصوصیۃ وضع خاص علمی کے کہ اوس وضع خاص میں
لت نہیں ہوتی ہی بلکہ کمال خصائص اوصاف سی تعلق رکھتی ہیں نہ اسماء سی حتی کہ ثبوت
کا قرآن مجید سی ہی سورہ مریم علیہا السلام میں لم نجعل لہ من قبل سمیا کیا معنی کہ پیشتر
ی علیہ السلام سی کوئی اس نام کا نہیں گذرا بلکہ بعد میں بہت ہوئی اور چونکہ کنیت میں
جملہ لوہی وصف پائی جاتی تھی لہذا ابتداء اسلام میں واسطی رفع ابہام ایہام شرکت
ی سکے امتناع رہا بعد چندی بنظر غایر بعد رفع التباس کے جو یہود کی طرف سی صادر
تھا کہ اواز دیتی ہی ساتھ لفظ ابو القاسم کی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلعم متوجہ ہوئے
اسم آپکو نہیں آواز دی بلکہ اور شخص کو پکارا تھا اجازہ کنیت کی بھی ہوگئی اسلئی کہ بلا وجہ
ر اعلام ہوگئی بلکہ اجازت ہر دو امر نسبت ایک شخص کے یعنی محمد ابو القاسم نام رکھنی
ی اور جو امر کہ بعد نبی ہوتا ہی اگر ہوتا ہی یہ ہو کہ اصل وصف آنحضرت صلعم تھا رسول اللہ
دہ نبی داخل خصیصہ رہا مگر چونکہ خاصہ میں اور رسل انبیاء علیہم السلام بھی شامل
خصیصہ مخصوصہ خاتم النبیین کی ملقب اور موصوف اور مخطوب ہوئی کہ اور کوئی سائل تھا
ہوئی اور آیۃ شریفہ خاتمیۃ میں بھی شرکت لفظی اور آیات بینات مشترکات کو جو ک
مشابہ لگتی کا ہوتا نہو ہی لیتی یہ آیۃ خاتمیۃ بھی کہ رہو ہی جا کہ لقب خاتم النبیین کا

جو کہ اعلیٰ رتبہ کا ممیز اور باعث امتیاز ہی اور جس سی نبی اور رسول کی حقیقیہ و اضافیہ حالی
و ما آل ملابستہ و جوابا او حادثہ بہی شریک نفرمایا جسکا کوئی بہی منکر نہیں ہر بڑا تعجب ہے کہ عبارت
دافع الوسواس وغیرہ عبارات کو عساکر وسواس نے ایسا گھیرا کہ کچھ بیان جسمین بخلاف لفظ
رسول و نبی کے زور نہیں خاتم بلا اضافت کی اسکی کچھ حاجت نہیں نہ تھا کیونکہ اسمین
کوئی قسم کا التباس نہیں جتنی کہ انگشتری تک کو خاتم کہا جاتا ہی خواہ بکسر تا رستا وہ وتاسی
ہو بمعنی ختم کنندہ خواہ بفتح اور سکی ہو بمعنی الختم یہ کالعالم بمعنی بالعلم یہ اور حالانکہ عبارت مذکور
نے صفحہ نہم میں درجواب قول قال البعض خود اعتراف کیا کہ الف لام النبیین فقرہ خاتم النبیین
مین بوجہ استغراق کے شامل ہی جمیع افراد النبیین کو کہ اوسمین خود آنحضرت بہی داخل ہین
باعث تسلیم قبلیہ زمان خود آنحضرت کو بذیل زمرہ سارے انبیاء سابقین زبان حضرت خاتم النبیین
سی صلعم اور بسبب انکار اتحاد زمان یہ شیر معیت زمان سی کیونکہ قبلیت بعدیت زمانی بغیر
سلسلہ شرط ہی اور اضافہ مذکورہ مرحومہ عبارت مذکورہ کو خاتمیت مطلقہ کی ساتھ ہرگز کچھ لگاؤ
اور اضافت اور نسبت نہیں بدون منشار شرعی کے جیسا کہ قساطیس مین جابجا معلوم
و مذکور ہی مگر کیا بلا زور آوری ہے کہ توڑے الی نہین ٹوٹ سکتی گویا سد سکندری ہے
یاجوج ماجوج و دکار ہین ایک امر مزعوم موہوم کو ایسا امر جسیم بالشان کردیا کہ گویا ارسال
رسل اور انزال کتب کا مطلب اسیواسطے ہوا تہا اس بحث کی کوئی ضرورت شرعی نہین
تہی کوئی ارکان عقاید اسلامیہ اس سی مقرر نہ تہا صدہا آثار اس قسم کی از قبال کتب مین این
سلف وخلف نی کچھ بہی اس قسم کی توجیہ نہیں کی بلکہ توجیہات اونکی خصوص نسبت اس قسم
کی بلحاظ اسکی کہ قول امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رض ہی جنکی شان مین حضرت صلعم
نی فرمایا اللہم علمہ الکتاب والحکمۃ اور آخر یہ کلام موضوع کی ایک معنی ہو ہی ضرور جا بکین
اور یہ کلام تو اکابر دین مین کا ہے سلف صالح نے باستاد شراح بخاری قسطلانی وغیرہ
امام زرقانی وغیرہ یہ توجیہ کی کہ لفظ نبی سی مراد ہادی ہی اور سکو عبارت مذکورہ بدلے

اور مین حمد و منتی تلی و من جاو منی لیس بشئی اوڑال کی از قبیل مرا کنم ظہر ناکر دیا اور ایک شور و شغب
اور فتنہ و فساد جملہ اہل اسلام مین برپا ہوگیا خطابہ بسیط ہوتو اصلاح پذیر ہو سکتی ہی مرکب
ہو تو سخت دشوار ہی ہی بلکہ صرف ضروری معنی اس آیتہ خاتمیتہ طیبہ کی یہ بیان کرنے
جا سکین جو مذکور ہوئی ہین جیسا کہ صاف معنی اس اثر مذکور کی سلف صالح مذکور نے
بیان کئی کہ جس سی مطلب ضروری اصلی واضح ہو جاوی اور موافق تفاسیر اور تراجم
سلف کی ہو جاوی تا کہ خلق کو بھی وسمین جای کلام ہنو وی جیسا کہ بتکلف مخالفت
آنحضرت صلعم کا انکار کیا تھا ویسا ہی خاتمیتہ مطلقہ کو بھی بلا اضافت مان لینا تہا
اور اب بھی کیا گیا ہی وہ یہ صحابہ رض متابعت حق تہا چنانچہ شان مین حضرت عمر فاروق رض
کی ہی وقافا عند کتاب اللہ ترجمہ آیتہ خاتمیتہ یعنی نہین ہے محمد صلعم باپ کسی کا مردون تمہارے
مین سی و لیکن وہ رسول ہی اللہ کا اور خاتم النبیین ہی جانا چاہئی لنظا ہر مضمون جملہ
اول یعنی ما کان سنتی بس جا لکم تک غیر ملایم معلوم ہوتا ہی ساتھ جملہ ثانی کی یعنی ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین کے مگر بعد دریافت ہی شان نزول کے نہایت چسپان معلوم ہوتا
ہی اور مناسب جو کہ خاصہ ہی کلام حضرت ملک علام جل شانہ کا یعنی جب کہ زید بن حارثہ رض
متبنی آنحضرت صلعم نی ساتھ حضرت زینب رض کی نکاح کیا اور باہم تنافر پیدا ہوا اور
ناچاقی سخت ہوئی آخر تکرار بسیار رہنی لگا تو خیال مبارک آنحضرت صلعم یہ ہوا کہ اگر زید
طلاق دیدیگا تو مین اپنی حبالہ نکاح مین لاونگا مگر بخوف عرف یہ خطرہ بھی محظور ہوا کہ منافقین
طاعن ہونگی کہ متبنی کی زوجہ سی یعنی اپنی بہو سی نکاح کر لیا تو یہ آیتہ خاتمیتہ نازل ہوئی و تخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس یعنی چہپاتا تہا اپنی جی مین اوس چیز کو کہ جسکو اللہ ظاہر
کرنیوالا تہا اور ڈرتا تہا تو آدمیون سی اور اللہ سزاوار تر ہی کہ ڈرے تو اوس سے فلما
قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا یعنی جبکہ پورا کیا زید نی اوس زینب سی حاجت کو یعنی
طلاق دیچکا تو خاوند بنایا ہمنی تجہکو اوسکا تا کہ نہ ہووے علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاہم

تاکہ نہو موذو مو صبر تنگی سچ بیبیون سے بہ سبب بولی بیٹیون کی الحاصل زبان طعن منافقین دراز
ہوئی کہ بہو کی ساتھہ نکاح کر لیا تب یہ آیتہ خاتمیتہ نازل ہوئی کہ تم خوب جانتی ہو
کہ نہین ہین محمد صلعم باپ کسی کا مردون بالغ تمہارے سی اس لئی ہین زید لڑکو ربھی داخل
ہوگئی بالضرور زید لڑکو رکا رسول مقبول باپ نہین ہے اور اس قید سی جا لکم سی نکل
گیا باپ ہونا حضرت حسنین رض کا بھی اگرچہ مجازا ونکو حضرت لی بیٹا فرمایا لعل ابنی ہذا
جو اکثر روایات احادیث مین وارد ہی اسلئی کہ حضرت حسنین رض مردون تمہارے سی ہین
سی نہین ہوئی بلکہ مردون آنحضرت صلعم مین سی ہین انکو ایسی جرئت نہ چاہئی کمال
اسارت ادب سی کچھہ خیال ہی ہی کرو کہ کون ہی وہ تو رسول ہے اللہ کا اور اس سے
بھی ایک رتبہ بڑہ کر رکھتا ہی کہ خاتمیت مختصہ اوسکا ہی ہی منصب عالی لگا نہ کسیکو تمہارے
مین سی نصیب نہین ہوا اسی طرح حالۃ و مآلا حقیقۃ و مجازا اتفاقا و اعتبارا وہما و فرضا
کہ وہ خاتم النبیین ہے کوئی نبی اور رسول اوسکی بعد نہین ہوا ساتھہ اس لقب کی جیسا کہ
اسکا رتبہ بڑا ہی ویسا ہی اسکی بی ادبی کا گناہ بھی بڑا ہی مثلا تعظیما حرم محترم مکہ معظمہ کے
حق مین آیتہ نازل ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم یعنی ارادہ گناہ پر بھی عذاب کو
بھی عذاب الیم کی کہ اس امر خاص مین کوئی بقعہ سوای اسکی مانند بیت المقدس مسجد اقصی
اور مسجد نبوی صلعم بھی شریک نہین ایسا ہی مرتبہ کبری اور درجہ قصوی خاتمیتہ بھی بطرح
مخصوص ہے ساتھہ اس ایک ہی ذات عالی صفات کی لا غیر اور مغایرۃ عطف بالواو
فیما بین لفظ رسول اللہ اور لفظ خاتم النبیین کی محض واسطی قطع وہم شرکت کی ہی اس مرتبہ
خاتمیۃ مختصہ او خصیصہ مخصوصہ سی ظاہر ہی باہر ہی اور واسطی صحۃ عطف کی اسقدر تغایر عموم
خصوص مطلق کا جو کہ فیما بین رسول اللہ و خاتم النبیین کی ہی کافی ہی پس ہرگز نہ یہہ مرتبہ
خاتم المراتب ہی اور لفظ نبی عام اور شامل ہے رسول کو بھی تاکہ خاتمیتہ آیہ خاتمیتہ مین
شامل ہو رسول کو بھی اور اور نبی کو بھی بخلاف خاتم المرسلین کہ اوسمین ایک قسم کا احتمال

ہوتا تہا کہ شاید خاتمیتہ بنسبت انبیاء کی ہو تو لفظ عام ہی مناسب ہوا گو مرسل بہی
بغیر نبوت کی نہیں ہوتا مگر بنظر اصطلاح شرع ما بین نبی اور مرسل جو فرق رکہا گیا ہی کہ
مرسل صاحب شریعت ہی اور نبی غیر صاحب شریعت لفظ النبیین مناسب ہوا تاکہ شامل
ہو کل افراد کو پس رسول مقبول او ر نبی برحق مشمول خود صاحب شریعت ماخوذ بحیثیتہ
خاتمیہ رسالت و نبوت ہر دو نہ ہی لا غیر پس بمغایرۃ عطف مذکور خصوصاً جو سیاق لفظ استدراک
علی قراءۃ التشدید و نصب لام رسول علی کونہ جزء الاسم لکن المحذوف وہو الضمیر والاندراج
صرف عطف ایا احد بفتح لام رسول علی قراءۃ التخفیف معلوم ہوا کہ ہر رسول خاتم النبیین نہیں
ہی کہ جسطرح ہوا ہی اس فرد کامل خاص کے جو یگانہ زمین و زمان اور کون و مکان بموجب
حکم کن فکان ہی کہ یہی ملقب ہی ساتہ اس لقب عالی خاص باختصاص کے لا غیر اور اور
اس آیۃ خاتمیتہ سی من حیث المجموع معلوم ہوا کہ واسطی منصب خاتمیتہ کی منصب رسالت بہی
شرط ہی لہذا لفظ رسول الله اول فرمایا اور نبوت جو کہ ایک امر عام ہی قبیل میں لبعض
کی جو امر خاص ہے پایا جاتا ہی کیونکہ رسول بغیر نبوت نہیں ہو سکتا لیکن واسطی رفع اس اشتباہ
کی کہ شاید خاتم اوس ہی نبوت کا ہو جو بذیل رسالت ہی تو لفظ النبیین جاہے خاتم النبیین
ساتہ لام استغراق کی ارشاد ہوا کہ یوں نہیں کہ بطور عہد خارجی کی ہی جو لام معہود کا
تقاضا ہی بلکہ خاتم ہی بطور استغراق ہر دو قسم نبوت کا خواہ مقید بذیل رسالت ہو یا
نہو چنانچہ اس قسم کا اسلوب یہ آیتہ بہی ہی وکان سواک نبیا لیس بموجب قید عبارت
دافع الوسواس و ابن سعد وغیرہ کی کہ خواتم ستہ تابع شریعت محمدیہ صلعم میں ہرگز ہرگز خاتم انبیاء
نہیں ہو سکتی اسلئی کہ وہ صاحب شریعت نہیں جو کہ شان نبی و رسول کی اور خاتمیتہ سلب
رسالت تا مکمل شرعی ہی اور ہر گاہ کہ یہ مطلب آیتہ خاتمیتہ سی دستیاب ہوا کہ خاتم بلی رسالت
نہیں ہوتا تو بالضرور اس حدیث میں لو عاش ابراہیم لعدی لکان نبیا مراد نبوت کسی
نبوت یا رسالت ہی لہذا یہ سب قیاس و اقتباس ان سب صاحبوں متمذہب بمذہب

اثبات خواتم ستہ اضافیہ کیا اور حیثیت کیا جو منشا اوسکا صرف ایکیا امر عقلی ہے محض بیکار اور
فضول ہے شرعا اور تحریف دین متین ہے اور بدعت اور ایجاد ذرلون فافہم بالفہم الاتم پس
اپنی طرف سے حسب روبہ اہل معقول ایک امر فضول گھڑ لینا اور اس قسم کی باتین بنا لینی
مانند مجوزین خواتم ستہ جو اس باب میں عبارت دافع الوسواس میں اور بات سے کیا اور علمار
کو پیرایہ معمول سے عریانی سے بایہ ہے مجرد معقول ہے کہ خلاف اکابر علما سلف وخلف
لکھا جرات کرین مانند عبارت دافع الوسواس کی کہ لہذا ہے مبنی اطلاق خواتم ستہ اضافیہ
کسا لیس کمال اسارة اوسے بنی العاقل تکفیہ الاشارة والاوقت بنی نادافی سے لہذا کمال
سرزنش یہ آیہ خاتمیہ بحسن خباثت نازل ہوئی کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ زید کا ایک شخص شاید
ہی سے جنی تو اوسکی اس مرتبہ خاص میں اوسکی صلبی پسر کو بھی شریک نہ کیا اور اس پر
بنی اوسکی حیات کو اوسکی بعد وفات کی بہی منظور نفرمایا کیونکہ اگر وہ منصب پر رہی کو
پہونچا تو یہ مرتبہ غیر محل پر بیجا تقسیم ہو جاتا یا انہین پسرستان بدر لازم آتی کہ اس مطلب کو زبان
دُر افشان ہدایت ترجمان حضرت خاتم النبیین صلعم سے صادر کرایا لا نبی بعدی اسی حدیث
مین لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا ولکن لا نبی بعدی جاتی ہو رہی کہ محمل تھا کہ خواتم ستہ کو یہ
مرتبہ ملتا اور صاحبزادہ محروم رہتی بلکہ اوسکی صورت یہ ہے کہ قبل از بعثت ہمارے خاتم النبیین صلعم
جو بعمر چالیس سال میں ہوئی ولادہ صاحبزادہ لائق المرتبہ المذکورہ کی جو منشا السیر بالنصوص
المذکورہ ہیں یعنی حضرت سیدنا ابراہیم صاحبزادہ ظہور پاکر ساتھ مرتبہ خاتمیت اضافی مذکورہ کے
نسبت کسی طبقہ زمین سافلہ مین منجملہ طبقات باقیہ کی مبعوث ہوتی کیونکہ ضرور نہین جو نبی
ہو اوسی طبقہ کا ہو جیسا کہ بعثت عامہ خاتم حقیقی حضرت خاتم النبیین صلعم کی تو وصول بعثت
تا طبقات سافلہ ممکن ہوا اور ضرور نہیں کہ اوس نبی کا قسم یا اوس ہی قوم کا ہو اکثر انبیاء
علیہم الصلوة والسلام مبعوث ہوئی طرف غیر قوم کے بھی چنانچہ قولہ تعالیٰ کذب اصحاب
الایکة المرسلین اور والی مدین اخاہم شعیبا اسواسطی کہ اہل مدین قوم حضرت شعیب علیہ السلام

والی عاد اخاہم ہودا والی ثمود اخاہم صالحاً کہ یہ قاعدہ کلیہ
تفسیر قرانی ہی اور نسبت اصحاب ایکہ کی جو ایک بیشہ تہا دہ غیر قوم حضرت شعیب علیہ السلام
تہی لفظ اخاہم نفرمایا کذا قال یحیی واوستاذی مولانا محمد اسحاق المحدث قدس سرہ اور نیز حود
بموجب تحقیق عبارات داقع الوسواس رسل ہونا افراد جن کا طبقات سافلین ثابت اگرچہ
نزدیک جماہیر علما رجن ہمیں ہے رسول انسکی طرف سی کما فی فتح المبین شرح الاربعین للنودی
ولیس من الجن رسول عن الله عند جماہیر العلماء حالانکہ علاوہ سماوی ہیں اوراوترنا اونکا زمین میں
واسطی تصحیح حیوات بشری کے لئے مستقل رحل ہوکر ثابت تحت تفسیر بابل ہاروت وماروت اور
کرامات اولیار امم سابقہ سی مانند آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک پل جسکی
میں حاضر لانا تخت بلقیس کا براہ تحت ارض قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک خصوص کرامات اولیا ر اس امت محمدیہ کا تو کمّا وکیفاً کچھ حساب اور بیان
ہی نہیں سب کو معلوم ہی چنانچہ درمختار میں مسئلہ موجود ہی کہ اگر شوہر کسی عورت کا فاصلہ مسافت
ششماہ پر ہو اور بحسب ظاہر بہی نہ ملا ہو اور اوسکی عورت کو حمل رہ گیا ہو تو
منسوب بزنا نکرنا چاہئی اور نہ بچہ کو ولد الزنا کہا جاویگا بوجہ جواز وامکان طی ارض
براہ کرامت پس ذکور بصورت تعین صاحبزادہ حضرت ابراہیم تہا اور بصورت عدم تعین
صاحبزادہ موصوف بصورت شیوع اس رشتہ کی نسبت جمیع صاحبزادگان عالیشان حضرت
ابراہیم حضرت طیب حضرت طاہر حضرت قاسم حضرت امام حسن حضرت امام حسین
اور بصورت ایک ہونی طیب طاہر کی علی اختلاف الروایات باضافہ حضرت محسن صاحبزادہ
کی عدد ستہ کی تکمیل ہوسکتی ہی ترجمہ حسن حسین محسن بزبان سریانی شبیر شبر ومشبر کچھہ
ضرورت تلاش جواتم ستہ کی ہوتی اور بوجہ امرجسی کے آحاد موجودہ طبقہ عالیہ اوسوقت
کو استعداد ہی ہوتا بخلاف کنعان پسر حضرت نوح علیہ السلام کی کہ وہ لیاقت اور استعداد
فطری نبوت سی تو کیا ملکہ نفس ایمان سی بہی محروم تہا بموجب آیۃ انہ لیس من اہلک انہ

عمل غیر صالح الایۃ چنانچہ موافق اسکی ظہور مین آیا اور ان حضرات صاحبزادگان کے حق مین کیا
کچہ بشارات دربارہ استعداد و مراتب عالیہ بالاثر مرتبہ نفس الکمال ہی اور اسلام سی وارد ہین
کتب احادیث اور سیر مین مذکور ہین والله اعلم **قسطاس لسبت وسویم** اور جبکہ حالت
مین بنا بر لقب خاتم کی حقیقی ہو یا اضافی بموجب قرارداد عبارت دافع الوسواس مقرر ہو چکی
اور بنا بر تبادری سلسلہ نبوت کی ہر طبقہ مین اور اوسمین ضرور ہوا عقلا ہونا ایک مبدء کا اور ایک
مقطع و مختم کا اور مشابہ ہونا مبدء کا ساتھ ہماری آدم کی اور مقطع کا ساتھ ہماری خاتم
کی فقط بسبب امر آخر کی اسکا نتیجہ عنقریب ظاہر ہوگا تو پھر کچھ ضرورۃ نہ تھی نزول لفظ خاتم النبیین کے
واسطی خاتم حقیقی کے قرآن شریف مین اسلئی کہ یہ مطلب ثبوت خاتمیۃ واسطی خاتم حقیقی
کی تو خود ثابت تھا عقلا جیسا کہ اس اثر مین بھی معنی خاتمیت کی واسطی خواتم ستہ کی عقلا
نکالی یا ضرور رہا کہ اثر مذکور مین بھی یہہ لفظ خاتم النبیین مذکور ہوتا اور تفاوت افراد باعتبار
اولیۃ یا اولویۃ یا اتحاد نوعیہ امر آخر ہی جو اسلی صرف حصول استعداد مطلب مذکور کی سبب
خواتم طبقات ستہ متساوی الاقدام ہین پس اخذ مطلب تشابہ ہمہ گیر ہی یعنی مشابہہ دینی خواتم
ستہ کو ساتھ خاتم حقیقی کے جو خاتم طبقہ ارض علیا مین ہے خاتم بوجہ مذکور از قبیل ترجیح بلا مرجح ہے
منظر صرف استدلال عقلی کے کیونکہ صرف لحاظ عقل مین نظر بحیثیت تبادری سلسلہ مذکور برابر
ہین وہ نتیجہ مذکور ہوتا ہو ویسی ہی پس جب دیکھا کہ لفظ مذکور صرف قران مجید ہی مین ہی مخصوص واسطی
خاتم طبقہ ارض علیا کی جو خاتم حقیقی ہے اور اثر مذکور مین کچھ اسکا اثر بھی نہین تو بالضرور معلوم
ہوا کہ بنا بر لقب امر شرعی ہی اور وہ موقوف نہی اور بہ نشان شرع شریف کی تو لقب
مقتصر ہوا اپنی مورد پر اور تائید حدیث قدسی معنی حضرت علیہ السلام بربنا کہ بہی لولم اختم بالنبیین
لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا علاوہ برین ہی جو تفسیری آیۃ خاتمیۃ کی اور مخالف ہی اوسکی
وہ معنی اثر مذکور جو حضرت مرحوم مثبتین جو اتم ستہ ہی جسکو تفسیر آیۃ خاتمیت سمجھی ہین اور اوسکی مقابل
مین توجیہ سلف کو غلط جانتی ہین اور موحدین کو منکر اثر تجویز کرتی ہین حالانکہ یہ توجیہ سلف

موافق حدیث قدسی مذکور ہی جسکی راوی خود صاحب اثر ہین کہ یہ مطلب بعض قسطاس
مین گذرا لیس کوئی قید عقلاً بدون لگاؤ شرعی زیادہ علی النص ہے خواہ بطور اضافت
ہو یا بطور حقیقت بہر حال ناجایز ہی شرعاً کیونکہ کستر تحریف نہین بلکہ یہ ہوسکتا تہا کہ اگر یہ
لقب خاتمیہ کلام اللہ شریف مین ہوتا اور حدیث قدسی ہوتی اور اثر ابن عباس رض مین بہی
بہی صاف مذکور ہوتا جیسا کہ کلام اللہ شریف مین مذکور ہی تو توجیہ بقسیر تبعہ کلام اللہ شریف
قابل قبول ہوتا کیونکہ آخر کلام امام المفسرین حضرت ابن عباس رض حجت ہوتی اور مسلک ہوتا
سالک القاب شرعیہ مین اور وسیلہ اس ہی رعایہ شرعیہ کی حسب حیثیت مراتب حقیقت و اضافت
خود بخود ہر ایک خاتم کو پہونچ جاتا کیونکہ منشاء شرعی پایا جاتا پہر گنجایش اضافت ممکن تہی
پس اب ضرور ہوئی وہ تفسیر اور توجیہ اثر مذکور جو سلف کیا رسی ہوئی جس سی توفیق درمیان
آیۃ خاتمیہ اور اثر مذکور حاصل ہوئی اور اوسکی قبول سے عبارت دافع الوسواس وغیرہ
کی سرتاپا کی لیسپائی ہوتی ہی کہ کون منکر ہی اثر مذکور کا بلکہ زیادہ معین ہم اوسکا یہ مطلب ہی کہ ہمارے
معنی کا اور ہماری تفسیر کا انکار کرنا چاہیے اس ہی انکار اثر لازم نہین آتا پس ظاہر ہوگیا
کہ یہ لقب شرعی تمام طبقات ارض و سماوات مین سوای خاتم النبیین کے ہرگز ہرگز حالاً و مالاً
حقیقۃً و اضافۃً و وہماً و فرضاً ثابت نہین اور اضافت اور اعتبار جو ایک امر عدمی کے
قبیل سی ہی کہ تابع اعتبار معتبر ہی بدون اذن شرعی ناروا ہی فتامل و تیقظ۔

قسطاس بست و چہارم مشتمل بر تحقیق آیۃ حمیدہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل الاٰیۃ یعنی نہین محمد صلعم مگر رسول تحقیق گذر چکی پہلی اس کے تمام رسول پہلی کہ لام استغراق
کا ہی الرسل مین باستثناء خاتم النبیین جانا چاہیے کہ اس آیۃ حمیدہ سی واضح ہی کہ سوای
ہمارے خاتم النبیین کے صلعم اور کوئی خاتم نہین پہلی کہ جس حالت مین پیشتر اون سی سب
رسول گذر چکی اور اونکو حقتعالی نے رسول کر تعبیر فرمایا اور خاتم کر تعبیر نفرمایا تو معلوم
ہوا کہ اگر کوئی اور بہی خاتم کسی قسم کا حقیقی یا اضافی ہوتا تو یون ارشاد ہوتا وما محمد

قسطاس بست و چہارم

الا الخاتم قد خلت من قبلہ الخواتم اور ظاہر تہا کہ جب خاتم ہی گذر گیی اور باقی نہ رہی تو
غیر خاتم تو بطریق اولی گذر جانی چاہئیں تہی اگر شبہ کیا جاوی کہ پہر بجای وما محمد الا رسول
فرمانا چاہئی تہا وما محمد الا خاتم قد خلت من قبلہ الرسل تو جواب اوسکا یہ ہی کہ آیۃ مقام سئلال
مین نازل ہی اوپر گذر جانی اور وفات پانی تمام رسل کی جس سے استدلال کیا گیا اوپر
وفات انحضرت صلعم کی لہذا وصف مشارک کی ساتہہ تعبیر فرمایا یعنی وصف رسالت کی
ساتہہ پہر اگر شبہ کیا جاوی کہ انحضرت صلعم کی بی خاتمیۃ ثابت ہو یہ بہی مانند سایر رسل کے
صرف رسول ہی ہوں تو جواب اوسکا یہ ہی کہ خاتمیۃ آپ کی آیۃ خاتم سی یعنی ولکن رسول اللہ
و خاتم النبیین سے بجای خود ثابت ہی پہر یہ شبہ ہوتا ہی کہ خاتمیۃ مانع ہو گذر جانی ہمارے
حضرت صلعم کو یعنی آپکی وفات شریف کو تو اوسکا رفع اسطرح پر ہی کہ بعموم نصوص واردہ
دربارہ وفات وممات عام وخاص کے علی الاطلاق خاتمیۃ مزاحم نہین ہو سکتی وفات
شریف کو **قولہ تعم** کل شیء ہالک الا وجہہ - کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال
والاکرام - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون - کل نفس ذائقۃ
الموت - ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ والینا ترجعون - مگر یہان سوق الکلام بالحصر
یہی تہا مطلب تہا کہ اگر وفات ہوئی تو کیا تعجب ہے جتنی رسول تہی سب گذر چکی اور انکی
شریعتیں منسوخ ہو چکین مگر شریعت اس رسول مقبول خاتم النبیین کی تو صلعم تا قیام قیامت
قایم رہی گی اگرچہ وہ وفات پا گئی اب بعد اس رسول خاتم النبیین کے صلعم اگر کوئی رسول
صاحب شریعت جاریہ نیا رسول ہو یا قدیم ہو نہین آنی کا الا یہ ہی رسول خاتم النبیین ہر
طرح پر خاتم ہی اور اوسکی وجود باوجود سی یہی مطلوب تہا افان مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم - بس اگر وفات پاوی اور بفرض کی یا شہید ہو جاوی کہ جہاد پیشہ ہی تو پہر جاوگی
تم اپنی ایڑیوں کے بل پہر اگر شبہ کیا جاوی پہر کا تکلف عموم نصوص واردہ فی ہذا الباب کا لحاظ
تہا تو نزول اس آیۃ وما محمد الا رسول الآیۃ کا کیا ضرور تہا تو رفع اسکا یہ ہی کہ وہ اسکی غرض

کرنی جانت بارادہ نسبت صحابہ کرام کی بسبب شدت محلیہ محبت کی ساتھہ رسول مقبول کے
صلعم مقتضا ہی بشری شلیہ نزول اسکا ہوا جبوقت کہ احدین شیطان نی آواز شہادت
آنحضرت صلعم غلط کردیا تہا اور صحابہ کو کمال انتشار ہوا تبس واضح ہو کہ کوئی رسول منحصر
باحد عصر باعتبار زمان حیات اور وفات کی من حیث الشریعت المنصوبہ المامورہ الجاریہ
القدیمیہ الی حین بدہ باقی نہین رہا چہ جاکہ خاتم ہونا درکنار کہ امر لاحق ہی اس تقریر سی دفع
دخل ہو گیا بطور جواب وسوال مقدر کی نزول حضرت عیسی علیہ السلام کا بعد بین آنحضرت
صلعم کے علی ہذا القیاس وجود حضرت الیاس اسلئی کہ یہ سب منجملہ رسل خالیہ سی یعنی
گذشتہ سی ہین اور خلو عام ہی اس سے کہ حقیقی ہو مانند موت حقیقی متوارد کی یا موت حکمی
کی مانند رفع الی السماء نسبت حضرت عیسی علیہ السلام اور غیبوبت نظر سی نسبت حضرت الیاس
علیہ السلام لہذا لفظ قد خلت اس آیت مین نازل ہوا بخلاف لفظ ماتا اور توفی وغیرہ فافہم اور
صرف اسی موت حکمی پر جو بیان واسطی ایک غرض خاص کو رکی ظہور مین آیا یعنی نسخ شرایع
سابقہ کی اکتفا نہ کیا جاویگا نسبت حضرت عیسی اور حضرت الیاس کے علیہم السلام بلکہ موت
حقیقی قطعًا نسبت اونکی اینوالی ہے کہ سر آفریدہ کی گلوگیر او دست نگر بیان سی امر ناگزیر ہی
اور جاننا چاہئی کہ یہ سب اقسام خلو مذکور خالی نہ ہو عزل و نسخ شریعت اونکی سی اور اتباع
شریعت حضرت خاتم النبیین سے صلعم کیونکہ یہان یہی مطلب ہی خلو مذکور سی اور بلفظ صیغہ
ماضی ہو آنا بلفظ قد ساتھہ ظرف قبلیہ کی زیادہ تر دلالت رکھتا ہی اوپر قطع و انصرام وجود کسی
نبی کی بطرز مذکور اور جب کہ وفات شریف ہوئی اور صحابہ کرام غلبہ محبت مین باوجود اس
سوجھ نہانتک اس بیچ جو ابھی بین خطرات دلی زبان پر بعض صحابہ کی آنی لگی حتی کہ اوس
ہی حالت مین حضرت عثمان رضی حضرت عمر رض کو السلام علیک کا جواب نہ دیا نوبت
شکایت بحضرت صدیق اکبر پہونچی عذر لا علمی و بی شعوری جانب سی اونکی پیش ہوا الحاصل
حضرت ابوبکر صدیق رضی منبر پر خطبہ پڑہا اور حین یہ آیت تلاوت کی وما محمد الا رسول الآیۃ

تب لوگون کی آنکہیں کہلین اور وہ حالت فرو ہوئی سبحان اللہ کیا رتبہ صدیقیت ہی کہ تمام صحابہ
موجود تہی یہہ استقلال اور یہ فہم اگرچہ صاف و صریح مطلب یہ تہا خیال میں نہ آیا کیونکہ بوجہ
مذکور مستور و مخمور ہو گیا تہا اور بندہ اعظم نفع اسلام پر نظر رکہنی چاہیی درباب فضیلت حضرت ابوبکر رض
اور ترتیب خلافت وغیرہ مین جو عقیدہ اہل سنت و جماعت ہی فافہم اور تحقیق اس آیۃ وما محمد
الا رسول الاٰیۃ اور نیز آیۃ وما المسیح ابن مریم الا رسول الاٰیۃ بخوبی گذری قسطاس نوزدہم مین جس سے
رفع شبہہ آیۃ مسیحیہ کا ہو گیا **قسطاس بست ہفتم** متعلق بعبارت دافع الوسواس واقع صفحہ
چہارم حکم وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ مین بشہادت اثر مذکور کی بطور قطع و یقین کی نہیں کیا
جاتا یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوی بلکہ بطور ظن کے ہی اور اسکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے
ساتہہ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط لیس جائی غور ہے
کہ اس مرتبی عبارت دافع الوسواس سے وسن تہی لی خود اطمینان کامل کر دی کہ وجود
انبیاء طبقات تحتانیہ قطعی و یقینی نہین تا کہ منکر اوسکا کافر ہو بلکہ ظنی ہی کہ اوسکا منکر کافر
نہین ہے نیز معلوم ہوا کہ وجود اونکی خاتمیت کا تو کہان ہی جسکا اثر مذکور مین اثر بہی نہین اور اگر
ہوتا بہی تو ایسا ہی ظنی الثبوت ہوتا — ان الظن لا یغنی من الحق شیئا — پس باوجود اسکی پہر
اس مسئلہ مین غلو و افراط بیجا یہی نہ قطعی کے اور حالانکہ منکر نفس طبقات کو بہی جو مقر ہی اونکا
یعنی انبیاء مذکورہ کا کافر نہین کہا جاتا بجز اوسی صفحہ چہارم دافع الوسواس مین یہ عبارت موجود
ہی کہ منکر نفس طبقات بہی کافر نہین مگر بڑا تعجب تو یہ ہی کہ اس مسئلہ وجود انبیاء طبقات تحتانیہ
کو بعد بیکار کر دینی اثر مذکور کی اثر کو بوجہ عدم کفایت اثر مذکور کی قطعیۃ کو اور ضروریۃ کو اور
قائم مقام کر دینی ظن کو بوجہ کفایت ظن کی اس محل مین حالانکہ اصل بنا بحث مذکور یہی ہی اور
یہہ مسئلہ کفایت ظن بجائی خود مستقل ہے کچہہ موقوف نہین اوپر بحث اثر کی اور با اینہمہ جو کچہہ خاتمیۃ
کا بحث ظن مذکور ہے وہ بہی واضح ہو جاویگی وہ بحث عام ہی کچہہ خصوصیت جو انم سے ہی نہین رکہتی
حالانکہ تذکرہ تا دلیل عام لو پر دعوی خاص کے بعید ہی تحت قاعدہ ایمان اجمالی جو ضرور

ہی داخل کیا قطع نظر اس سے حالانکہ ایمان متعلق بخواتم ستہ مفروضہ ایمان مفصل معین پایا جاتا ہی
جیسا کہ یہ اثر لعین بالاسما کر لی ہی فیہ آدم کا دکم الخ اسلئی کہ اثر مذکور مین ایمان بالاجمال
نہیں بلکہ یہ از قبیل ایمان تفصیلی و تعیینی سمجھا جاتا ہی نہ اجمالی کیونکہ ایمان اجمالی وہ ہی کہ
مؤمن بہ کا علم سرسری ہو شامل جمیع افراد کو جیسا کہ مجموعاً مجملاً اس آیہ مین ہر دو صنف مذکور
ہین **قولہ** ومنهم من قصصنا علیک ومنهم من لم نقصص علیک لیس یہ خواتم ستہ منجملہ انبیاء
مقصوص علیک متعین الاسما متعین الذکر بالاستقلال سے ہو لی جاہئین یا نہ حضرت آدم
وحضرت نوح وحضرت ابرہیم وغیرہ علیہم السلام طبقہ ارض علیا کی جو مثل یہ ہین کہ جنکی اوپر
ایمان تفصیلی ہی بجا ہی جو مستقل ہے نہ مانند ان انبیاء علیہم السلام کی کہ جنکا کچھ ذکر
قرآن وحدیث مین نہین سوای اس قسم کی الفاظ کی مانند حتی نوح الی مثل ما اوتی رسل اللہ
مجموعاً مجملاً مطابق مضمون آمنت باللہ ورسلہ کی مجموعاً مجملاً ذیل جبل مین زمرہ جمیع انبیاء
کی بلا تفصیل ہو جاتا ہی کہ ایمان اجمالی عبارت ہی ایمان بلا تفصیل سی بنسبت جمیع انبیاء
قطعی الثبوت کی نہ ظنی الثبوت کی تا کہ غیر نبی کو شامل ہو اور وہ غیر نبی داخل ہو اور
کوئی رہ نہ جاوی حالانکہ یہ خواتم ستہ غیر قطعی الثبوت مین بزعم زاعمین ہی بلکہ ظنی الثبوت ہین
جیسا کہ عنقریب گذرا اور یہ کفایت ظن ایمان اجمالی مین نزدیک زاعمین جو بدرجہ یقین معتبر
ہی تو بنسبت فرد ظنی الثبوت کی متصور نہین ورنہ یہ ایمان اجمالی غیر نبی کو نبی کر سکتا ہی
اسلئی کہ اعتبار ایمان اجمالی محض واسطی دفع ایسی اشتباہ کی ہی کہ تفصیل مین خصوص تعداد تفصیلی
مین نام بنام لقب بلقب مانند خواتم ستہ کی ہو سکتا ہی کہ شاید غیر نبی نبی ہو جاوی یا عکس اسکا
لہذا کتب عقائد مین عدم تعداد انبیاء در بارہ ایمان کی اولی اور احوط کہا بلکہ واجبہ اور آکد
سمجھی گئے پس خواتم ستہ اگر انبیاء قطعیہ کی زمرہ مین داخل ہین تو ایمان اجمالی مین داخل ہین
والا فلا نہ ثابت ہوا کہ منشار اسکا افراد قطعیہ ہین نہ ظنیہ فافہم اور جانا جاہئی کہ مراد منہم من
قصصنا علیک سی عام ہی ان سی کہ انبیاء مقصوص الاسم یا مقصوص اللقب ہوں یا مذکور

رتمنشہ والبیان الطویل اور البیان القصیر ہوا ہے حالانکہ ثبوت اس کا ان اجمالی کا نص قرآنی یقینی
قطعی الثبوت سے اور احادیث متواترات المعنی سے ہے اور نیز مشاہیر سے بطور مزید موئیدات البیان
سے ہے کہ جیسا ایمان تفصیلی بنسبت انبیاء منصوص قطعی الثبوت الیقینی سے ثابت ہی
نص قرآنی وغیرہ سے اور اس اثر مذکور کا اس میں کچھ اثر نہیں ہے نہ کچھ دخل کیونکہ شہادت اس
اثر مذکور کی بطور رجا ہے نہ قطع اور یقین جو مسلّم طرفین ہی پس جب اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ انبیاء
معلوم التسمیہ والالقاب محدود بالعدد والعلوم کہ جنکو خواتم ستہ کر تعبیر کیا جاتا ہی متعلق ایمان
تفصیلی ہونی چاہئیں نہ اجمالی موافق زعم زاعمین اسواسطے کہ زمرہ منصوصین علیہ سے ہیں پس
استدلال صحیح نہیں تقریب تام نہیں ہے دعوی برغلط رہا اور نیز خوب روشن ہو گیا کہ واسطے
ایمان اجمالی کے ہرگز دلیل ظنّی کافی نہیں ہے جو ایسے افراد غیر قطعی الثبوت ہیں اگرچہ زمرہ
منصوص علیہ سے ہوں نہ کہ سایہ وصف نبوت کی مانند حکمت اور احسان وغیرہ کی

قولہ تعم ولقد اتینا لقمان الحکمۃ الایۃ ومریم ابنۃ عمران التی احصنت فرجہا وضرب اللہ
مثلا للذین امنوا امرأۃ فرعون الایۃ ویسئلونک عن ذی القرنین الایۃ الیہ انکی حق میں
واسطے ثبوت نبوت ظنی کے جو منشاء اختلاف کا ہی کہ وہ مفید نہیں ہے اسی ظن کے کوئی
دلیل ظنی کافی ہوسکتی ہی مگر صحیح یہ ہی کہ ہرگاہ اقوال مشہورہ معتبرہ راجحہ رزینہ عدم ثبوت
انکی نبوت میں قرار پا چکی وہ ہی مذہب قرار پا گیا گو نفس وجود انکا ساتھ اوصاف
ولایت اور کرامت کی حیثیت کذائی نص قرآنی میں جو ان بلحاظ وصف نبوت کی
پایا گیا اسکا انکار کفر صریح ہی کہ یہ امر قطعی الثبوت ہی پس حال خواتم ستہ تو ایسا نہیں ہی
اور بالفرض اگر ایسا ہی ہے وھو المراد کہ بموجب قول صحیح غیر نبی ہوئی مگر ولی کامل ہادی جیسا کہ
سلف صالح کا قول ہی پس اثر الطیہ یعنی بشرط وجود مکلفین طبقات سافلہ مگر باوجودیکہ عبارت
دافع الوسواس وغیرہ مشتبہ ختم اتم ستہ خود اعتراف عدم قطعیہ ثبوت نبوۃ انکی کیا کرتی ہے
و باہم دیتی ہی کہ نہ منکر انکا کافر ہی نہ تکلیف ہی عقیدہ کی نہ اس پر اجماع منعقد ہی ثبوت

بنصوص قرآنی سی نہ بروایات اخبار متواترات سی اور نہ دلیل ظنی کو جو خبر آحاد سی بطور مذکور
کافی سمجھتی ہے بلکہ صرف ظن کو اس باب مین کافی سمجھتی ہے چنانکہ مذکور ہو چکا اور جو کچھ اوسکی حالی
ہتی دیکھی پھر اس پر ہی بس نا کر و صابر نہین بلکہ فی الی اثبات نبوة کی ساتھہ قطعیت کی بلا دلیل
ہوئی ہی اسلئی کہ دلیل ہی اثبات نبوة بالاجمال کے بنصوص قرآنی از قبیل امور مقطوع سیہی
در بارہ اون انبیاء کی جو واقعی النبوت ہین جیسا کہ ہمنی عنقریب بتحقیق عقیدہ اسلام کی کی ہے
پس کمال جرئت سی یا کمال غفلت ع مثنوی مولانا روم ۔ دیدہ اسی کر رہ خرد بد ہو جانا چاہیے
کیا بلکہ پوچھا جاتا ہی کہ ہرگاہ اعتبار ایمان اجمالی مذکور مین بشرط صالحیتہ افراد واسطی کفایتہ
قطعیتہ کی معلوم ہوئی تو پھر دخل افراد غیر صالحہ للقطعیتہ یعنی خواتم ششہ مفروضہ مرتبہ ایمان اجمالی
مین محال ہوا اور نیز مستلزم ہوا دو حکم متغایر متنافی کو یعنی من حیث الاجمال قطعی الثبوت کو اور
من حیث الافراد غیر قطعی الثبوت کو باوصف اعتبار شرط صالحیتہ مذکورہ اور پھر وہ مفقود مثلا
ترکیب رسن بافتہ مین جو اجزاء صالحہ غیر متنافرہ سی ہی بسبب امتزاج کی قوت قید کرنے
اسپ و پیل کے یقینی ہی بخلاف کسی ایک جزو کی بالافراد یا چند جزو کی بالاجتماع جو کمتر از نصاب
ترکیب و امتزاج ہون یا بالاجتماع بالاجزاء المتنافرة بالتنافر فلذالک بس ظاہر ہوا کہ منبتہ تالیفی
کا اثر ہی شرط ہی واسطی القاع حکم مطلوب کی ساتھہ صالحیتہ مذکورہ کی واسطی ہمارے اجزاء مذکورہ
کی اشیاء وہی قدام بس نشاء اس دعوی کا بطور قیاس شبہی کے یعنی معقول برنگ محسوس کے
ظاہر ہو گیا مثلاً اجزاء کسی نسخہ مرکبہ کی تاوقتیکہ صالحیتہ تالف دو توانس سے جگر ہی سی محروم
ہونگی کیفیتہ مزاج مطلوب ہرگز حاصل ہوگی اور نسخہ مفید ہوگا قطعا بلکہ اگر سم قاتل ہی
ہو جاوی تو کیا بعید ہی بس ان وجوہ کسی منشاء قطعی النبوت اور صالحیتہ کی کسطرح جبروت
وجہ قطعیتہ یا محض فیہ [illegible] مرتبہ اجمال مذکور حاصل ہو سکتی ہی ہان البتہ ایمان اجمالی ضرور ہے
یہ بین عنوان کہ جو افراد انبیاء علیہم السلام متحقق النبوة ہین علم الہی جلشانہ مین ہمارا اونکی ساتھہ
ایمان قطعی ہے موافق مضمون آمنت باللہ و رسلہ کی کہ قطعی الوجود اور قطعی النبوة ہین

برابر ہی کہ انبیاء معدودہ اور مقصوص علیک کی قبیل سی ہون ہر وقت ظہور علم الہی جل شانہ
کی بذریعہ وحی الٰہی کہ نبوۃ اونکی بالتفصیل ہے ساتھ ذکر طویل کے یا ذکر قصیر کے اوس امر کو
یہی کہ مقصوص بالاسم ہون یا باللقب یا بالحکایات والقصص بفتح القاف اور بکسر ہا کہ
اونپر ایمان قرار دینی اور نہی قطعی ہی اگرچہ ذیل اجمال مین اونکی ساتھ ایمان رکھنی چاہیے
ہی یا اس قبیل مذکور سی ہون یعنی غیر مقصوص علیک ہون موافق اس آیہ کی فمنہم من
قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کہیں پس ما لوحظ اجمالاً کالملائکۃ والکتب والرسل
یکفی الایمان بہ اجمالاً وما لوحظ تفصیلاً کجبرئیل وموسی والانجیل اشترط الایمان بہ تفصیلاً
فمن لم یصدق بمعین من ذلک فہو کافر فالنفی لیس بکاف فی الایمان ۱۲ من کشاف
اصطلاحات الفنون للمولوی قاضی محمد اعلی المحقق التہانوی قدس سرہ نقلاً من العینی شرح البخاری
والفتح المبین شرح الاربعین وشرح المواقف ۱۲ اور جاننا چاہئے جو افراد غیر مقصوص
علیک ہین اگرچہ غیر مقصوص علیک ہین لیکن بموجب اس آیۃ شریفہ مذکورہ کی اسقدر تو
معلوم ہی بمقابلہ مقصوص علیک کی کہ وہ متحقق النبوۃ تو ہین گو ہمکو تفصیل و تعیین مذکور
اونکی معلوم نہین یہی فی الجملہ تعیین تفصیل و تمیز مین بوجہ اعلام الہی ساتھ تحقیق نبوۃ کے
جیسا کہ مفاد فقرہ کریمہ ومنہم من لم نقصص علیک ہی اور اعلام عام ہی کہ بالتفصیل ہو یا
بالاجمال کما ظاہر پس امر فاصل درمیان من لم نقصص علیک کی اور درمیان مظنوم
اور مظنونوں کی اعلام الہی ہی جل شانہ پس معلوم ہوا کہ اجمال اس باب ایمان مین یہ معنی
رکہتا ہی کہ قطع النظر ہو اس تقابل کی کو ہی یعنی بلا لحاظ مقصوص علیک اور غیر مقصوص
علیک کی مضمون ہی کو گول گول اسقدر امر کی طرف لحاظ ہو کر افراد متحقق النبوۃ خواہ مقصوص
علیک ہی یا ہون اونکی ساتھ ہمارا ایمان قطعی ہی پس جمع انتم سنا یوں قبیل سے ہرگز نہین
اور نہ اوس قبیل شبہہ مذکور سی کیونکہ تحقق نبوت تو اونکا خود مظنونوں ہی نزدیک
مشتبہ ہو اونکی کی ہی جیسا کہ عنقریب گذرا اور اور قسطاس مین بھی مذکور ہوا اور

عنوان بیان مثبتین مذکورین حاکی ہے مقصود ص علیک ہوتی اونکی ہے کہ نام بنا ہم اثر
مذکور ہیں مذکور ہی کہ جو از قبیل تفصیل ہے نہ از قبیل اجمال لیس دعوی اجمال بہی غلط
گیا اور تحقق المصداق ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا علاوہ
برین ہے اور یہ خواتم ستہ مانند حضرت خضر اور ذوالقرنین بہی تو نہیں اگرچہ یہ دونون
بہی مقطوع النبوۃ نہیں مگر وجود اونکا ساتھ خصوصیت کرامت کی بالاتر مرتبہ خاتم مخمنہ
سے تو قطعی الثبوت تو ہی کہ سورہ کہف میں ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ من لدنا
علما۔ حق خضر میں۔ اور یسئلونک عن ذی القرنین الایۃ یہ مقام مدح میں آیا ہے اور ایسا ممدوح
الہی اولیاء اور صاحب کرامات ہونا ہی بخلاف خواتم ستہ کی کہ افراد مقدرہ مخمنہ
اور مظنونہ ہین نسی ہین یہ مطلب ہی عقیدہ اسلامیہ کا ایمان بالانبیاء والرسل بالاجماع
ضروری ساتھ افراد متحقق النبوۃ متیقن النبوۃ کی نہ کہ ساتھ افراد مظنونہ مخمنہ
مقدرہ مفروضہ موہومہ کی مانند خواتم ستہ یا مشکوک النبوۃ مرجوح النبوۃ کی مانند
خضر و ذوالقرنین جو غیر راجح ہین مثلا قول حضرت عاقل مکلف کا کل من کان عبدی فہو
حر واقع ہوگا اور مراد اوسکی جو اوسکا غلام خالص ہوگا نہ کسی جز پر بلکہ نہ اوسکی کسی ناقص
الرق پر نہ غیر کی غلام پر پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ متعلق ہے بانبیاء اور رسل حقیقیہ
نہ مظنونہ مخمنہ مخترعہ مفروضہ اور نہ مرجوحہ تاولہ بتاویل صحیح راجح بہ ہر نہ کہ مراد اوسی طرح کی
خیر تی ہین۔ قتل الخراصون الذین ہم فی غمرۃ ساہون فافہم کنہ المقام والمرام پس
رد ہوگیا قول عبارت دافع الوسواس کا جو صفحہ چہارم میں مذکور ہی کہ اگر دلائل ظنیہ
مطلقا مفید باب نبوۃ میں نہوتی علماء متقدمین کیون آیت اور احادیث دلائل ظنیہ پیش
رتی فقط اسواسطی کہ مذہب جمہور انکی نبوت پر ہی نہ لقمان اور ذوالقرنین اور خضر
غیرہ کی ہرگز نبی نہین بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ غیر انبیاء ہین کیونکہ ظن کافی نہین ہے
ن الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا پس واضح ہوگیا

کہ ظن بباب اجمال ایمان بالانبیاء مین کافی ہے نہ باب تفصیل ایمان بالانبیاء مین کافی
ہی بلکہ یقین ہے کافی ہے بشرط مذکور کہ جسکا منکر کافر ہو جاوے اور نسبت ایمان
لانیکی او نیز تکلیف شرعی ہوا اور بوقت اطلاق لفظ انبیاء وارد واقع ہوگا او نہین افراد
محققہ یہ افراد منظنونہ محتملہ مخترعہ خواہ ہمکو معلوم ہون یا نہون بطریق اسباب علم کی
جو شارع کی طرف سے مقرر ہوئی مانند نصوص قرآنی اور احادیث متواترہ بالاتفاق
ورنہ علی القول احادیث مشاہیر تو ہون جو سر حد یقین کو پہونچی ہین اور جسمین کذب سے وہم
ہوگئی ہین اور گو نہ احتمال کی گنجائش رکہتی ہین کہ جس سے عین یقین کو نہین پہونچی ہین ورنہ
پہر تو متواتر ہی ہو جائینگی جیسا کہ اصول مین مقرر ہی خصوص بحث سنت تلویح مین ہے
نہ احاد کا فی ہین ایسی باب مین اگرچہ باب تفاصیل حشر مین علماء نی احاد کو قبول کیا
ہی یہ بہی کتب اصول مین موجود ہی خصوص تلویح وغیرہ مین یہ امر آخر ہی مگر یا محل خیر
مین اگر احاد و فائدہ بخش بہی ہونگی تو سوای ظن کی نہونگی پس ہے فائدہ کیا فائدہ ہو
پس بیفائدہ ہوگئی عبارت مذکور دافع الوسواس کی واللہ اعلم سے ظاہر اخلاصہ عبارتکا
دافع الوسواس ہی کہ ہم نسبت ایمان اجمالی کی ساتہ جمیع انبیاء کی تو مکلف ہین اسلئی
کہ مفاد لفظ ضرور ہے سوای تکلیف او کچہ نہین اور تکلیف بدون دلیل قطعی غیر متصور تو معلوم
ہوا کہ یقین ضرور ہی بخلاف نسبت ایمان تفصیلی کے ساتہہ اونکی یعنی جمیع انبیاء کی مکلف
نہین کیونکہ اوسمین یقین ضرور نہین تو دلیل قطعی بہی نہین پس مکلف بہی نہین پس تحت
جملہ اوسکا کہ اس باب مین ظن کافی ہی ہبا ہی اور مخالف ہی کیونکہ مراد کفایت ظن سے
یہی کہ جو فائدہ یقین سے متصور ہو تا وہ اس ظن سے متصور ہو یعنی ظن قایم مقام
یقین ہے تو مبنزلہ دلیل قطعی ہی تو اوسمین یقین ضرور ہوا پس معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی
اور ایمان تفصیلی ہردو کو ہمین یقین ضرور ہی اور قطعیہ ضرور ہی پس منکر ہر دو ہو ہم
یہ کا یعنی انبیاء مجملین کا اور انبیاء مفصلین کا کافر قطعی ہے پس جو دانبیاء طبقات چہا

کا مجملاً اور نیز مفصلاً قطعی الثبوت ہوا اور انکار اوسکا کفر ہوا پس صریح تخالف ظاہر ہوا
اور اثر مذکور کا کہ منکر اونکا کافر نہین اور کوئی مکلف بالاعتقاد نہین زائل ہو گیا
اور شہادت اوسکی منعکس ہو گئی واہ کیا خوب تحقیق ہے کہ نقص دلیل ہی اور یہان
تک تفتیش عبارت مذکور اور من بعد وتتبع کیجاوی فقط اور دہوکا نہو کہ کبھی اطلاق ظن
اوپر الیقین کے بھی ہوتا ہی جیسا کہ قوله تعالیٰ یظنون انہم ملاقوا ربہم اور وارد بعض احادیث
شریفہ فما ظنک بعدہا اور قول حضرت عمر رض کا ہذا الظن بک واسطی تسکین کی در باب شکایت
مردمان کوفہ ما یحسن یصلی اور جواب اونکا کہ مین موافق سنت کی نماز پڑہاتا ہون واقع
سنن ابی داؤد و بخاری شریف سو وہ مواضع اوہین واسطی کسی نکتہ کی مستعمل ہوتا ہی اور
حکم اوسکا قطعی الثبوت ہوتا ہی جو امر فارق ہی درمیان ہر دو ظن کی پس استعمال لفظ
ظن بجائی الیقین اس آیۃ میمونہ مین واسطی احتمال سوء خاتمہ کی ہی نعوذ باللہ منہ کیونکہ ملاقات
معتبر ہی ساتھہ حسن خاتمہ کی اور واسطی غلبہ خوف کی بجائی الیقین ظن مستعمل ہوا علیٰ ہذا القیاس اور دو
بہی توجیہات وجیہہ ہین پس معلوم ہوا کہ وہان یعنی آیۃ ملاقوا ربہم مین ظن کافی ہی قطعیہ کو والا
دہ مومنین ہون یعنی در باب ایمان بالانبیاء ظن کافی نہین یقین سے نہ اجمالاً نہ تفصیلاً
کیونکہ یہان کوئی نکتہ نہین مانند نکتہ مذکور کی اور اگر کفایۃ ظن بایمعنی نہین کہ مفید الیقین ہو بلکہ
کفایۃ اوسکی بطور نفس معنی ظنیۃ خالصہ ہی تو کچھہ مفید نہین چنانچہ خود اعتراف زاعمین ہے کہ منکر اونکا
کافر نہین اور ظاہر یہی مراد اونکی ہی پس اس صورت مین تو یہی حکم سرایت کرتا ہی طرف جمیع انبیاء
علیہم السلام کے حتیٰ کہ طرف حضرت خاتم النبیین خاتم حقیقی کی بہی صاحب تنظیر الشبہہ بہی ہمارا افراد
انبیاء علیہم السلام نفس نبوت مین یعنی منکر نبوت جمیع انبیاء علیہم السلام کا کافر نہو کیونکہ ثبوت نبوت
جمیع انبیاء بطور ظن خالص قرار دی گئی اور عزل النظر کر چکی ہی عبارت دافع الوسواس اس دلیل
اثر مذکور سے اور جمع کی گئی ہی اوپر دلیل مذکور کی یعنی اس دلیل پر کہ ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء
کی ساتھہ ضرور ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی فقط

اور تحقیق اس مقصد عبارت ارفع او سواس کی تفصیل انبیار مین لقین یعین ضرور بنین مشتر اس کا
قسطاس مین مذکور ہے کی الله علم قسطاس بست و ششم مین کہتا ہون کہ بظاہر یہ قول
امام نووی کہ لیس من الجن رسول کہ عند جماہیر العلماء مخالف ہی آیہ شریفہ یا معشر الجن والانس
الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی الایۃ کی پس توجیہ اسکی یہی کہ جب ضمیر مخاطب مجرور لفظ
منکم مین طرف مجموع معشر الجن والانس کے راجع ہی بلا تفصیل و تفریق ہر دو جماعت کی مجموعہ با اعتبار
نفس مکلفین کے تو کفایت ہی تا تی رسل کے کسی جماعت سی ہو واسطہ تصحیح و تعدیل مطلب
آیہ شریفہ کی یعنی عدم ضرورت رسل جن کے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ ہنوا کوئی رسول حقیقی جن
سی جیسا کہ مذہب جمہور ہی انتہ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان حالانکہ خروج مروارید و مرجان
ہی دریای شور سی شیرین سی اور وجہ ترجیح وجود رسل انس کے اور یہ وجود رسل جن کے عنقریب
آتی ہے اور فایدہ قید رسول حقیقی کا یہی ہے واسطہ اخراج رسول غیر حقیقی کے اس جملہ استفہامیہ
صورۃ منفی سی یعنی الم یاتکم رسل منکم مین سے نسبت معشر جن کے جو کہ مراد ہی ہادی او نقیدار
سی گروہ جن ہے اور بصورت دیگر یعنی وجود رسول حقیقی گروہ جن سی تو وہ محمول ہے اوپر
زمان قبل از بعثت ہمارے رسول مقبول حضرت خاتم النبیین صلعم کی جیسا کہ قول بعض متقدمین
ہی مانند ابن حزم کی پس توجیہ صحیح نہین ہو سکتی کہ بجہۃ تخصیص رسل جن نہین بلکہ رسل انس ہی با بعثت
بعثۃ مذکورہ ختم ہو چکی یعنی قول جماہیر بدین توجیہ مذکورہ مبنی کی ہے جو واقعی ہے مرجح ہو
لیکن پھر بھی مین کہتا ہون کہ ظاہر آیہ موصوفہ یہی ہی کہ جیسی کہ رسل انس کی نسبت بعثۃ مجرد
منقطع ہو چکا ایسی ہی نسبت رسل جن کا بھی منقطع ہوئی پس وجود رسل جن ثابت ہوا لیکن وجوہ مذکورہ رجوع ہو سکتے تو ان سلف
و خلف کو وہ بھی اولی ہے بلکہ واجب و لازم ہی جو بنظر تحقیق مطالب آیہ شریفہ ہے
اور روایات معتبرہ صحیحہ سی تا کہ مخالفت نہو مفاد عموم نصوص آیات قرآنی اور اخبار
صحیحہ کو مانند قولہ تعالی ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر الایۃ وغیرہا اور اکثر جا آیات
قرآنی مین واسطہ بنی آدم کی تقریر ہی ہمارے مین جانب سی حضرت حق تعالی شانہ کے

مثل یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا اور یا ایہا الناس اتقوا ربکم الی
غیر ذالک بخلاف جنات کی کہ اونکی تبعیت بنی آدم ندا مین شریک کیا اور اس ہی آیت
یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا کے
اور مانند فبای آلاء ربکما تکذبان اور کہین ندا نہین ہوا کہ یا بنی الجان جیسا کہ عورتون کو
اکثر جا تابع کیا ہی مردون کے بہت احکام مین معنی و مراد انہ لفظا وعبارۃ الا ما شاء
اللہ مانند قوله تعالی یا ایہا الناس اعبدوا ربکم یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یا ایہا
الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم اور نیز صراحۃً مانند یا نساء النبی لستن کاحد من
النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول الآیۃ حالانکہ بعض جا مین مانند اس قول حق تعالی کے ندا
ہی بنی آدم کی عورتون کو کیونکہ سب ازواج مطہرات النساء تہین کوئی بہی جن نہتین
اور سورہ احقاف مین مذکور ہی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما
حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومهم منذرین تا آیۃ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز
فی الارض الآیۃ اس سے صاف وصریح ہویدا ہی رسول ہونا جن کا اور نیز علی ہذا القیاس
حاضر ہونا جنات کا خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے مکہ معظمہ مین متصل محصب کی متصل
معلاۃ کی جو غلط العام مشہور ہی جنت المعلی مقبرہ اہل مکہ کا جو روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رض
سی کہ آنحضرت صلعم نے ایک دایرہ خطی زمین پر کہینچ کر فرمایا کہ ابن مسعود اسکی باہر ہونا وہ کہتی
ہین کہ تہی بڑی جوان طویل القامت اوسکی پاس کو گذرتے تہی اونکو کچہہ آسیب پہونچتا
تہا چنانچہ ترمذی شریف مین روایت ہی کانہم الزط ایک جیل ہے ایک قوم حبش سے
یعنی ایک گروہ ہی اونکو زط کہتی ہین اور ایک روایت مین اون ہی عبد اللہ بن مسعود سے ہی رض
کہ مین دور سی اونکی آواز سنتا تہا خوب سمجہہ مین نہین آتی تہی اور بعض روایت سی جو ہونا
حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا مفہوم ہوتا ہی تو وہ محمول ہے اوپر تعدد وقوع لیلۃ الجن
کے شاید اوس مین ابن مسعود رض نہون اور حاضر ہونا جنات نصیبین کا موضع بطن نخلہ

مین مابین طایف اور بطن نخلہ کے جسوقت کہ آنحضرت صلعم نماز صبح گذارتی تہی اور جماعت جنات مذکور وہی جاتی تہی او قرآن اور وہ ایمان لائی چنانچہ سورہ جن قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یہدی الی الرشد فآمنا بہ الخ نشانہ ہی اس سورہ مین مذکور ہی کا دوا یکونون علیہ لبدا کہ جنات مین سی نبی نہین ہوا مگر رسول ہوی رسول اللہ کی طرف سی اپنی قوم کی طرف یعنی منذر اور ہادی ہوی غیر نبی کہ صریح قول اللہ تعالی ہے ولوا الی قومہم منذرین نہ لفظ مرسلین اور نہ لفظ نبیین او رلفظ سمعنا کتابا انزل من بعد موسی بصاف واضح ہے کہ سامع ایسی کتاب کی ہین جو نازل ہوئی اور غیر اونکی کے اوصاف مفہوم ہی اونکا یہودی ہونا لفظ من بعد موسی سی اور صاف واضح ہی اونکا قائل ہونا ساتہہ منسوخیہ کتاب مابین یدیہ کی توراۃ وانجیل وغیرہ لفظ مصدقا لما بین یدیہ سی اور نیز لا پرواہ ہونا اونکا سب کتابون منسوخ سے من حیث التابعیۃ نہ صرف من حیث العقیدہ بالحقیۃ ساتہہ لفظ یقومنا اجیبوا داعی اللہ کی و ایمان لانا اونکا ساتہہ دین اسلام کے اور ہدایت کرنا اونکا اور دنکو ساتہہ ایمان لانے کے اوپر اس کتاب کی اور پہر کر جانا اونکو اپنی قوم کیطرف منذر اور واعظ منذر کر اور ہادی غیر نبی ہوکر اور وعید کا سنانا اون اشخاص کو جو نہ قبول کرین دعوت رسول کو بموجب اس لفظ کی و من لم یجب داعی اللہ الآیۃ یعنی داعی حقیقی جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور مجازی یعنی ہادی او منذر وہی جن مذکور پس کیا عجب ہی کہ بصورت وجود مکلفین کے طبقات سافلہ ارض مین بطور ان رسولون جنات کے نصیبین کے ہادی غیر نبی ہون خواہ جن ہون خواہ انس ہون اور ہمنام بہی ہون انبیاء طبقہ ارض علیا کی آدم و نوح و ابراہیم و عیسی و محمد جیسا کہ امام قسطلانی اور زرقانی اور سیوطی وغیرہ علیہ الرحمۃ نی توجیہ وجیہ اور صحیح کی ہے پس جو قول دافع الوسواس کا جو صفحہ نونزدہم مین ہے کہ تاویل بلا دلیل معتبر نہین لغو ہو گیا اور قباحت اوس معنی اثر کی جو فہمیدہ اونکا اور مین واقعہ کی ہین ظاہر ہو گئی اور خود دافع الوسواس کا صفحہ بستم مین اقبال آتا

الجن کے رسول ہونے پر جمہور سلف و خلف قائم ہیں مگر رسل رسل ہیں یا نہ تحقیق امام
قسطلانی وغیرہ کی جیسا کہ مذکور ہو چکا یہیں معلوم ہوا کہ اگلی جنات بھی تابع شریعت رسل
بنی آدم ہی ہوئی اور عکس اسکا کہیں قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہوتا قولہ قبل الرسل
من الجن رسل الرسل الیہم لقولہ ولوا الی قومہم منذرین عبادی ۱۲ و فی حاشیہ قولہ رسل الرسل
المراد بالرسل یا تکم رسل منکم رسل من الجن ارسلہم الرسل من البشر الیہم لینذروہم ویدعوہم الی
الایمان فقدار فی الجن رسل لکن لا من الرسل من الانبیاء یہیں معلوم ہوا کہ رسل لغوی مراد ہیں
یعنی ہادی شرع کہ نبی لیس بموجب ابن سی تحقیق مراد اثر ابن عباس رض تھا اور اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ممکن ہے بموجب اس کریمہ کی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک کوئی نبی جنات
میں زمرہ غیر مقصوص علیک میں ہوا ہو تو یہ بطور دفع ہی کہ آخر کوئی تو مقصوص علیہ میں سے
بھی ہونا بماند رسل بنی آدم کی یا کوئی گول اشارہ ہوتا بالاجمال لیس یہ شبہہ بالکل وہم تھا کہ یہ
جا بسیر علما اسکی برخلاف ہیں اور شرف بنی آدم اخبار و آثار میں اور آیات میں اور جنات
کی جو کچھ ہیں کور ہیں وہ مذکور ہی ہے از انجملہ یہ کہ مسکن ملکا البض الجنہ لعنی بہشت کا اور فرار جنت کے
کہ وارد احادیث ہی اور وجہہ اسکی یہی کہ میں کہتا ہوں عنایت خاصہ خداوندی سے
جنت میراث میں ہم بنی آدم کو جاجا بتاری آدم علیہ السلام سی پہونچی ـ یا آدم اسکن
انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون
تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا ـ ہر گاہ کہ اس آیت میں لفظ عبادنا عام ہے
شامل ہو سکتا ہی جنات وغیرہ کو بھی مگر بنظر مطلب صحیح ان دونوں آیتوں کے اور
اور ما سوا انکی آیات دیگر ہی خصوصیت میراث ہم بنی آدم سے متعین المراد ہیں جو انمیں سے
القیا میں لیس ان دونوں آیتوں سے مفہوم ہوا کہ یہ میراث سکونت اور انتفاع نعماء جنت
سے مخصوص ہے اولاد اتقیا کی ساتھہ جو شائستہ ہیں ساتھہ تقوی اور اعمال صالحہ کی کہ اولی
مرتبہ ادنی ما تقوی کا نفس ایمان ہے والا محروم الارث ہوگا نعوذ باللہ اور یہ استعداد فطری

بعنایت خداوندی لقب آدم اور اولاد اوسکی کی ہوئی بالاصالۃ بخلاف جان اور
اولاد اوسکی کے فافہم ۔ اور جاننا چاہیے کہ جن ماخوذ ہے جنا سے بمعنی پوشیدگی **قولہ لعم**
لیماجن علیہ اللیل ای کوکبا ۔ علی ہذا القیاس جنون اس ہی قبیل سے ہی کہ پوشیدہ کر دیتا ہی
عقل کو پس جنات بسبب پوشیدگی نظر سے شبیہ بنسوان و زنان مستورات ہین لہذا منصب
نبوت اور رسالت سی جو مخصوص ہے ساتہہ مردون کے محروم رہی اور بعوض سکونت
جنت حضرت آدم علیہ السلام کی سکونت زمین مین برای چندی بطور جرمانہ لعدم خیال خوردن
دانہ گندم سکونت زمین عنایت ہوئی نظر و لحاظ میراث جنت بطور میراث کی ساتہہ خلافت
کی جسکی صراحت قرآن مجید مین نازل ہوئی ۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور نیز توارث
بہی اسکا ثابت ہوا آیہ سورہ ص سے یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی الایۃ محتمل تہا کہ شاید خلافت بنی آدم زمین مین محض
سکونت بالکلیۃ ہو بدون حکومت شاہانہ سلطانانہ اوسکو رفع کیا ساتہہ لفظ فاحکم
بین الناس کے اور خطرہ نگذری کہ صرف حکومت بین الناس تہی جنات پر نہ تہی وہ
مدفوع ہوی کہ حضرت سلیمان اور انکی فرزند کی آگی جنات لی کیا کیا کچہہ پانی نہ بہرا ۔
وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون ۔ اور نیز حضرت داود علیہ السلام
کے آگی پہاڑون کا اور لوہی کا اور جانوران پرندہ کا کیا حال تہا تابعدار تہی اور لوہا
مانند موم اونکی ہاتہہ مین نرم تہا ۔ یا جبال اوبی معہ والطیر والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات
وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر ۔ اور جاننا چاہیے کہ علم لازمہ ہی خلافت کا
وہ لقب آدم علیہ السلام اور بنی آدم ہی ہوا جنات کو کیا اصل تہی یہان ملائکہ بہی
ہیکسار ہی اور سپر انداز ہوگئے سبحانک لا علم لنا ۔ وعلم آدم الاسماء کلہا الایۃ ۔ وقال یا ایہا الناس علمنا منطق
الطیر واوتینا من کل شیء اور فہم جو لازمہ سلطنت و حکومت اور علم ہے ۔
ففہمناہا سلیمان خصوص علم کی خلافت ہی کہ محتاج ترجمان بہی نہو جو اللہ تعالی نے خبر

سلیمان ع کو عطا فرمائی ہے سو جانا چاہیے ہمارے حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی استعداد
ذاتی فطری بلا واسطہ تعلیم متعارف اکتسابی بطور علم لدنی وہبی کے تہی باوجود امی ہونے
کی علم اولین و آخرین کا بروجہ اتم حقتعالی شانہ علام الغیوب نی سب سے زیادہ عطا فرمایا
چنانچہ لقب امی اگرچہ نسبت غیر اونکی کے سخت ناموزوں ہے اور بمنزلہ ہجو کیا بلکہ کمال
ہجو ہے مگر اونکی نسبت فخر ہی عنایت فرمایا۔ قولہ تعالی النبی الامی الاتیہ بقول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ٭ کتب خانہ چند ملت بشست ٭ اور معجزہ کلام
آسمانی اور کلام بشر بلکہ تغیر کسوت الفاظی اونکلانی کے مطالب اور مقاصد اونکی فہم کرکے
حاجت روائی اونکی اور تسلیہ قلب خاطر خواہ کردی چنانکہ معجزات میں موجود ہے
زیادہ کہاں تک کہوں مختصر رکہوں گا وہ تہوڑا ہی ہے فقط قسطاس مستقیم
مشتمل تحقیق معنی خاتمیہ نبوت مختصر بات یہ ہی کہ کوئی نبی خاتم حقیقی کا معصر ہو باعتبار زمانہ
حیات کی و متعاقب العصر ہو باعتبار زمانہ وفات کی ورنہ زمان خاتم روز قیامت اوسکی
سی زمان خاتم ہی ہے اور کسی کا زمان ہی نہیں کیونکہ اوسکا کوئی ناسخ نہیں اور وہ معصر
مذکور اور متعاقب العصر مذکور بالاعتبار المذکور ہو صاحب شریعت ماموره منصوبہ غیر منسوخ
برابر ہی یہ کہ وہ شخص شریعت مذکورہ میں مستقل ہو مانند حضرت موسی یا غیر مستقل ہو مانند
حضرت ہارون کے اور برابر ہی کہ وہ شریعت اور نبوت مذکورہ یعنی منصوبہ مستقلہ
قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو کیونکہ درصورت ماموریۃ و منصوبیۃ استقلالاً یا اتباعاً و لحوقاً قدیم ہو
یا جدید شرکت فی النبوۃ و الشریعۃ الخاتمیہ یا قسمت اوسکی بہرحال لازم آتی ہی اور
یہہ شرکت اور قسمت مذکورہ شرعاً ہرگز ثابت نہیں نہ حقیقۃ نہ اضافۃ ختم ہونی معنی
خاتمیہ کی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پس بموجب اس تعریف کی حضرت آدم اور حضرت
نوح علیہما السلام باوجود ہونے منفرد الشریعۃ کی کہ بظاہر وجود اور نبی کا اونکی عصر میں
حسب اتفاق بلا امتناع شرعی نقلی کے ثابت نہیں ہوا خاتم نہیں ہو سکتی پس یہہ

در حقیقت شرکت اور قسمت ہی ہے پہر تفرد عارض صوری ہے اعتباری اور قطع نظر
اس سے اور انبیاء بعد اونکی ہو القشریعیہ تابع اونکی شریعت کی آئی اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام
خاتم ہو سکتی ہیں بوجہ نسخ شریعت اپنی کے مع بقاء النبوۃ القدیمیہ اور پہر بعد از نزول از آسمان
تبعیت شریعت محمدیہ ہوگی ہو خاتم الشرایع ہے اسواسطی کہ تعاقب اونکی خاتم النبیین سے
کہ جسکی خاتمیت میں نہ دخل ہے حقیقۃ نہ اضافۃ اور نہ حضرت الیاس علی ہذا القیاس جیساکہ
مدلل ہو چکا یعنی اگرچہ منشاء اضافۃ عقلی ہو واسطی حضرت عیسی علیہ السلام کی مگر منشاء نقلی شرعی
جو اذن شارع ہی وہ امر ابدی ہی سو وہ مفقود ہی جبتک اکثر قسطاطیس میں مذکور ہی
اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی کما فی کتب الاصول کما مر مرارا و ام
اگر کہا جاوی کہ واسطی آدمیۃ ثانیہ نوح کی ہی کوئی منشاء شرعی نہیں یعنی لقب آدم ثانی جو
بمعنی اول اضافی ہی یہ لقب اونکا بہی اسی قبیل سے ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ منشاء
اولیتہ اضافی اور آدمیت اضافی اونکی کا یہ توجیہ حدیث شریف اول الانبیاء نوح
وارد ابن ماجہ داخل صحاح ستہ ہی جو شراح او محققین نے کی ہی کہ اول المرسلین
نوح علیہ السلام ط یعنی اول رسول من حیث التبلیغ والرسالۃ الکافیۃ العامۃ الشاملۃ
الناس او اولیۃ اضافیۃ بلا امتناع الشرکۃ علی حسب الاتفاق الی کما وقع لآدم علیہ السلام
او لا فی الحقیقۃ یعنی آدمیت نوح علیہ السلام جو ماخوذ بوصف رسالیت مذکورہ ہی یعنی
تمام روی زمین پر تہی جیسی کہ واسطی حضرت آدم علیہ السلام کی تہی نہ کہ صرف
آدمیتہ یا صرف نبوۃ اور رسالت اسواسطی کہ پیشتر حضرت نوح علیہ السلام سے
اور آدمی اور غیر نبی گذر چکی اور نسبت حضرت آدم جد اعظم آدم اول کی نبوت
بہی ساتہ اولیتہ حقیقی کی تہی جیسا کی آدمیتہ حقیقی تہی پس واسطی نوح علیہ السلام کی لقب
اولیتہ اضافی شرعی ثابت ہوگیا موافق حدیث مذکور کی یعنی نبی اول اضافی اور رسول
اول اضافی نوح علیہ السلام میں شرعا و عقلا بخلاف حضرت عیسی علیہ السلام کی جیسا

کہ اور خواتم سنۃ اور قطع نظر اس سے کہ رتبہ عالی درباب رسالت و نبوت ثابت ہین
حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کسکو حاصل ہے اگرچہ واسطی لقب آدم
ثانی یعنی اول اضافی ہونی حضرت نوح علیہما السلام یہ توجیہ مشہور بین العلماء ہی بلانکیر
بالاتفاق کہ اجماع حجۃ مسلمۃ الکل ہے بعد طوفان جو تمام مخلوق غرقاب ہوئی اور یہ جو پیدا
ہوا تو اونہون ہی سی ہوا لہذا لقب آدم ثانی ہوا چنانکہ صاحب خلاصۃ التفاسیر حلبی
مولانا محمد کرم فاروقی تہا جو ہی شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ نی بحوالہ تفسیر
بحر مواج وغیرہ لکھا ہی انہ ابو البشر بعد آدم علیہ السلام فان جمیع الناس بعد الطوفان من
اولادہ علیہ السلام قطع نظر اختلاف سی دربارہ توجیہ اور معنی حدیث شریف ابن حج
مذکور کی کہ ارجح قول یہی کہ حضرت نوح علیہ السلام اول المرسلین ہین یعنی اول رسل
اولو العزم مین سی ہین یعنی بصورت مشہور مذکور کچھہ خدشہ نہین پیدا ہوتا معنی مذکور یعنی
اضافیۃ مذکورہ مین بخلاف صورت غیر مشہور کی اور وہ خدشہ یہ ہی کہ اولیۃ اضافی
اس صورت مین واسطی حضرت نوح کی نہین ثابت ہو سکتی الا بصورت اولو العزمی حضرت آدم
علیہ السلام کی سوا اسکین یعنی اولو العزمی حضرت آدم علیہ السلام مین بالضرور کلام ہے
اس باعتبار یہہ ہی معنی رہی کہ اولیۃ پہلاو مخلوق حضرت نوح علیہ السلام سی ہوئی نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی ساتھہ وصف نبوت اونکی کے اور اور انبیاء کی کیونکہ یہہ جوہر
ذاتی ہے ذوات انبیاء علیہم السلام کا منفک نہین ہی شامل نبی ہر فرد نبی کو بخلاف
رسالت اور اولو العزمی سکے کہ اسمین تفاوت افراد ہی اور یہہ وصف نفس نبوت دربارہ
پہلاو مخلوق کے بعد طوفان کیا اور قبل طوفان کیا بالضرور معتبر ہی آدمیتہ آدم اول
اور آدم ثانی مین کہ اصل منشاء برکت نشو نما ظاہری اور باطنی تہا بخلاف اضافیت
خواتم سنۃ خاتم اور اس توجیہ پہلاو مذکور اس لقب مین الیا دخل ہے کہ بفرض محال تعجب
اگر صرف آدمیتہ آدم اول اور آدم ثانی ہی لکھیر وصف نبوت ہو چہ جا کہ وصف

اولوالعزمی تب بھی یہ ہی لقب صادق آوے حقیقۃً بہ نسبت حقیقی کے اور اضافۃً بہ
نسبت اضافی کی حسنا نہ و بہا و فرضاً بخلاف خواتم ثلثہ کی کہ ہنوز متحقق الوجود بھی نہیں
بلکہ مشکوک الوجود ہیں اور ان دونوں حضرت آدم و عیسیٰ میں منشا شرعی اور عقلی دونوں موجود
ہیں واسطے اثبات اضافیہ کی قابل - جانا چاہیے کہ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں شرکت
تین انبیاء کی ہوئی قولہ تعالیٰ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم
مرسلون حضرت عیسیٰ خاتم حقیقی میں نہ اضافی پس لغو ہو گیا قول عبارت دافع الوسواس کا
بہم عقلاً بھی مانند شرعاً کے کہ طبقات ارض جیسا کی خاتم اضافی حضرت عیسیٰ علیہ السلام من حیث خصوص
نسبت انبیاء بنی اسرائیل کے - اور یہ تغیر اسلوب عبارت مذکور علاوہ برین ہی کہ ادعاء
خاتمیہ اضافی حضرت عیسیٰ بہ نسبت انبیاء کی عموماً تھا یہ بہ نسبت انبیاء بنی اسرائیل خصوصاً ہوا
غیر سلمنا یہ تو خواتم اضافی نسبت انبیاء بنی اسرائیل کے اشخاص البعہ ہوے پس مجموع عدد
خواتم تسعہ ہوا و ہو خلاف المفروض اور یہ عذر کہ توابع تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سو
یہ عذر باطل ہے اسواسطے کہ تابعیت مانع نہیں خاتمیہ کو در صورت جواز شرکت نبوت کی
جیسا کہ نبوت مشترک بھی حرج نہیں ورنہ اضافت در اضافت خاتمیہ میں لازم آتی ہے
سواسمیں کوئی فائدہ مفید معتدبہا نہیں اور یہ اضافت جو بمعنی نیابت ہی کہ جس سے
فی الجملہ کچھ کمی درجہ کی پائی جاوے بعد ثبوت نفس نبوت کی تو کچھ اصل مطلب فوت نہیں ہوتا
پس اعتراض مذکور بدستور قایم رہا اور بصورت عدم تسلیم نبوت اشخاص ثلثہ مذکورہ ہمارا
مدعا یہ آرہی کیونکہ یہ غیر انبیاء تھی صرف ہادی ہوے اور نیز اطلاق مرسل مجازی لفظ
قرآنی سے ثابت ہوا پس اگر اثر مذکور مین علی ہذا القیاس اطلاق نبی اوپر غیر نبی کے
بوجہ مناسبت ہدایت ہوا تو کیا تعجب ہی کیوں سلف صالح پیر مانند سیوطی و زرقانی
وغیرہ کی التزام تاویل اثر مذکور عاید ہو حالانکہ بر سر تحقیق یہ امر محقق ہی کہ ترجیح ہی نبوت
کو ان اشخاص ثلثہ کی جو صریح الوضاحت ہی قرآن شریف سی اسواسطے کہ دعوی

سالت ان مرسلون ثلثہ کا مقرون بتحدی ہوئی اور حجت اور برہان اوس معجزه
ے ساتہہ ہوئی جو خاص معجزه حضرت عیسوی تہا ابرا اکمہ اور ابرص چنانکہ علم تفسیر سے
روایات مشاہیر و معتبر باتفاق مفسرین ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ رسالت لغوی نہین
ن بلکہ اصطلاح شرعی تہی مگر بصورت ہولی اونکی نہی یہ سر تحقیق یہہ شبہہ کہ پہر اونکو نص میں ا
ن ساتہہ لفظ مرسلون سے کیون تعبیر فرمایا بدیں طور برطرف ہی بوجہ اجازت حضرت
سی علیہ السلام کی در بارہ دعوت با حجت اور برہان کے نیابت ضلع دیگر مین ایک قسم
نقلال رسالت کی بروی صورت معلوم ہولی تہی نہ بروی حقیقت اطلاق لفظ مرسلون
اسب ہوا مجازاً نبوت سی نہ صرف ہادی غیر نبی سی فتدبر اور معہذا بدلیل اتحاد نوعی
نظم اسلوب مقتضی اس امر کو ہی کہ طبقات سافلہ ستہ مین بہی ہمراہ وہان کے عیسی کے
نیا ہی اشخاص ثلثہ ہون تو کچہہ بعید نہین الحاصل خلاف مفروض عدد زائد از ستہ بعد
ر اعتراضات مذکورہ لازم آیا واللہ اعلم و علمہ احکم اور علاوہ یہ جرح ہی کہ باوصف
رق تعریف خاتمیت بالاضافت کی اور عیاسی ستہ طبقات سافلہ ستہ کی لقب خواتم اضافی
ے یا جاوی مانند حضرت عیسی کے اور اگر دیا جاوی تو وہ خواتم ستہ خواتم اضافی نہین
ا بلکہ حقیقی ہوئی جاتی ہین نسبت اوس طبقہ کی بدلیل فقرہ اثر مذکور فیہم محمد کمحمد کم و عیسی
کم کی اسلئی کہ طبقات ستہ کی محمد مانند محمد طبقہ علیا کی خاتم ہوئی چاہئین اور ایسی
عیاسی بہی ہوئی چاہئیں یعنی خاتم حقیقی مانند خاتم حقیقی کے اور اضافی مانند اضافی
رنہ سلسلہ اضافت دراضافت جاری ہونا چاہئی اور وہ خلاف قرارداد ہے
لون امر ہی اور معہذا در صورت دینی لقب مذکور کی الزامات عدیدہ جو قسطاس
کیم مین بخوبی مفصل مذکور ہین دیکہنا چاہئی اور یہہ اختباط پیدا ہوتا ہی کہ عیاسی طبقات
ستہ خاتم اضافی نہین ہو سکتی مانند حضرت عیسی طبقہ ارض علیا کی جو اقتضا ہی
سی کہ عیسی کمہم کا اسلئی کہ خاتم اضافی کا درجہ بلا فصل ہونا چاہئی ساتہہ درجہ خاتم

حقیقی کی مانند طبقہ ارض علیا کی اور یہ امر طبقات سافلہ میں بعین پایا جاتا اسلئے کہ
وہاں کے خواتم اضافی غیر عباسی ہیں بوجہ تفاوت درجات کی یعنی لقاط سلاسل طبقات
کی بالیل حاوی و محوی کیونکہ محوی بالضرور کو حکم عدنا ہی حاوی سی اور تقاضا
النظم طبعی سلسلان قرار دیا جو مسلم ہو چکا کہ خاتم اضافی بالفضل ہو خاتم حقیقی سے اور
وہ عباسی ہے جمیع طبقات کی مذکورہ افراد جو بالذات میں درجہ عباسی ہے پس اتحاد نوعی
میں جو فاصلہ رہے ہی افراد نوعیہ کا تفاوت نا روا ہی وہ نازوا یہاں پایا جاتا ہے
وہو باطل قطعا فافہم بالفہم السابع الثاقب اور دربارہ اتحاد من ملنہ لوالع ماتسلہ اتحادم
ملنہ تحقیق مذکور جو عنقریب گذری وہ یہاں مدستور قائم ہی العذر العذر الجواب
الجواب واللہ اعلم بالصواب ۔ اور یہ کہ خاتمیت اضافی بطور ترتیب سلسلہ زمانی
ہوئی جو امر اجماعی کہ مسلم الطرفین ہی یعنی خلاف اسکا لبیاری قسطاطیس میں شکست کہا
چکا اور زمانہ خاتم حقیقی زمان حال اور زمان استقبال مذکور کو جو عبارت سی زمان حیات
اور وفات سی بدلیل استمرار تا قیام قیامت شامل ہو معلوم ہوا کہ یہ امر فقہی آلی الیقین
کلیہ بدیہی نتیجا ہی پس خاتم اضافی ہرگز مجامع زمان حال اور زمان استقبال
نہیں ہو سکتا پس لغو ہوا یہ قول عبارت دافع الوسواس کا کہ جاتی ہی خاتم اضافی
زمان خاتم حقیقی میں ہوئی ہوں کیونکہ خاتمیہ مذکور اگرچہ امر اضافی ہے کہ اوسمیں
لحاظ مفہوم خاتمیہ حقیقی متصور ہی مگر وجود عینی خاتم تو حقیقت امر اضافی نہیں وہ منوط
اور مربوط ہی فی الحقیقہ ساتھ ترتیب زمانی کی جو وہ ایک امر حقیقی ہی اور حسی نہ فرضی
اعتباری پس مجامعیہ کہاں فافہم باقی رہا وجود خواتم کا زمان ماضی میں بنسبت زمان
خاتم حقیقی کی البتہ یہ امر ممکن ہے کہ خاتم اضافی ایسا ہو سکتا ہی بوجہ وجود خاتم
حسی کے مابعد اوسکی اور بوجہ وجود اوسکی کے قبل خاتم حقیقی کے اور مابعد اور
متسلسلین سلسلہ نبوت کی انتہا اپنی طبقہ کی اور وجود عینی خاتم مذکور زائع نہیں ہو سکتا

اسواسطی کہ منشا ر مانعتیہ جو شرکت فی النبوۃ ہی وہ یہان لظاہر لازم ہنین آ ئی مگر
بنظر خفی لطور بعض دلایل مذکورہ بعض قسطاس ہین ایہہ قطع نظر وہ ہی استحالہ شرعیہ مذکورہ دیگر
قسطاس از قبیل الزام ما لا یلزم قبل ورود شرع وجہہ لو لازم آتی ہی انہ
قسطاس لسبتا و ششم ہم مگر مین کہتا ہون بنظر عمیق یہہ قول عبارت دافع الوساوس
وغیرہ کا کہ یہہ خواتم ستہ اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہین اور مراد اونسی اضافی لیتی ہین مع ہ
پہر خاتم طبقہ ارض علیا کو حقیقی کہتی ہین مخدوش ہی بلکہ بالوجود غلط محض ہے اسلیے کہ حاصل
اس قول مذکور کا یہہ نہین ہی کہ وہ خواتم ستہ خواتم اضافی ہین بلکہ یہہ حاصل ہی کہ وہ
خواتم ستہ خواتم حقیقی ہین اسلیے کہ ہرگاہ ہریک سلسلہ ہریک طبقہ کا بجائی خود فی حد
ذاتہ اپنی طبقہ ہی مین مستقل ٹہرا تو خاتم بہی وہان کا مستقل ہوگا اور حقیقی کیونکہ نسبت
مذکورہ بوجہہ مذکور دوسری طبقہ تک ہرگز نجاوز نکری گی کہ ظاہر ہی اور خلاف مفروض
باطل ہے اور مدعی اسکا غافل ہے بلکہ خاتم اضافی ہر ہر طبقہ کا وہ ہوگا جو کہ وہان کے
طبقہ کی خاتم حقیقی سے متقدم ہوگا مانند حضرت عیسی علیہ السلام خاتم اضافی طبقہ ارض علیا
کی پس اس صورت مین بہر صورۃ تعدد خواتم حقیقی لازم آیا اور یہہ تعدد حقیقی مذکور باطل
ہی ہان اگر بمعنی مذکور تعدد اضافی لازم آتا تو مسلم ہوتا مگر پہر خاتم حقیقی بہی جو حقیقت
خاتم حقیقی مسلم الکل ہے وہ بہی بالمعنی المذکور خاتم اضافی ہی ہوی جاتی ہین تاں کار
بنظر غایر جملہ خواتم یعنی ستہ معہ خاتم حقیقی جو حقیقی ہے ہوجاتی ہین بالفرض محال
تسلیم بہی کیا جاتا تا ہم چندان حرج نہوتا بالشر طیکہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی کی ثابت رہتی
ورنہ یہہ ہو نہین سکتا کہ درحقیقہ عموم بعثتہ واسطی خاتم حقیقی ثابت ہو اور عموم خاتمیہ حقیقیہ
باشرکت واسطی خاتم حقیقی کے ثابت ہو اور ہرگاہ شرکت فی النبوۃ جو مرتبہ عام ہنہا
اسطی خاتم حقیقی کے یعنی نبوت اوسکی اوسمین تو شرکت تجویز ہوئی تو مرتبہ خاص جو خاتمیہ
ہی کیونکر اوسمین شرکت تجویز کیجاوی اور اگر واسطی تجویز خواتم ستہ کے خواہ مخواہ درجہ

بالا ہر ہر طبقہ مین درجہ خاتم حقیقی وہان کی سی تجویز کیا جاوی تب بھی لقد دخواتم حقیقی سے
بوجہ مذکورہ امن گذاری ہنین ہوسکتی اور اگر یہہ عذر کیا جاوی کہ ہرگاہ حجابات طبقات
جداگانہ مستقل ہوئی تو پہر یہہ دعوی کہ محمد رسول اللہ صلعم جو خاتم طبقہ علیا کی ہین وہ خاتم
حقیقی ہین غلط ہوا جاتا ہی کیونکہ اونکی استقلال مین فرق لازم آتا ہی اور بالفرض اگر
اب باوجود تحمل الزام خلاف مفروض یہہ قول دافع الوسواس وغیرہ رجوع کرین طرف
قول صاحب مرغوب السالکین نصیحت المومنین فی رد قول الجاہلین کے کیا معنی کہ تخصیص
خاتمیہ حضرت خاتم النبیین حقیقی یعنی خاتم طبقہ ارض علیا کی ساتہہ اس ہی طبقہ علیا کی لاعمر
قبول کیا ہین قوت قطع نظر اس تحقیق سی اور جواب شافی بہت اون ترہات ناوا فی کے اون قسطاسون
سی جو اوسکی متعلق ہین حاصل ہوسکتی ہین۔ آور جانا چاہیئی کہ او قسطاسون سوای
قسطاس بستم کی الا ماشاء اللہ جو دلائل معنی خاتم کئی ہین وہ غالبا بر بنا ر انحصار خاتمیہ
اضافیہ درمیان خواتم ستہ ہین اور نیز بر بنا ر معنی اضافتہ مصطلح ہین اور لقیدا حد
الازمنہ الثلاثہ اور بیان یہہ امور مذکورہ سری ہے سی مفقود ہین لیس یہ بحث اضافتہ
ہی دراصل بوجہ انقلاب اپنے تقریر عنیان اضافتہ خودلی اضافتہ ہو گئی فافہم کل الفہم
قسطاس بست ہنم ہرگاہ یہہ تحقیق بدلائل محققہ محقق ہو چکی اکثر قساطیس مین کہ از زمن
بعثتہ حضرت خاتم حقیقی سی تا قیام ساعتہ یعنی فنا رکلی تا الفا د زمان ہان خاتم حقیقی سی ہے
لاخیر تو پہر یہہ قول ہر قایل کا باطل ہے کہ بعد زمان خاتم حقیقی ممکن ہے کہ خاتم اضافی
ہوں بس خاتم اضافی او حقیقی تو بصورت بقار افراد انبیار اور افراد کتب اور افراد
امم متصور ہی۔ ولقد ارسلناک الی امتہ قد خلت من قبلہا امم لتتلو علیہم الذی اوحینا
الیک وہم یکفرون بالرحمان سو یہ امور مذکورہ بموجب وعدہ الہی جل شانہ سب لپیٹ
ہو چکی کوئی فرد افراد اقسام ثلثہ مذکورہ ہی خصوص افراد انبیار مین سی جسکی تابع
ہین افراد کتب او افراد امم تحت تکوین یا ایجاد جو متعلق بارادہ اللہ ہی باقی ہنین رہا

قسطاس نسبت خاتم

اگرچہ بحث قدرت الٰہی سب شی مذکور داخل ہین اسمین کلام نہین کلام ہی فعلیتہ مین نہ
امکان مین سو اسکی تحقیق کماحقہ بخوبی قسطاس مستقیم مین بعبارت فارسی درج کی تھی
اور فتوی اسکا بھی بعبارت فارسی بتصدیق ہوا ہیر علما ہمراہ دیگر فتوی آخر رسالہ ہذا
مین کہ جس سی ازالہ اوہام کلام بعض فضلاء کا بتحقیق معنی لفظ ارتفاع کلام الہ وارد
حدیث شریف ہوگیا ہی درج ہی غرض قسطاس مستقیم جانا چاہیی درصورت تعدد
اوادم جوکہ اثر مذکور سی مستفاد ہی یہ امر قابل تفتیش ہی قطع نظر اس سے کہ اثر مذکور
بوجہ ظنیتہ ایسی کے خود قابل استدلال نہین پایا اوادم طبقات تحتانیہ منجملہ اولاد حضرت
آدم طبقہ ارض علیا ہین جو ابو البشر ہے بموجب نصوص قرآنی اور اخبار نبوی صلعم سے
قولہ تعالیٰ ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءاً
یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا۔ یا اور کسی
آدم کی اولاد سی ہین یا بجائی خود مستقل ہین اپنی آدمیتہ مین علی ہذا القیاس تعدد
حوا ات پس اگر اور کسی آدم کی اولاد سی ہین تو ادسکا نشان مثل ان حضرت
آدم علیہ السلام بنصوص قطعیہ درکار ہی مع نشان زوجات یعنی حوا ات ستہ اور
استقلال اونکی اپنی ادمیت مین ہمراہ اپنی اولاد و ازواج کی آدمیتہ کی نشان بلکہ
درکار ہی پس صورت احتمال اوسط حضرتا بین ذاتی ثابت ہی مع الامثلیتہ۔ ثابت ہوگی
بطور افراد تحت حقیقۃ واحدہ کی صرف مابہ الامتیاز تشخصی و فردی کافی ہوگی کہ جسکی
تمیز کی واسطی عوارض ہی کفایت کرسکتی ہین اور ظاہر ہی کہ والدیتہ اور مولودیتہ کو
اسمین کچھ دخل نہین متساوی الاقدام ہین تمام افراد نفس نوعیتہ مین جو حقیقۃ واحدہ
ہی پس پھر دو شق مذکور مابہ التشبیہ کیا امر ہی جو صحیح ہی فقرہ فیہ آدم کا دکلھم کا کیونکہ
امر مبہم ہی رفع اسکا ضرور ہی آیا وہ صرف امر علمی ہے یا امر وہمی یا مرکب پھر
وہ اسواسطی کہ یہ امر یعنی مشبہ اور مشبہ بہ دو ذات متغایر معلوم ہوتی ہیں خواہ متغایر

ذاتی ہوں خواہ صفاتی خواہ مرکب مذکور خواہ کلی بالقصر و تعیین رافع ابہام درکار ہی
درصورت تغایر علمی کوئی فائدہ معتد بہا نہیں سوائی تبرک جوئی کی مگر بصورت وصف
صرف التیہ فائدہ مذکورہ ہی اور بصورت مرکب ازید اور بصورت تباین ذاتی فیما بین
آدمیہ آدم طبقہ ارض علیا وادم طبقات سافلہ ظاہر ہی کہ نسبت ماہیہ آدمیت
اونکی کی ہی مثل حضرت آدم طبقہ ارض ہیں اور اولاد اونکی کی خبر مفصل یا مجمل قرآن مجید
میں یا روایات متواترات یا مشاہیر میں متلو یا مروی ہوتی جو قولہ تعالیٰ خلقہ من تراب
ثم قال لہ کن فیکون — ولقد خلقنا الانسان من نطفۃ الایۃ — انا خلقناہ من نطفۃ امشاج
نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا — یا بنی آدم جا بجا قرآن مجید میں ہے یا مانند جان ابو الجن اور
اولاد اوسکی کے — وخلقنا الجان من مارج من نار — اور شیر مانند ابلیس شیطان لعین
کان من الجن ففسق عن امر ربہ — اور مانند اولاد ابلیس شیطان لعین — افتتخذونہ وذریتہ
اولیاء من دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا — پس ہویدا ہی کہ اقتضا لفظ آدم کا کہ
واقع اثر مذکور ہوا مرتشبیہی ہے اور تمثیلی ہی کہ از قسم نوع وجنس حضرت آدم علیہ السلام
ہوں مگر آدم مبہم الاوصاف ہیں پس ضرور ہی کہ کوئی امر رافع ہوا ابہام واقع فی
التشبیہ بالاوصاف والاعراض ہیں اندر نصورت مذکور یعنی بصورت نوع وجنس واحد
متحد الحقیقۃ متمیز بتشخصیۃ الفردیۃ بالفرورا وادم سۃ مذکور طبقات سافلہ یا اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سی ہوں یا عکس اسکا یا ہر دو صنف آدم مذکورہ سافلہ کسی اور
آدم بالاتر کی اولاد سی ہوں پس ہر دو شق متاخر باطل ہے اسلیئے کہ خلاف
نص قرآنی ہی کہ آدم طبقہ ارض علیا کی نہ ماں ہی اور نہ باپ — ان مثل عیسیٰ
عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون اور نہ کوئی نص قائم ہوئی ہے
کہ اور ادم کی ماں اور باپ کی پیدا ہوئی ہوں اور سب آدمی طبقات سافلہ
کی اونکی اولاد سی ہوں مانند آدم طبقہ ارض علیا کی قطع نظر اس سے یعنی انکا اثر ...

سے استحالہ عقلی لازم آتا ہے اسلیے کہ ایک شخص بلا واسطہ پسر صلبی خیر البشر کا ہو
مگر اسلاً بابا و اسلاً فاتی بجا آسبو یہ صورت خارج از محل سخن ہے چنانکہ مذاق عقل شاہد ہے
کیونکہ مقابلین میں قضیہ اصل و عکس الکجانب من حیث المجموع افراد ستہ مین نہ افراد
فرداً فرداً اور جانب دوسری صرف فرد واحد حضرت آدم طبقہ ارض علیا مین پس
اعتبار خلاف مفروض محقق ہے اعتبار ہے فافہم اور قطع نظر اس سے یہی اور خرابی
لازم آتی ہے کہ صورت ترتیب سلسلہ مکانی طبقات ارض یعنی تحت اور فوق
بصورت بدایۃ جانب تحت سے اور اختتام جانب فوق کی نظر ترتیب سلسلہ مکانی
نہ معلوم کہ کون سا آدم باعتبار سلسلہ ترتیب زمانی جو جاوے ہے سلسلہ مکانی کو وجہ
نسبت عموم خصوص مطلق کے کہ مکان کو زمان سے چارہ نہیں پس عکس اسکا اسبق اور اقدم
ہے ترجیح بلا مرجح ہے جو امر باطل ہے اور باعتبار ترتیب مکانی مذکور یعنی بطور عکس مستوی
اقدم اور اسبق ہونا چاہیے آدم طبقہ ارض سفلی کا اور آخر ہونا چاہیے آدم طبقہ
ارض علیا کا ساتوین نسبت مین بروے پیدائش کے نسبت آدم طبقہ ارض علیا
کی اور بفرض محال بصورت عکس غیر مستوی بوجہ مذکور یعنی مذاق عقل مذکور اختلاط و
التفاق لازم آتا ہے جو کہ باعث ہے زیادہ تر دشواری کا کہ بالکل اخلاق سے بالاتر
ابہام سے ہے اور بصورت ثالث یعنی ہر دو صنف آدم متقابلین اور آدم طبقات سافل
اور حضرت آدم طبقہ ارض علیا اور کسی آدم بالا تر کی اولاد سے قرار دیے جاوین گروہ
ابو البشر ہو پہر اوسکا طبقہ اعلیٰ تر طبقات ہو تو عدد ارضی آٹھ ہونا چاہیے یا کسی طبقہ
منجملہ طبقات سبعہ کی مجامع ہونا کسی ایک آدم کا آدم سبعہ سے ساتھ کسی آدم دوسرے
کی ضروری ہے حالانکہ یہ سب امور لوازم معنی اثر مذکور جو خلاف تحقیق سلف صالح
بمعنی ہادی غیر نبی ہے خلاف نصوص قطعیہ ہین اور نیز خلاف قرار داد مجوزین آدم
سبعہ مین علی ہذا القیاس حال اواسط طبقات سافل یعنی الواح براہیم دعیاسی فافہم

الحاصل یہ تین بن شبلی بدون اسکی کہ تسلیم کیا جاوی یہہ کہ در صورت نبوت او
مذکورہ فی الاثر المذکور یعنی اوائل اوسط و اواخر آدم علیہ السلام طبقۂ ارض علیا سا خاتمیت
یا اولاد جان سی جو ابو الجن ہی مراد ہو اور یہہ وہ ایک ایک شخص سلسلہ ہداۃ میں
سی کروہ مشابہ ہی آدم طبقۂ ارض علیا کی ساتہہ اولیۃ میں بنسبت اوس طبقہ کی
نبوت اصل وصف آدمیت کی یا وصف جنیۃ کی بیچ وصف ہدایت کی جو عبارت ہے
دانی اور خدا شناسی اور راہ بینی اور راہ نمائی حق سی خواہ یہہ پیرایہ نبوت ہو در صو
یعنی اولاد آدم کی جو ابو البشر ہی قبل از بعثۂ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ
خواہ بکسوت ہدایت صرفہ بغیر نبوت پس اب عام ہی اس سے اولاد آدم مذکور سی ہو
جان مذکور سی ہو بخلاف صورت نبوۃ کی کہ وہ مخصوص ہے علی الاصح والارجح
علیا ساتہہ آدم اور اولاد آدم ابو البشر علیہ السلام کی علی ہذا القیاس حال اواسط
اور ابرار ہادات اور عباسی بکبریا الفروسی کہ اواخر سلاسل طبقات سافلہ مذکو
ہو اوصاف مذکورہ میں بعد بعثہ حضرت خاتم النبیین صلعم طبقۂ علیا کی بلباس
بغیر نبوت بوجہ انقطاع نبوۃ و اختتام نبوۃ کی کہ ظاہر ہی قدم بقدم ہوں اتباع
جیسا کہ مسلک ہی شراح بخاری قسطلانی و زرقانی اور سیوطی وغیرہ اکابر سلف
پس تشبیہہ بہ لفظ سلسلہ مذکورہ کی از اول تا آخر حسب حیثیۃ خود ظاہر و باہر ہوگئی اور
یعنی تشبیہہ مذکور اثر مذکور جو منزلہ اقدام ارار فضلا ہو گیا ہی کہل گیا - اور
کہ بنسبت او ادم یعنی اوائل او بنسبت اواسط یعنی النواح وغیر ہم فی الجملہ منش
پایا گیا کیونکہ اثر مذکور میں بلفظ فیہ آدم کآدمکم ہی بخلاف بنسبت خواتم یعنی
کیونکہ اثر مذکور میں یہ لفظ ہی نہیں پایا گیا جو منشاء مشابہت ہوتا ساتہہ خا
جو منصوص بنصوص قطعیہ ہی واسطی خاتم النبیین خاتم حقیقی کے بالخصوص او
اس ہی اگر یہہ حدیث قدسی لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا حی

حضرت ابن عباس رضی ہی بجائی تفسیر ہی اثر کی جیسا کہ تحقیق اسکی اکثر قساطیس مین
کی گئی ہی مع عزل النظر استحالہ شرکت فی النبوۃ اور قسمت فی النبوۃ سی جبانکہ اکثر قساطیس
مین علم کو بہی مروی ہوئی تب ہی کیا مضائقہ تہا جو تسلیم کیا جاتا اور حالانکہ خاتمیت جو ایک امر ہو
ہی نبوت کو بطور نسبت عموم خصوص مطلق کی مانند قید نطق کی ساتھہ حیات کی نسبت
انسان کی کہ انسانیت کو چارہ نہیں حیات سی جسکی ظہور کی بعد اوسکا ظہور ہی اور اوسکی
وجود کی بعد اوسکا وجود ہی ہرگاہ وہ نبوت ہی بسبب لزوم شرکت او قسمت کی ناجایز
ہی تو خاتمیت تو بطریق اولی بل آکد و اوجب ناجایز ہوئی پس منشا و اضافت شرعی محض
لی اضافت رہ گیا ہرگز ہرگز منشا و اضافت نہیں ہو سکتا زمان بعثت حضرت خاتم النبیین
صلعم سی لیکر تا قیام قیامت یعنی فنا ء کلی تک کیونکہ یہہ زمان خاتم النبیین ہی ہے صلعم
باقی رہا یہہ زمان ماضی کی نسبت جو مراد ہی روز بعثت آنحضرت صلعم سی پیشتر جو کچھہ استحالہ
اکثر قساطیس مین مذکور ہوئی قابل ملاحظہ ہین موجود ہین فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع فی کلیاب قسطاس سی بکیم بطور تتمہ قسطاس سابق تشبیہ وصفی مذکور دو حال سے
خالی نہین جمیع اوصاف مین ہی یا بعض اوصاف مین بصورت بعض اوصاف اوسکا
تعین ہونا چاہیی جو رافع ابہام ہو اور بصورت جمیع اوصاف بلا تفصیل اوصاف
جلیلہ و غیر جلیلہ جو وصف جامع ہی چنانچہ بظاہر یہی ظاہر ہی کیونکہ بموجب بعض روایت
مذکور لفظ نبی کنبیکم بوجہ سیاق کلام وصف نبوت معلوم ہوتا ہی پس یہ ظاہر
ہی کہ زلہ آدم طبقہ ارض علیا بابت دانہ گندم اور اغوا ابلیس اضافی اور توبہ اور
سجود ملائکہ اور ہبوط بر زمین اور خلافت زمین اور فوقیت علمی او پر ملائکہ کی اور تعدد
بیت اللہ اضافی و اسطی ادای مناسک حج ہر ایک طبقہ سافلین بسبب عدم حصول
بعض طبقات کی طبقہ ارض علیا مین خصوص حسب زعم بعض مشتبین جو اسکو مانند صحابہ
مذہب المسلمین بانسبت اونکی حج ساقط ہی بسبب عدم حصول کے سبب حج نکیا جی بیت اللہ

ہی پس ان امور مذکورہ کا ثبوت درکار ہی اور اونکا لازمہ ہونا چاہیے ہی مانند لوازم طبقہ
ارض علیا کی بوجہ مذکور بس ضرور رہا کہ ضرور اونکی مفصل مجمل قرآن مجید یا اخبار متواترہ یا مشہورہ
مین ایسی انداز سی کہ حاوی ہوجاتی جمیع اوصاف کو یا تذکرہ بعض افراد عظیمہ منجملہ اوصاف
تا دلالتہ ہوجاتی باقی افراد پر مثل ہوتی علی ہذا القیاس وجود آیا ہیئتہ اضافیہ اور جواز اثباتہا
علی ہذا القیاس مع ابیل و قوابیل حالانکہ وجود ابلیس فی ذو اجادین منحصر ہی منصوص قطعیہ
قولہ تعالی یا ابلیس ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک اگرچہ تعدد شیاطین مع ذریات ابلیس ملعون مذکور
ثابت ہی اور اراد و شیطان کے لفظ کی جو مرادف ہی لفظ ابلیس کا منظور ہو سکی کہ یہ
دونون لفظ متحد المصداق متغایر المفہوم ہین - اگر یہ عذر کیا جاوی کہ ثبوت مثل
حضرت خاتم النبیین حقیقی ثابت نہین اور نیز مثل ابلیس لعین ہی ثابت نہین لہذا
ہم ایجاد آیا ہیئتہ اضافیہ باطلاق لفظ ابلیس اضافی نہین کر سکتی پس انصاف ضرور
ہی کہ پھر اطلاق لفظ خاتم اضافی بدون ثبوت شرعی تجویز کیا جاوی بڑا اجور
ہی حالانکہ اطلاق لفظ شیطان اوپر ابلیس کے ثابت ہی من غیر عکس - وقال
الشیطان لما قضی الامر الآیہ - پس باوجود اسقدر ربا بنا ہی اطلاق شرعی کے
پھر اسقدر ربی قیدی ہی اور نبیا کی در بارہ اطلاق خواتم ستہ اضافیہ کی اوپر انجام
ستہ کی بہت کچھ بعید از انصاف ہی فافہم بالفہم الاتم الا ان حصحص الحق کما حصحص فی
اکثر القسطاطین بل فی سایرہا الشاء اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ - بالجملہ قطع نظر
ان امور سی بعد اسقدر خاک ریزی و خاک بیزی اکی لعذر ا یعنی کہ غرض اثر مذکور مین
صرف نفس تشبیہ ہی نفس نبوت مین کیف ما اتفق و کیفما امکن کیونکہ اثر مذکور مین اول
سی انبیاء علیہم السلام کی نام مذکور ہین مع وصف نبوت مذکور نہین چنانچہ بعض روایات
اثر مذکور مین نام حضرت خاتم النبیین صلعم ہی مذکور ہی محمد کمحمدکم قاسمہ ہوتا تھا کہ نفس
نبوت سی معترض ہین افراد ما صدق ان اسماء کی مگر مقتضائی سیاق روایتہ فیہ

لیکن بنسبت حضرت خاتم النبیین صلعم کی معلوم ہوا کہ مصداق ان آثار کے
بھی ماخوذ ہین ساتھہ وصف نبوت کی اثر مذکور ہین سو یہ امر مسلم ہے مگر پہر وہ
ہی استحالہ موجود ہین یعنی شرکت فی النبوت یا قسمت فی النبوت ابتدائی مذکور
باعتبار ترتیب سلسلہ زمانی جو امر تحتی شرعی و مخفی ہے ضمن عطف ہین زمان
حال و استقبال کے یعنی روز بعثت آنحضرت صلعم سی تا زمان وفات شریف
زمان حال ہے اور زمان بعد تا فنا کلی بموجب قولہ تعالی کل من علیہا فان و یبقی وجہ
ربک ذو الجلال والاکرام ۔ زمان استقبال اور درحقیقت یہ ایک ہی زمان ہے
بوجہ عدم انتہاء نبوت خاتمیہ تا قیام قیامت کیونکہ کوئی اور امت ہی
نہین باقی رہی بموجب قول حقتعالی و تبارک کہ جسکی طرف کوئی نبی و رسول
کوئی کتاب لیکر آوی ولقد ارسلناک الی امة قد خلت من قبلها امم لتتلو
علیہم الذی اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمان الآیہ اور ردّ ضمن عطف بان ماضی
استحالہ الزام بالا یلزم بحکم ۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بصورت اتباع شریعت
خاتم النبیین خاتم حقیقی صلعم جیسا کہ صراحت عبارت دافع الوسواس وغیرہ مساعدین
اوسکی ہے ہی اور بصورت غیر اتباع مذکور اور استحالہ عدیدہ مذکورہ فی الکشر
القسطاطیس سے دامنگذار ہی از قبیل یا دونہ خرط القتاد ہے اونپر لیساپیش
کہانتک نظرانداز ہی کرنی چاہئی اور کہانتک سیاہی سفیدی پر سی دہوئی
جاوے فقط واللہ اعلم بالصواب ۔ **قسطاس سی ودویم** اثر مذکور مین
طرف جار مجرور فیہ ادم کا دیکہو کہ جسکا اثر نا آخر اثر ہے محتمل ہے کہ متعلق ہو ساتہہ
ماضی کے تقدیر عبارت یہہ ہو کان فیہ آدم کادیکم یا متعلق ہو ساتہہ مضارع کی
بمعنی حال یعنی یکون فیہ آدم موجود الآن یا بمعنی استقبال یعنی یکون فیہ آدم
فی زمان آتٍ پس درصورت ماضی دلالت نہی رگذر جانی سب سمیتوں ان آثار کو

یعنی سب اوادم اور سب خواتم اور سب اواسط کی سب طبقات تحتہ مین بیشتر حضرت
خاتم النبیین صلعم سے پس اسمین جو کچھہ استحالہ ہے بنا بر شرط الجتیہ شریعت محمدیہ وارد ہوئی
ہے بیشتر کی قسط اسوشین موجود ہین اور بصورت تقدیر فعل مضارع بمعنی حال دلالت کرتا ہے
او پر موجود ہوئے سب اوادم یعنی سب اوایل اور سب اواسط اور سب خواتم
کے ہمراہ زمان برکت نشان زمان حیات حضرت خاتم النبیین صلعم کے یا زمان
بعد وفات آنحضرت صلعم کے بوجہ امکان صدور اثر مذکور کی صاحب اثر سی ہر دو زمان
مذکورین اسواسطی کہ صاحب اثر کی ہر دو زمان مذکور کو پایا اور زمان حال
سے مراد یہی زمان صدور اثر مذکور صاحب اثر سی پس اس صورت مین خاتمیت
خاتم حقیقی صلعم کی خالص نہین رہ سکتی اور بہر یہ شرکت اگر محل حقیقت مین واقع
ہو تو سب اضافی حقیقی ہوسے جاتی ہین مگر صواب شق اول ہے کہ ظاہر ہی
غرضکہ یہ دونون امر شرعا و عقلا باطل ہین کہ ظاہر ہی اور بصورت احتمال استمرار
صیغہ مضارع مذکور تب تو پہر سب ہی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم
مجامع ہوسکتی ہین زمان واحد مین اسواسطی کہ استمرار منافی اور مناقض ہے
تخصیص زمان کو جو حافظ ہی ترتیب سلسلہ کو اور یہہ امر باطل ہے عقلا و سمعا نقلا
وعقوبا ہر چند عبارت دافع الوسواس اور اور عبارات فضلاء رجا رسو آس پاس اور ردود
و در اندر دو طرین اس میدان لق و دق مین اور خانہای بے چراغ و مشعل مین
سوای حیرانی اور پریشانی کوئی ثمرہ پیدا نہوا فلہذا کہا جاتا ہے کوئی صورت
تخلصی کی سوای پیروی توجیہہ سلف صالح کے نہین نظر آتی کہ اسکی مشعل اور چراغ
یہی ہے یعنی طبقات سافلہ مین ہادی غیر نبی مسمی بدین اسماء قدم القدم اور ستکی مین
جسکی کمالات کی فیض کا اثر اور سیر زیران ہوا ہی اور اس مطلب کو کوئی زمان ہو
منقرض نہین فافہم ولا تتوہم چنانچہ اس قسم کی فیض کی تحقیق بطرز جدید و لذیذ عنقریب

قسطاس مین آتی ہے فانتظر فلاتکن کالجباری فی الصحاری یا ایہا الذی لطلب
المطلوب قسطاس سے و سوچھو اور یہ استحالات بصورت قبلیتہ اور بعدیتہ اور
مجامعیتہ یعنی اتحاد زمانی ہین جو کہ متبادر ہی اس اثر سے یعنی لفظ فیہ سے بذریعہ تقدیر
لفظ کان اور ریکے دن جو کہ متعلق بہ ہین موضوع ہین و اسطی ایا ہے اور صورت قبلیتہ و بعدیتہ استغراقی کی بہی بعدیتہ زمانی کا بہی
لیکن صورۃ یعنی برو صورت جو افضل اور مفضول و علت اور معلول ایک ہی زمان مین ہوتا ہی اور
علی ہذا القیاس قبلیتہ رتبی جو حاکی ہے شرف رتبہ سے وہ بہی اسی قبیل سے
ہے اور شرف رتبہ مجامع ہو سکتا ہی بعدیتہ زمانی کو بہی خصوص حضرت خاتم النبیین
صلعم نے فرمایا نحن الآخرون السابقون یعنی اگرچہ ہم پچہلی ہین باعتبار زمان کی
جو کہ ایک امر صریح ہے اور حقیقی واقعی مسلم الثبوت اجماعی ہے مگر باعتبار شرف
رتبہ کی سابق اور افضل ہین جیسا کہ حدیث شریف بخاری وغیرہ صحاح ستہ صریح
دلالت رکہتی ہے اوپر اس مطلب کی جو در باب تمثیل استجارہ ہے یعنی ایک
شخص نے مزدور پکڑے اول نہار سے ظہر تک اور اور مزدور پکڑے ظہر سے عصر
تک اور اور مزدور پکڑے عصر سے مغرب تک اور ان پچہلی مزدوروں کو سب
سے زیادہ مزدوری دی یہ خوش ہوی اور اور سب ناخوش ہوی متاجر سے
و اوس مالک یعنی متاجر نے جواب دیا کہ یہہ میرا افضل ہے جسکو چاہا زیادہ
دیا مزدوری حین سے کسی پر ظلم نہین کیا اور مطلب اس تمثیل سے یہود اور
نصاری اور ہم سب محمدی ہین اور اکثر حدیث شریف سے اور نیز القاب حاشر
و عاقب اور مقفی سے جو حضرت خاتم النبیین نے خاتم اپنی واسطی فرمائی بعدیتہ
زمانی مع شرف رتبہ کے صاف و صریح ہے اور وارد حدیث شریف سنن ابی داؤد
ابی مالک الاشعری و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ ابوداؤد فی کتاب الفتن
خاتمیت اور بعدیتہ زمانی ہے بالاجماع والاتفاق پہر سراسر بیجا ہی تحریر نا بہرنا اور اگر

دخل ہوتا زمان کو اور صرف شرف رتبہ معتبر ہوتا تو وجود تمامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام اوسکے بعد ان میں ممکن تھا اور ظاہر ہے کہ یہ قول کل اعدادحج سی طرف
بعدیتہ ذاتی کے اور اس صورت میں نقطہ آخریتہ جو نقطہ ابتدائی خلقت انسانی
ہے اور نیز نقطہ انقراض انسانیتہ جو ختم ہوگا بضمن فرد آخر الضار کے سلسلہ انبیاء نبیت
میں جس کسی فرد پر ہوگا وہ معلوم الٰہی جلشانہ ہے اوسکو اس امر کی کچھ تاکید
نہ پہونچتا اور یہ شبہہ لعظل متکلمین او رسد آئیتہ اونکی کا جو ممنوع شرعی ہے موجب کریمہ
انحسب الانسان ان یترک سدی اور نیز کریمہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
اور نیز وما کنا مہلکی القری حتی نبعث فی امہا رسولا یتلوا علیہم آیاتنا جو کہ عاید ہوتا
ہے بموجب قول مجوزین وجود خواتم ستہ کے قبل از زمان بعثتہ حضرت خاتم النبیین
صلعم یا بعد وفات اونکی بشرط تابع ہونے اونکی کے شریعت محمدیہ صلعم کو اور نیز
بموجب قول بعض مجوزین مذکور کے بشرط مذکور کے سلیح پر ہو پہونچا احکام الٰہی جلشانہ کا
پاس اون خواتم ستہ کی شبہہ بھی اس صورت میں یعنی ہونے بعدیتہ ذاتی میں طرف ہو جاتا ہے چنانچہ
کہ شرف زمانیات صرف شرف رتبہ میں ہیں جو برتو وہی بعدیتہ ذاتی کا ملکہ بعدیتہ زمانی کی
ہمراہ نہ باد ہ تر ہے ظاہر ہے کہ جسکو خود صاحب رتبہ ان البسند کرکی تصریح فرمایا نحن الآخرون
السابقون الحدیث بخلاف غیر زمانی کے مثلاً ذات صفات باریتعالی جلشانہ کی کہ
کہ اسمیں بعدیتہ اور قبلیتہ ذاتی ہے کہ یہ منافی ہے زمان کو اسواسطے کہ زمان حاصر
اور محیط نہیں ذات وصفات حقتعالی کو فتبصر او مع ہذا عزل نظر او راعتبار و افتراض
اور رتبی ہے اور لفنس الامر اور رتبی امور اعتباری امور عدمی ہیں کلام حقائق ہستیہ
موجودہ میں ہے الحذر الحذر پس صاف ہوگیا کہ یہ استحالجات متعلقہ بحث لفظ مقدر کلمہ
و یکون اثر مذکور رفیہ آدم کا و تکم میں وارد ہوتی تھے بصورت مراد لفظ نبی سے نبی
مصطلح شرعی بخلاف صورت مراد اوس سے ہادی اور نذیر غیر نبی مصطلح مذکور یعنی واعظ

اور مذکر جیسا کہ تحقیق سلف صالح امام قسطلانی و زرقانی و سیوطی وغیرہ کی
کیونکہ ہادی غیر نبی ہر زمان ماضی اور حال اور استقبال ازمنہ ثلثہ مین پائی گئی
اور ثانیاً ہوئی اور ہین اور ہونگے تا قیام قیامت حسب ضرورت ہر طبقہ مین
طبقات سبعہ سے بشرط وجود مکلفین طبقات ستہ سافلہ مین اور خلاف اسکے خلاف
مصلحت قانون شرعی ہے کیونکہ حجت اللہ البالغہ قاصر غیر تام رہتی ہے خلاف
مقتضائے **قولہ تعالیٰ** وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور تحقیق رسول کہ عام ہے
اس سے کہ نور عقل ہو یا اصل رسول ہو حسب اصطلاح شرع شریف قسطاس
چہارم مین بخوبی گذر چکی فقط **قسطاس سیوم چہارم** متضمن تحقیق موعود
تو جد نگیر معنی اثر مذکور یعنی فی کل ارض آدم کادم الخ انجام کار ہویدا ہے معنی امام
سیوطی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ سلف صالح کو بلکہ عین معنی مذکور ہے پس حاصل
مطلب یہ ہی کہ فیض اونکا یعنی وائل کا جو معبر باو آدم ہین اثر مذکور مین درباب
ہدایت تابع فیض حضرت آدم طبقہ ارض علیا علیہ السلام ہے یعنی قدم بقدم اونکے
ہے مثلاً بعد ابتدا رائی کے اور تعبد اور تشریع اپنے کی ابدا رخلق اور تعلیم عبادۃ
وغیرہ نظر شفقت پدری ہے نسبت بسر صلبی اپنی کے کہ یہ امر خیر خواہی مقتضی
فوارہ صفت جوشان ہے جمیع امور معادیہ اور معاشیہ مین اور معہذا الفراہم
مطلب خلافت خاتمہ پر جو خاصہ آدمیہ حضرت آدم علیہ السلام تہا اوسیر وہ عزیز
مجہول اور مسطور ہے اور اصلاح امور معاشیہ اونکی ہین جو متعلق پیشہ ہر قسم مشروحہ
ہی جو کہ بذریعہ وحی ابتدا رخلقت انسانی مین عہد حضرت آدم جد اعظم علیہ السلام
مین مثل پارچہ بافی اور کشاورزی وغیرہ اور تدابیر اصلاح آلات اوسکی کے
تعلیم ہوئی تہی ہر گونہ محض للتشرفی اللہ بلا شائبہ اغراض دنیۃ دنیاویہ اور اہتمام
توبہ معاصی اور زلات گذشتہ پر جو کہ اکثر خطا ً صادر ہون نہ عمداً کہ غالب حال

اونکا بے اختیار لزوما و تحقیقا پیوند جان اونکی ہے - علی ہذا القیاس نفیس اوسط
کا جو معدود و متعدد ہین بحیثیت نقطات متوسطہ اثر مذکور ہین مثلاً تلو مرتبہ آدمیہ مرتبہ
اوائل مذکورہ کے مرتبہ نوحیتہ ہی جو مرتبہ اول ہے مراتب متوسطہ کا قدم بقدم
حضرت نوح علیہ السلام ہے بطور مذکور مثلاً واسطی ابدا ز خلق بعد ابتدا خود و تعقل
خود کمر ہمت چست و حسبت باندہ کر باقصی مراتب تبلیغ احکام برنگ مقابلہ و مجادلہ
بے دغدغہ ساتہہ سہارا و جفا و بے پناہی کی ساتہہ کمال کشادہ پیشانی کے مدت العمر
وزیرش تہمار جور جفا کفار نابکار اونکی از دغار شرار ظاہر و باطن خلوت اور جلوت مین
کہلے چہپے آشکارا و نہان با وجود اصرار مبلغین کے اور معاصی اور استکبار رکہنے اور رہو
سیہری اور بیزاری اور تنفر اونکی کے قبول حق سے بلکہ صورت اہل حق سے اور انواع
و اقسام ایذا رکی از قسم زد و کوب اور سب و شتم اور لعن و طعن بکشادہ پیشانی اپنی منصب
پر قایم رہنا اور ابنا وتیرہ نہ چہوڑنا الغرض سب امور کا صدور بے اختیار حیثیتہ
للتبلیغ صفت جو شان ہونا اور تابع رضا جوئی حضرت حق مطلق جلشانہ بہر حال
رہنا حتی کہ حکم حق کو اور محبت خلق کے خصوص احب محبوب پر مانند پسر صلبی اپنے
کی ترجیح دینا اور صابر شاکر رہنا بحکم انہ کان عبدا شکورا کہ خصایص نوحی مین سے
ہے اس خصلت سی فیضیاب ہونا بوجہ اتم و اکمل فقط علی ہذا القیاس تلو مرتبہ نوحیتہ
مرتبہ ابراہیمیتہ ہی منجملہ مراتب متوسطہ مذکورہ کے مثلاً وہ عبارت ہی کمالات مخصوصہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام سی اول رتبہ خلت مین جو خلال قلب اور سویدا دل
مین محبت الہی جلشانہ گہس جاوی اور تمام جہان کی محبت سے دل برداشتہ کر دے
اور سب سی وارستہ پریشان وار بنا دی بموجب کریمہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا
خویش و تبار اور دیار در ونیز رشتہ دار اور احباب و اصحاب سی بیگانہ وار کر کے
بکمال یکسوئی غیر اللہ سے صرف اہل بحق مطلق جل جلالہ ہو جاوے جو عبارت ہی

ان ابراہیم کان قانتا للہ حنیفا الآیۃ سے موافق قولہ تعالی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین اور نیز ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم
یک من المشرکین معنی امۃ کی اس آیت متبرکہ میں جامع کمالات ہیں یعنی جو کمالات کہ
ایک جماعت میں ہوں وہ تنہا نفس نفیس حضرت ابراہیم میں پائے اور آوازہ انی لا
احب الآفلین یک لخت بیزاری اور تبری سب سے اور بیخ کنی شرک تبدا پہ
حسنہ بموجب کریمہ تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین اور شدید المناظرہ
بکمال دبدبہ و دمدمہ سے بالکانہ پیش جابرہ اور الزام حجت باحسن تقریر بتاثیر بموجب
کریمہ قال ان اللہ یحیی ویمیت قال انا احیی و امیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق
فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر کہ جس سے کافر نمرود مردود مبہوت و مخبوط رہ گیا
اور ہاتھوں کے طوطے اور منہ تو اڑ گئے ہکا بکا رہ گیا اور نیز تاسیس قواعد دین ساتھ
بکمال صدق و یقین کے اور اخلاص دعا اور توکل علی اللہ بموجب کریمہ واذکر فی الکتاب
ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا بعد بنا کعبۃ اللہ بلا استعانت غیر سوائے فرزند دلبند
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بموجب حکم الہی درباره شرکت بنا کعبۃ اللہ موافق
کریمہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم جو دلالت رکھتا ہے اخلاص عمل پر کہ جسکا اثر
دائمی پیدا ہوا۔ مثنوی حضرت مولانا روم قدس سرہ ؎ کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
کین ز اخلاصات ابراہیم بود اور انواع اقسام کے مضامین کی دعا اخلاص شعار
جامع جو شامل ہوئے اولاد اور اجداد اور اتباع کو کہ جنکا ہے قرآن شریف میں
اطلاع دی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ اور رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن
ذریتی اور ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب
اور روایت اما الیک فلا وقت ڈالنے کے آگ میں تمام ملائکہ صاف جواب دیا خصوصا
ملاء اعلی سکان حظیرۃ القدس کو اور کہا کہ حسبی من سؤالی علمہ بحالی وقت تعلیم ملائکہ

نجات کو اوس جھگڑے سے ساتھ کمال معابرہ کے الیسی بلا رنجت پر اور مستعد ہو جانے
ذبح فرزند حضرت اسماعیل پر بلا دغدغہ بلا عذر بے وسواس اور پھر رک جانے پر فوراً
اوس ذبح سے بموجب فرمان الہی جلشانہ کی نہ کچھ غرض ذبح سے تھی نہ کچھ مطلب غیر
ذبح سے بلکہ اصل مقصد رضا رضرت حق مطلق جلشانہ تھی بموجب آیات سورہ
والصافات قال یٰبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری الی الایات تا آخر
قصہ ذبح اور مہمان نوازی اسقدر کہ بدون مہمان حتی الامکان تناول طعام نفرمانا
اور با انہیہمہ رسنا غرضکہ قدم بقدم حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عزیز کا بے اختیار
ہونا اور ان مراتب سی فیضیاب ہونا علیٰ ہذا القیاس تلو مرتبہ ابراہیمیہ مرتبہ ہوتیہ
سے ہے جو حکایت کرتا ہے ساتھ اولو العزمی کے اور شجاعت اور جلادت اور ہمت
اور ہیبت اور غیرت اور مروت اور فتوت اور سخاوت کے اور اوپر مصابرت
ایذا کفار کے اور ترک وطن اور سفر اور مہاجرت اور مسامرت یعنی ہمکلامی ساتھ
حضرت رب العزت کے اور شرح صدر اور علم مناظرہ اور تقریر فصیح بعد رفع لکنت
اور ریاضت اور چلہ کشی اور صوم اور خلوت اور مجاہدت ساتھ کمال مصابرت کی
اور انتظام لشکر کثیر اور بندوبست مالی و ملکی خصوص معاملات سخت ہر قسم کے ساتھ
کفار فراعنہ ملاعنہ نخوت نشان کے اور پھر فروتنی اور عاجزی اور حیا و ظاہری
مدت العمر خصوص مقابلہ ساتھ ایک قوم قوی عظیم الجثہ زبردست قوم عمالقہ کے
اور سرفراز ہونا ساتھ ایک کتاب کی جو تھی ساتھ تمامی کے کہ جسکی حق میں قرآن شریف
میں یہ لفظ نازل ہوئی تماماً علیہ اور ساتھ اکثر معجزات عظیمہ کی مثل ید بیضا اور عصا
اور فلق بحر بموجب کریمہ وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء آیۃ اخریٰ
اور وما تلک بیمینک یا موسیٰ قال ہی عصای الآیۃ اور فکان کل فرق کالطود العظیم
اور غرق اعدا بچشم خود دیکھا جو دلیل ہے کمال خوش اقبالی کی اور لذت مناجات

بکمال عزت و وجاہت اور قربت جس سے حکایت کرتی ہے یہ آیت پر برکت وقد بناد
بجنبا لعینی السنا نزدیک کیا ہمنی اوسکو کرانوبت بہ سرگوشی پہونچی بحد خشک وکان عند السمر
وجیہا۔ اس قسم کے مراتب کی آثار اس عزیز مین پائی جاوین اور علی ہذا القیاس تلو
مرتبہ موسوتیہ مرتبہ عیسوتیہ ہی جو منظہر ہے اس امر سی یعنی شفار مرضی اور زمنی اور اختیار
سفر بکثرت محض بغرض آسایش خلایق جو اونکی خدمت مین بسبب عذر انہین پہونچ سکتے تہے
ساتہہ اعجاز کے یعنی ابرار اکمہ مادر زاد نابینا اور ابرار ابرص مرض سفید بدن والا اور
احیار اموات بحکم خالق الموت والحیات جل جلال اور ترک وتجرید وعدم اختیار نکاح واسطے
تقاید مرضی وہ درواز کے قبل از نزول آسمان سوا اسی نکاح کے جو عہد جدید وبرکت عہد
حضرت مہدی علیہ السلام مین ہوگا یعنی نکاح اور عدم تعیین مسکن اور عدم اختیار مرکب
اور بجائے رکوب مرکب حمار اور عبادت ساتہہ کمال جمال کے جو خاصہ شریعت عیسوی
تہا کہ اگر کوئی نالایق ناہموار از طمانچہ زنی رخسار مبارک پر پہونچاتا تو دوسرا رخسار
پیش کردیتا تا دوسرا طمانچہ مارے اور تزید اور تعبد اور اعجاز قسم دیگر جو نافع خلایق
ہے یعنی نزول مائدہ ودسترخوان عام فراخ وفراز کہ ایکبارہ اوسپر طعام تناول کرتی ہزار ہا
آدمی پانچ پانچ ہزار آدمی کہانا کہا لیتے اور علم کتاب اور نیز عنایت کتاب بحالت
صغر اور کلام وقت پیدایش کلام نصیحت وحکمت آمیز اور صلہ رحمی اور رعایت والدہ جدہ
اپنی کے علی ہذا القیاس وہ عزیز اس قسم کے فیض سے غالبا اکثر اوصاف مین فیضیاب
ہو اور قدم بقدم اونکی ہو لیکن احیار اموات سی مراد احیار قلوب مردہ ہی یعنی جو
مردہ دل ہین وہ زندہ دل ہو جاوین یا مراد احیار اموات ہی ہے حقیقۃً اگرچہ
تعلق قدرت ہو جیسا کہ افراد اس امت سی نادرًا ثابت ہوا کہ تفصیل اوسکی عنقریب
آتی ہے شرح آخر المراتب میں جو مرتبہ ہی حقیقت محمدیہ کا اور اوسکی فیض کا جو مراد ہے
فقرہ فیہ محمد کہم سے فقط اور آخر المراتب جو مشیر ہے طرف حضرت حقیقت محمدیہ

کے جو اخیر سورہ مین بلفظ فیہ سنی کتبلکم وارد ہی۔ نیز بلفظ محمد کہ کلمہ اوسکی کچھ تفصیل بقدر
حوصلہ مختصر کیجاتی ہے ورنہ کسکو طاقت ہی کہ تعبیر بالاستیفا اور بالاستقصا کری
مگر بحکم اذا فاتک اللحم فاشرب المرق کو بہی غنیمت جان۔ پس جانا چاہئی کہ وہ مراد ہی
اوس وصف سی جو اکمل اور اقصی مراتب اور جامع جمیع مراتب ہی جو سایر انبیاء کی
کمالات خفی اور جلی کو شامل ہے اور بمراتب بالاتر ہی مثلاً جملہ کمالات حضرت
آدم جد اعظم علیہ السلام منصب خلافت ہی اور بعد نفخ روح کے بموجب کریمہ انی جاعل
فی الارض خلیفہ او ونفخت فیہ من روحی او مسجودیہ ملائکہ بحکم فقعوا لہ ساجدین بسبب
واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم کے کریمات وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و
نذیرا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ظاہر ہی کہ خلیفہ بشیر او نذیر ہوتا ہی او رحمت
جو باعث ہی امن و امان کو پس ظاہر سجدہ ملائکہ آدم علیہ السلام کو بموجب فرمان
عالیشان اللہ تعالی جلشانہ کی طوعا او کرہا مگر بنظر ظاہر تہا سجدہ درحقیقت واسطی
نور محمدی صلعم کے جو مکنون او مستودع تہا پیشانی حضرت آدم علیہ السلام مین
جیساکہ ظہور استعداد توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت امتحان بالا بالقا نار
نمرود تہا بوجہ نور کریم مذکور کہا حضرت ابراہیم نے اما الیک فلا یعنی سب کو جواب
دیا کہ مجکو تمہاری طرف کچھ حاجت نہین۔ لہذا بعد ابراہیم اللہ تعالی نور ید کو پیشانی حضرت
اسماعیل علیہ السلام مین ظہور توکل مذکور وقت ابتلا بسبب ذبح اونکی کے تہا۔ یا ابت
افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین سو وہ سجدہ ایسا سجدہ بطور تعظیم ظاہری تہا
نہ بطور تعظیم قلبی جسکو تبتل کہتے ہین کہ جو شریعت محمدیہ مین مطلق کفر اتفاقی ہے چنانچہ
ظہور اوسکا اس عالم مین ہی بعد ہبوط حضرت آدم علیہ السلام ہوا اگر سجدہ عبادت نہ تہا
مگر امم سابقہ مین برسم تعظیم و تکریم مشروع رہا فی الجملہ صورۃ لوہی شرکت فی العبادت تہا
تہا اللہ تعالی و تبارک کی واسطی حضرت خاتم النبیین صلعم کے یہ امر بہی ناپسند فرمایا

اور اپنی حبیب کو اسکی جبہ خفی پر اطلاع الہامی ایحائی ایسی دی کہ بالکل بالطبع متنفر الطبع کردیا چنانچہ منظور وصیتہ امتہ آپ نی یہ دعا کی اللھم لا تجعل قبری عیداً اور نیز روایتست اللھم لا تجعل قبری وثناً یعبد تا کہ بعد وفات شریف بہی اسکا اثر محو اور محوق رہے چنانچہ محفوظ رہی کہ کیا مقدور عالی پر معالی ہے اور لیتہ تہا حضرت آدم علیہ السلام علم تفصیلی اسمار اشیار عطا ہوا کیونکہ لازمہ خلافت ہی اور نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم علم اولین و آخرین علم یہ تعلیم اسمار و ہم مسمیات و حقائق و دقائق ہوا کہ جسمیں علم حضرت آدم بہی متلاشی ہوگیا اور کسب گیا۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً جیسا کہ دیلمی رحمتہ اللہ نی مسند الفردوس مین ابو رافع رضہ سی حدیث نقل کی ہے کہ واسطی میری امت میری متمثل ہوئی پانی اور گل مین اور تعلیم اسما ہوئی ساتہہ زیادتی علم ساتہہ ذوات اور مسمیات کی حفظ جاننا چاہیے کہ یہ علم مقصود بالذات ہی بخلاف صرف علم اسمار کی مثلاً معجزہ کمالات حضرت نوح علیہ السلام مین سی ہی ارسوتہ کسی یعنی استقرار اوسکا اوپر پہاڑ ہی کے تہا اور جریان اوسکا اوپر پانی کے وقت نزول عذاب الہی جابشانہ کی اور وقت نجات کی اوس سے موافق درخواست اور دعا حضرت نوح علیہ السلام کے اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے کمالات مین سے جریان پتہر ہی پانی پر کہ جسکی شان سے غرقاب ہوجانا ہی بخلاف چوب کے کہ اوسکی شان سے تیرنا ہی پس جریان پتہر اکمل و اعجب ہے اور افضل چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل ایکروز کنارہ آب بیٹہا تہا اوسنی خدمت بابرکت حضرت خاتم النبیین صلعم مین عرض کیا کہ اگر تم راست گو ہو اے محمد صلعم تو پتہر جو دوسری کنارہ پر ہی پانی مین تیرکر اسطرف چلا آوی اور غرق نہو آپ نی اشارہ کیا وہ پتہر تیرکر اسطرف آکر پیش خدمت آنحضرت صلعم آکھڑا ہوا اور شہادت رسالت آنحضرت صلعم کی ادا کی آپ نی فرمایا کہ تجکو کب بس کرتی ہے ای عکرمہ یہ مقدار لیکن تیری

دل کی تسلی ایسی امر سی شاید ہو کہا عکرمہ نی اہی محمد کہہ اسکو کہ پہر اپنی جگہہ چلا جاوے
وہ تہہ ہٹ کو دطیر کر اپنی جگہہ پر واپس چلا گیا۔ اور علی ہذا القیاس بموجب اشارہ پیر آنحضرت
آنحضرت صلعم کے وقت قضاء حاجت کی بعد انہین بعض سفر نگ و آتے مین واسطی حجاب کی
دو درخت اسکنارہ وادی سے ایک درخت اور دوسری سے دوسرا درخت آکر دونون
باہم مل گئے آپ نی بعد قضاء حاجت اشارہ کیا اپنی اپنی جگہہ پر دونون جا کہڑی
ہوی جیسا کہ مشکوۃ شریف کی باب المعجزات مین بہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رض
سے ہے اور مانند اسکی اسامہ بن زید بن حارثہ سی مروی ہے اکثر کتب مین
جا بجا مذکور ہی کہ چوب کشتی حضرت نوح علیہ السلام حسب عادت متعارفہ پانی پی مین
جاری رہی کہ مناسبت رکہتی تہی مگر معجزہ اوسمین یہ تہا کہ وقت طغیانی پانی کے
حسب عادت متعارفہ اوسکی نجات ناممکن تہی مگر آخر مناسبت ہمدگری آب چوب
تو تہی بخلاف اس معجزہ حضرت خاتم النبیین صلعم خاتم المعجزات صلعم کے کہ پتہر کو پانی مین
طیرنے سے اور چوب کو زمین مین چلنی سے کیا مناسبت پس منظر تہا یہہ اعجاز فائق
تر ہے اور مہذا حضرت نوح علیہ السلام نی درخواست عذاب کری کہ رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا جو باعث ہلاک کل ہوا سوای اہل کشتی کے اور حضرت
ختمی پناہ صلعم نے اسقدر کی دعا کی رب اہد قومی فانہم لا یعلمون مطابق دعا جنس انبیا
سلف کی کہ ایک نبی کو اونکی قوم نی لوہو لہان کر دیا تہا تو اونہون نے بہی ایسا
ہی کہا تہا جیسا کہ وارد مشکوۃ شریف ہی کہ جب عبد بن یا لیل بن کلال نی طایف
مین واسطی ہدایت کی آپکو طلب کیا اور اوس ملعون نے لڑکی پیچہے لگا کر پتہرون کے
مارنے سے بی ادبی کرائی اور لوہو لہان کرا دیا اوسوقت آپنی اسقسم دعا مذکور کری
اور اوسوقت حضرت بلال رضی ہمراہ تہی وہ کہتی ہین کہ میری پاس توشہ خشک چہوہارا
تہین تو از بیہ انقطاع لال جو وارد روایات ہی یعنی اسقدر ہتین کہ اوسکو بلال اپنی بغل

مین چھپا رہی تھی کنایت ہی کمال قلت سی اور یہہ بہی قوت رہا تیس رات دن تک
یعنی ۵۰ اسوز تک اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے پتہر مار ہی بدن مجروح کردیا
حضرت خاتم النبیین صلعم کے پتہر مار ہی بدن مبارک بہی مجروح کردیا اور ثنیہ مبارک
منجملہ دندان شریف شہید کردیا کفار نی روز احد کی اور باوجود موجودگی حضرت نوح
عذاب الہی برنگ طوفان عام آیا اور سوائی اہل کشتی کے کسیکو نجات نہوئی اور
بعد درخواست آنحضرت خاتم النبیین صلعم بپاس خاطر وجود مبارک اونکی یہ ارشاد ہوا کہ
وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الایۃ اور اگر حسب مقتضای وقت درخواست عذاب
الہی ہوئی تو یہ ارشاد ہوا کہ لیس لک من الامر شیئ او یعذبہم او یتوب علیہم فانہم ظالمون
یعنی تادیبا بنظر برتبہ عالی کہ تو تو رحمۃ للعالمین ہے بموجب کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین تجکو زیبا نہین اس قسم کی دعا کرنی بلکہ اوس قسم کی دعا زیبا ہی جو باعث نجات
اور رحمت ہو جیسا کہ گذرا رب اہد قومی فانہم لا یعلمون چنانچہ پہر واسطی بعض قبایل
عرب کی بعد بددعا کرنی کے اوپر بعض قبایل کے مانند رعل اور ذکوان اور عصیہ
کے دعا نیک کری بدین الفاظ مرویہ بخاری شریف وغیرہ صحاح ستہ کی اللہم اہد
دوسا وآت بہم یعنی یا اللہ انکو ہدایت کر اور اسلام کی طرف انکو لا مثلا علاوہ کمالات
ابراہیمی علیہ السلام سی مرتبہ خلت ہے تو آپکی واسطی درجہ حبیبیہ محبوبیہ ہی لاشک یہ
مرتبہ خلت سی افضل اور اعلی ہین اور زیادہ قبولیت کی شان ہین اور نیز قبولیت حضرت
ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت قبولیت حضرت خاتم النبیین صلعم خاص ہے اور وہ شامل
اور حاوی اور عام ہے کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین ہین بالطبع اوسکی طرف میلان
کلی ہوتا ہی جسکی سبب سی راحت اور آرام اور امن و امان کلی اور عام یعنی رفاہ خاص
و عام دینی و دنیاوی پہونچی کہ غایت درجہ اثر رحمت یہی ہے اور محفوظیت نار نمرود
سے ساتہہ برد و سلام کی جو اثر خلت ہوا تو اثر حبیبیت اور محبوبیت یہ ہوا کہ اوسکی

اس امت مرحومہ کے خود دوزخ نے بعض مومنین سے اس امت مرحومہ کی درخواست
کریگا جز یا مومن فان نورک اطفأ ناری یعنی جلد گذر جا تو ای مومن سو اسطے کہ
نور ایمان تیرے نے بجھا دیا آگ میری کو اور منجملہ عمدہ کمالات ابراہیمی علیہ السلام
میں جو توکل اور اخلاص تھا وہ مذکور ہو چکا عنقریب تذکرہ کمالات ابراہیمی ہیں کہ
طفیل نور محمدی تھا صلعم جو اوسوقت پیشانی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تھا اور نیز
کمالات آدمیہ میں یعنی کمالات حضرت آدم علیہ السلام میں ضمناً اور علی ہذا القیاس مقام
توکل اور اخلاص اور رضا بالقضا اور صدق وعدہ جو کہ عمدہ کمالات اسماعیلی میں سے
تھا علیہ السلام کہ بسبب نور مذکور قدم بقدم اپنی والد بزرگوار کی تھے جیسا کہ قصہ ذبیح
میں گذرا علیہما السلام اور حضرت خاتم النبیین صلعم نے کبھی عہد خلاف نہیں کیا اور
وعدہ شفاعت کبری کیا کچھ بڑا کمال ہے حضرت کا صلعم رزقنا اللہ تعالی فی حط سیئات
ورفع الدرجات آمین — اور منجملہ کمالات ادریسی میں سے علیہ السلام بموجب قول
حق تعالی جلشانہ انہ کان صدیقاً نبیاً ورفعناہ مکاناً علیاً داخل ہونا جنت میں قبل از یہ
عالم الطبور دخول غیر متعارف شرعی کے یعنی قبل از یوم حشر بموجب اکثر روایات کے پس
دخول حضرت بلال رض بموجب احادیث کے قال رسول اللہ صلعم بما ارجی عملک دخلت الجنۃ
فوجدت فیہا خشخشۃ نعالک فقال ارجی عملی عندی کلما توضأت صلیت رکعتین اور علی ای حال
حال دخول جنت رمیصا اور کسی روایت میں لفظ غمیصا وغیرہ یا حضرت صلعم نے کہ دیکھا
یعنی ام سلیم کو کہ جسکا لقب رمیصا ہی یعنی ڈھیلڈبالی عورت اور لقب غمیصا رہے
یعنی چوندہلی عورت کہ لقب اونکا وارد روایات احادیث ہے اور مشہور یہی یا اور یہ
ام سلیم والدہ حضرت انس رض صحابی خادم رسول اللہ صلعم ہیں اور ام سلیم مذکور بہی
صحابیہ ہیں معلوم ہو کہ اگر لقب ناخوش بنظر حقارت نہو اور غالباً بیان واقعی ہو
تو جائز ہے اور کثرت اور شہرت کی سبب سے معنی وصفی پر نظر نہیں رہتی بمنزلہ علم ہو جاتے ہیں

مثل عبد الرحمان الاعرج وارد و اسناد ابی ہریرہ رض تو داخل مع عید ولا تنابزوا
بالالقاب نہین پس اگر متبتین خاتم النبیین مراد رکہین اس لقب خاتم سے تو چندان
مضائقہ نہین اگرچہ نظر بالتباس صوری بہتر تو نہین مگر وہ صاحب تو معنی وصفی پر
جم رہے ہین جیسا کہ اعور لقب مشہور رجال اسانید احادیث مین صحاح ستہ وغیرہ مین
شائع و ذائع ہے بلا نکیر جب حال صحابہ یہ ہو تو کیا کچھ دلالت ہی شرف رتبہ حضرت
خاتم النبیین پر صلعم اور آپ نے صلعم ایک عورت سے وعدہ کیا اوسنے عرض کیا کہ جو
مین آپکو نہ پاؤن اگر نہ آیا کہ جو مجھکو نہ پاوے تو تو حضرت ابو بکر کے پاس آ تا پس آپ کا وعدہ متوحش
ہوا کیا کچھ بڑی فضیلت ہے کہ اپنے وعدہ مین شامل کیا اور نیز دلیل خلافت حضرت
ابو بکر ہے رض فافہم جیسا کہ یہہ روایت سنن ابی داود مین ہے اور مشکوۃ شریف
مین بہی ہے اور منجملہ کمالات موسی علیہ السلام سے عصا اور ید بیضا ہی سو حضرت
خاتم النبیین صلعم کی خدمت بابرکت سے وقت شب بعد نماز عشا دو صحابہ نے قصد
اپنی اپنی گہر جانا کا کیا جب راستہ دونوں کا مشترک رہا تب تک عصا ایک صحابی کا مثل
مشعل مشتعل رہا جب راہ متفرق ہوا عصا دوسری صحابی کا بہی ویسا ہی روشن
ہوگیا نام ہر دو صحابی مذکور اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ہے چنانچہ یہہ حدیث الشریف
مشکوۃ شریف مین بہی ہے اور نیز بخاری وغیرہ مین علی ہذا القیاس روایۃ قتادہ بن
النعمان رض صحابی مشہور مین بعد نماز عشا کی جو حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ گذاری
تہی اور رات اندہیاری ان کی تہی حضرت صلعم نے ایک شاخ خرما اونکی ہاتہہ مین دی
اور فرمایا کہ اسکی روشنی مین جو پس و پیش دس دس گز ہو گی اپنی گہر جا اور جب تو گہر مین
اپنی داخل ہوگا وہان سانپ سیاہ ہوگا اس سے اوسکو مار ڈالنا اور باہر نکالکر
ڈالدینا یہہ روایت کی ہے ابو نعیم نے پس ظاہر ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا عصا
خود سانپ ہو جاتا تہا اور یہہ عصا سانپ کش تہا کسقدر دلالت ہی شرف رتبہ پر

اور واسطہ نہ گذرتی کسیکو یہ کہ فضیلت ہوتی ہے اور یہ تہی سکے اسواسطی کہ یہ فضیلت
صحابہ نہ تہی بلکہ یہ فضیلت آنحضرت صلعم سے ہے اسواسطی کہ بدون وساطت آنحضرت
صلعم کیا امکان تہا کہ ایسی امور فاضلہ کا صدور ہو صحابہ سی اور علی ہذا القیاس
روایت حمزہ اسلمی سے ہی کہ ہم ہمراہ آنحضرت صلعم کے تہی سفر مین متفرق ہوگئی
شب تاریک تہا مین میری انگلیان روشن ہوگئین اوس روشنی مین ہم سب جمع ہوگئے
کوئی ہلاک نہوا اور میری انگستان روشن تہین اور نیز آنحضرت صلعم نے ایک صحابی کو
واسطی دعوت کی اور ہدایت اوسکی قوم کی بہیجا تہا اوسنی نشانی طلب کی آپ
نے اپنی انگشت مبارک درمیان دونوں آنکہون اوسکی کے ماری اوسجگہہ ایک
سفیدی اور نور ظاہر ہوگیا مانند روشنی ید بیضا حضرت موسی علیہ السلام اوسنی عرض
کیا کہ مین ڈرتا ہون کہ آدمیونکو خیال مرض برص کا ہوگا آنحضرت صلعم نے اوسکو
اپنی کوڑی مبارک کے ساتہہ مٹا لیا پس غور کامل درکار ہی کہ ہرگاہ حال غلامان
آنحضرت صلعم یہی تو پہر آپکی شان تو بس رفیع ہے اور وہ بہی شان آنحضرت صلعم
ہی ہے جیسا کہ توجیہ عنقریب گذری اب غور درکار ہی کہ جب اشاعت دین
محمدی صلعم اور تائید ظاہری اور باطنی صحابہ جو انبیاء نہ تہی مانند کارروائی انبیاء
اولوالعزم کرائے تو کیا ضرورت رہی خوارق ثبت بلکہ اسی مین آنحضرت صلعم کے
شان مبارک زیادہ ہے فافہم ثبت اور عصاء حضرت موسی علیہ السلام سے دریاء
نیل چرپٹ گیا اور اس سے زیادہ یہ معجزہ ہے کہ آپ نے باشارہ انگشت مبارک
شق قمر کردیا اور تصرف سماوی اور ارضی مین فرق زمین و آسمان ہے اور معراج
حضرت موسی علیہ السلام تا بکوہ طور سینا تہی اور معراج حضرت سراج الانبیاء صلعم
تا بلامکان ہوئی اور درخواست حضرت موسی علیہ السلام رب ارنی انظر الیک
ہوئی اور نسبت حضرت خاتم الانبیاء صلعم — الم تر الی ربک کیف مد الظل او جا بجا

یہہ کلمہ الم تر قرآن مجید مین نسبت آنحضرت صلعم موجود ہے جاننا چاہیے کہ اس درخواست

پر حضرت موسی علیہ السلام نے داغ لن ترانی کہایا اور خاتم النبیین صلعم سے خود درخواست

کی درخواست ارشاد ہی اور ہدایتی یعنی دیکھہ تو طرف رب اپنی کی آور فرق درمیان

ان دونون امر کے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حسب حوصلہ استعداد

اپنی کے درخواست رویتہ الہی جلشانہ اس دار دنیا مین جو محال ہے کی لی باکانہ

مدہوشانہ اور آنحضرت صلعم نے جو حسب حوصلہ استعداد وافر اپنی کے اس امر کو محال

جانکر درخواست نکی اور پاس ادب رکہا اور مدہوش نہ ہوے اور نہ بیباک ہوئے نہ

حضرت موسی کے ارشاد ہوا کہ کیا نہین دیکہا تو نے طرف رب اپنی کے یعنی دیکہہ

تو طرف نشانیون قدرت اپنی رب کی اور طرف مظاہر صفات اپنی رب کی بخلاف

حضرت موسی کے کہ انکو ارشاد ہوا کہ تو جو دیکہتا ہے ایک امر محال کے نسبت اس

دار کی یعنی دار دنیا کی گو فی نفسہ وہ آخرت مین جائز ہے اس عبارت مین بطور

مناظرہ کی بصورت الزام حجتہ استدلالی کے حوالہ طرف جبل طور سینا کی ہوا فافہم

فافہم کنہ المقام اگرچہ معنی الم ترکی اور روایات مین مانند الم تر ان الفلک تجری

فی البحر الم تعلم مین مگر اس آیتہ ظل مین یعنی الم تر الی ربک

کیف مد الظل مین بسبب صلہ لفظ الی کے معنی الم تعلم درست نہین ہوتی لہذا یہ

توجیہہ جوینی کی یہ سب صحیح ہے یعنی دیکہہ اب جاننا چاہیے کہ رتبہ عالی کونسا ہے

اور ان استفسر مکانہ فسوف ترانی اس آیتہ مین رد ہی مذہب شیعہ رفضہ اور معتزلہ

پر کہ وہ منکر ہین رویت الہی کے مطلقاً دار دنیا اور دار آخرت مین اسواسطے کہ

استقرار جبل ممکن تہا تو تعلیق بالمحال مطلقاً ہوا نسبت رویتہ کی معلوم ہوا رویتہ مطلقاً

محال نہین بلکہ محال ہے ساتہہ قید اس دار دنیا کی اور حضرت موسی کو بسبب قلت

استعداد کے حکم ورزش ہوا نسبت تجلی کے کسوت تا رنجری مین اور ندا ہوئی یا موسی

انّی انا اللہ رب العلمین اور نیز حکم ہوا واسلک یدک فی جیبک عصا کی کہ اعتقاد غیر پر تھا سانپ ہی اور
پھر اوسکو سانپ کر دکھایا کہ انجام کار اعتقاد غیر کا یہی ہے اور پھر ارشاد ہوا لا تخف انّی
لا یخاف لدیّ المرسلون اور حضرت خاتم النبیین صلعم کی نسبت بلا ورزش اول ہی
مرحلہ مین ارشاد ہوا ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ یہ بین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وعلی جمیع المرسلین وآلہ وصحبہ اور حضرت
کے حق مین ارشاد ہے نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اس واسطے کہ سب انبیاء
نور ہین اور آنحضرت صلعم نور علی نور ہین سبحان اللہ کیا رتبہ عالی ہے اور واسطے حضرت
موسیٰ کے چشمہ نکلنا سنگ سے جو ایک امر متعارف ہے اگرچہ اسمین اعجاز ہے کہ وہ
سنگ مقطوع تھا اور ہمراہ رہتا تھا مرکز انجبال تھا جو باعث استغراب ہوتا مگر ایک طرح کی
مناسبت تو ہے چندان امر ناشناختہ نہین بخلاف اسکی کہ آنحضرت صلعم کی انگشتان
مبارک سے چشمہ جاری ہوئے کہ مناسبت ہی نہین یہ امر اعجز الاعجازات اور افضل المعجزات
ہوا اور حسن ملیح آنحضرت صلعم کا بہ نسبت حسن صبیح حضرت یوسف علیہ السلام کے بالاتر تھا
کہ فرمایا انا املح واخی یوسف اصبح یہہ روایت تفسیر سورہ یوسف علیہ السلام معالم رحمۃ اللہ علیہ مین
مذکور ہے یعنی میرا حسن نمکین ہے اور حسن یوسف سفید ہے یعنی بے نمک ہے اور حیا
اور لحاظ اور پاسداری آنحضرت صلعم کی نسبت اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
جو کمال اصل ہے اور بواسطہ اخلاق عظیمہ کے بموجب کریمہ انک لعلیٰ خلق عظیم بالاتر ہی فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ مین عفریت کو یعنی ایک دیو سرکش کو جو میری نماز قطع کرنے آیا تھا پکڑ کر
چھوڑ دیا بسبب لحاظ دعوت بھائی سلیمان علیہ السلام کے ۔ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد
من بعدی انک انت الوہاب ورنہ ستون مسجد سے باندھ دیتا لڑکے مدینہ منورہ کے
اوس سے کھیلتے غور درکار ہے کہ اسمین لحاظ اور حیا اور پاسداری بھی کمال ہے
اور زور آوری بھی اور تصرف مخلوق قوی پر بھی کمال ہے کہ پکڑ لینا حضرت الوہیت

صحابی رضہ کا باتہہ ابلیس شیطان کو جبوقت چوری کرکے لے چلا تہا غلہ وغیرہ صدقات
کو وقت لغینا انی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اوپر انہی صدقات کے اور منت سماجت کرکے
چہوٹ بول کر کہ پہر نہ آؤ ونکا خلاصی پائی دو رات یہہ حال رہا اور آنحضرت صلعم براہ
اعجاز فرماتے رہے حکایت اس قصہ شبینہ کی بدین الفاظ کہ ما فعل اسیرک البارحۃ یعنی
کیا ہوا قیدی تیرا کل کی رات کا یا کل کی شام کا ابی ابو ہریرہ اور فرماتی رہے
کہ کہتا وہ پہر آویگا اور تعلیم کرگیا اونکو آیت الکرسی اس اقرار پر کہ مجکو چہوڑ دی پہر نہ آؤنگا
لا یقربک شیطان اسکی تاثیر یہ ہے کہ شیطان بہاگ جاتا ہے اس سے اور آنحضرت
فرماتے رہی کہ وہ اگرچہ جہوٹا ہے مگر اس تعلیم آیۃ الکرسی مین اور اوسکی تاثیر مین سچا ہی
غرضکہ کیا تصرف عظیم ہے آنحضرت صلعم کا کہ ایک صحابی کا یہ تصرف ہوا اور اس حدیث
سے یہ واضح ہوا کہ کبہی نفع دین کا مرد فاسق سے بہی ہوجاتا ہی اور ایسا امر مندرج
کا فاسق سے جائز ہی البشر طیکہ اوسکو عادل تصدیق اور تسلیم کری جنانچہ وارد حدیث
شریف ہے ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل الفاسق فافہم اور بمقابلہ اعجاز جلنی تخت
حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر کل مسافت صباح و مسا آمد رفت یمن سے شام
تک اور شام سے یمن تک صبح و شام تہی براق آنحضرت صلعم کا بہی براق کو ہوا سے
کیا نسبت وارد حدیث شریف صحاح ہے یضع حافرہ عند اقصی طرفہ یعنی جہانتک
اوسکی نظر جاتی تہی وہان پر اوسکا قدم پڑتا تہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر
جن و انس تہا آپ کا لشکر جن اور انس اور ملایک ملکہ ہمراہ براق کے آمد رفت مین بطور سیاحت
مرکب براق اور عبدہ لقایت وجوبداری طرفوا طرفو اور السیک السیک گویان یعنی ہٹو
بڑہو ایک طرف ہوجاؤ الگ ہوجاؤ ویکہان شاطری وچستی وچالاکی حضرت جبرئیل علیہ
حاضر ہے اور پہر اپنے مکان سے سر ہو تجاوز نکیا یعنی سدرۃ المنتہی سے ۔ اور اعظم
تصرفات اور آیات معجزات سے ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے ابرا اکمہ مادرزاد نابینا اور

ابرص سفید بدن والا سبب مرض برص کے کہ لاعلاج امراض مین ہیں پس صدور و ظہور ان
امور کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ روز جنگ احد صدمہ زخم سے آنکھ حضرت قتادہ
صحابی رضہ کا حدقہ چشم سی نکلکر باہر آپڑی آنحضرت صلعم نے اوسکو اوسکی خانہ مین رکھدیا
پہلی سے آنکھ بہتر ہوگئی دوسری آنکھ درد کرتی یہ آنکھ کبہی درد نکرتی اور اوس سے زیادہ
تر روشن تہی اور عورۂ معاذ بن عفرا کو مرض برص کا تہا آنحضرت صلعم سے عرض حال کیا
آپکی دست مبارک مین جو دستی تہی اوس سے چہو دیا حقتعالی جلشانہ نے شفا عطا کردی
اسکو امام بیہقی نے روایت کیا ہی دلایل النبوۃ مین اور صاحب مواہب لدنیہ نے بہی اس
روایت کو نقل کیا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا اگر میری دختر کو یا رسول اللہ آپ زندہ
کردین تو مین ایمان لاؤن آپ نے فرمایا اوسکی قبر پر کہڑا ہو کر آواز دی فلانی آندر
سے قبر کے آواز آئی لبیک وسعدیک یا رسول اللہ آپنی فرمایا کہ دنیا مین پہر آنا تجکو
منظور ہے اوسنی عرض کیا کہ واللہ آخرت کو دنیا سی بہتر پایا اور چند بار احیاء اموات
کا معجزہ آپ سی صادر ہوا چنانچہ شواہد النبوۃ مین حضرت انس بن مالک رضہ سی روایت
ہے کہ ایک عورت پیر ضعیفہ کا جوان بیٹا مرگیا جسوقت اوسکو دفن کیا اوسنی کہا خداوندا
تو دانا ہے کہ مینی ہجرت کی تیرے رسول کیطرف اس امید پر کہ میری تو مدد کرے گا
اور فریاد رسی کریگا پس ایک شدت اور محنت مین مجہہ پر اسقدر بوجہ مت رکہہ معصیت کا یعنی
مجہہ سے بیصبری ہوگی جو باعث ہوگی معصیت کی پہر اوس جوان کے موہہ سے کپڑا ادور کیا
وہ زندہ ہوگیا اور ہمارے ساتہہ کہانا کہایا اور ایک روایت مین ہے کہ پہر مرگیا یہہ
مورد محل صحابہ سی داخل معجزہ کے تہا ایک عمدہ نکتہ ہے کہ حضرات صحابہ سے جب ایسا ثابت
ہو تو آنحضرت کی صلعم شان تو بس بلند ہی یہ سب کرامات راجع اور عاید طرف معجزات
کے ہین اور مواہب لدنیہ مین مروی ہے نعمان بن بشیر صحابی سے رضہ زید بن خارجہ
سرداران انصار سی تہی رضہ اثناء راہ مین محلہ اسواق مدینہ منورہ کی چلی جاتی تہے

مابین ظہر اور عصر کے منہہ کے بل گرکر مرگئی انصار کی عورتان اور مرد آگر گریہ وزاری
کرنے لگی یہانتک کہ درمیان مغرب اور عشار کی اونکی آوازسنی کہتی ہتے
محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ وکان ذالک فی الکتاب الاول
وصدق صدق ہذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نی کتاب من عاش بعد الموت مین اور یہہ روایت
نہایت موید ہی ہماری دلایل کو اور اس قسم کی روایات دربارہ معجزات بہت کچھہ
مدارج النبوۃ مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مین مروی ہین یہ
ہی کفایت کرتی ہین اگر شبہہ کیا جاوی کہ یہہ مردہ شاید مسکوت ہوگئی ہون
اور زندہ ہون تو غلط ہی اسواسطی کہ حاضرین اوسوقت کی بے تنقیح اس امر کی
بالمعاینہ کرتی تہی ایسا شبہہ قابل اعتبار نہین کہ سکتہ امر حسی ہین سے امتیاز
درمیان سکتہ اور مردہ کے بس متعارف شایع ذایع ہے اور قطع نظر اس سے
احیاء اموات امور ممکنات مین سے ہی نہ ممتنعات ایسی معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام
اور اونکی اتباع کا ثابت ہی ہرگز مستبعد نہین اور نہ کوئی دلیل شرعی اسکی امتناع
شرعی ہونے پر قایم ہوئی ہے اگر چہ ممتنع عقلی ہو کیونکہ تا وقتیکہ امتناع شرعی ہو
ہمکو اوسکی پیروی لازم نہین بسا ممکن عقلی ممتنع شرعی ہین مانند سحر کی یہہ امر اس
قبیل سے نہین بلکہ ثابت الاصل ہی عقلاً و ہم شرعاً فافہم اور یہہ امر ایسی خصایص
عیسوی مین سے شرعاً نہین ثابت ہوا کہ اور انبیا تک انبیاء پیشین اور انبیا پیشین
تک یا اونکی اتباع تک تجاوز نکری حضرت ابراہیم علیہ السلام سی منصوص قرآنی ہے
قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاً ثم
ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم اور قصہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما

فوزنا بثالث موجود ہے تفسیرون مین سے ملاحظہ کرنا چاہئی اور اس رسالہ مین بھی کسی
قسطاس مین تحریر ہو چکا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ یہہ معجزہ سورہ یٰسین مین اوسکا منسوب
ہی طرف عیسیٰ علیہ السلام کی تو تو مراد صدور اس امر کا یعنی احیاء اموات کا صحابہ کرام
سے منسوب ہی طرف آنحضرت صلعم کی قبائل اور صدور معجزہ احیاء والدین انبی کا
آنحضرت صلعم سی ثابت ہی اور ایمان لانے مین اونکی اختلاف ہی یہہ امر آخر ہے اگرچہ
نزدیک متقدمین محدثین کے ایمان لانا اونکا صحیح نہین مگر نزدیک متاخرین کے ثابت ہی
اونہون نے ثابت کرکے پایہ ثبوت کو پہونچا دیا ہے حضرت اوستادی اوستاد الآفاق
تاج المحدثین مولانا محمد اسحاق محدث قدس سرہ ہی وقت سند جامع الاصول کے کہ اوس روز
نوبت قراءۃ سبق مین مولوی بار علی صاحب عظیم آبادی کی تہی ۱۲۵۸ ہجری مین مجکو یاد ہی یہی
سنا فرمایا تین قول مین سے قول حقیر اس باب مین سکوت ہی احتیاطاً اگرچہ یہہ دو قول
بہی فرماتے تہی کہ موت اوپر کفر کے ہوئی یا اللہ تعالیٰ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان
لائے اور ان دونون قول حقیر عدم ایمان عرفانی ہے اور اعلی اور افضل اور اشہر
اور ابقی اور ادوم اور اظہر اور اہر معجزات حضرت خاتم النبیین صلعم مین سے کلام اللہ تعالیٰ
فرقان حمید قرآن مجید ہی کہ تا قیام قیامت مستمر اور پایندہ اور متلو اور محفوظ لفظاً
ومعنی لفظاً وقراءۃ ہی مشتمل ہے اوپر کمال فصاحت اور بلاغت کے کہ عند التحدی والمقابلہ
فصحا و بلغاء عرب اور فتح اونکی کے بنا لائے ایک سورت سی کیا بلکہ ایک آیت سی بہی
عاجز ہو گئی قولہ تعالیٰ قل فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین
اور سورہ ہود علیہ السلام مین ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا
من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین نہایت کار نظر بکمال اعجاز ارشاد ہوا کہ قل لئن
اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا
اسواسطے کہ سراپا قرآن شریف غایت اعجاز فصاحت و بلاغت مین ہے جو عوام مقابلہ

تہامِ قرآن شریف کوئی کتاب پوری اور عبارت پوری بنالاؤ خواہ کوئی آیۃ کوئی
صورت جو جز رہے بلا تفصیل و بلا تعیین بنالاؤ وفا فہم اور جانا چاہیے کہ خارج کرنا ملایکہ
کو اس آیۃ میں سے اور نہ شامل کرنا اونکا ساتھ جن و انس کے باوجود ہونے کے
ذوی العقول میں سے اس وجہ سے ہی کہ ملایکہ معصوم ہیں مدعی اور معارض اور متحدی
قرآن شریف کی نہ تہی اور معہذا ضمنا عجز ملایکہ بہی فی نفسہ لازم آیا اسلیے کہ سرگاہ جن
و انس باوصف مولاے موجد انشا اور انشا آموز کی عاجز آئی تو ملایکہ تو بطریق اولی
عاجز ہیں اور سب گروہ ملایکہ میں اعلم حضرت جبرئیل علیہ السلام حامل وحی ہیں اونکی نسبت خود
لفظا میں قرآن شریف میں نازل ہے اور مقابلہ منافی ہے ایسی بات کو جسکی عظمت کا
اعتراف ہو اور فوقیت کا اقرار قدیم اور یہ عرض جواب جانب ملایکہ سی کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا
ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک بروقت فرمانی حق تبارک و تعالی کے انی جاعل
فی الارض خلیفہ بطور مقابلہ اور مفاخرت نہ تہا بلکہ بطور مناصحت حسب لیاقت اور حوصلہ اپنے
کی تہا براہ لی علمی کے جسکا جواب یہ پایا قال انی اعلم ما لا تعلمون اور بطرز امتحان کی تہا
اور واسطے اظہار شرف رتبہ انسان کے فافہم اور نزول کتب سماوی اکثر زبان عجم میں ہی
اور قرآن شریف کا نزول بعبارۃ عربی بے شک زبان عربی افصح اور ابلغ ہی سب
زبانوں سے اور فایق وارد احادیث مشاہیر ہی لسان اہل الجنۃ عربی اگرچہ بطور
روایت قرطاسی کے بعض حواشی در مختار پر نظر سے گذرا کہ زبان اہل جہنم کی دری
ہے اور دری زبان فارسی لغت بلخ ہے معطا اور اگر خطرہ مخطور ہوکہ اور کتب منزلہ
اور فرقان حمید دونوں کلام الہی ہیں پھر یہ تفاوت فصاحت بلاغت کیا ہے بلکہ یہ بات ہو اگر ہی متفاوت الفصاحت والبلاغت میں ہی تو ہے
کہ بعض کلام الہی پر بعض کے فائق ہی فصاحت بلاغت میں بارادہ الہی واسطے اظہار عظمت رتبہ کے مانند تفاوت مراتب ہمگی رسل علیہ السلام
کے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ایسا تفاوت جو مشابہ ہے اور مساوی ہو کلام
مخلوق کے جیسا کہ غیر نبی اور رسول مساوی نہیں نبی اور رسول کو کیونکہ مقتضای لفظ

بعضہم علی بعض یہی ہے علی ہذا القیاس فتنبہ اور جانا جاہیئے کہ عمدہ اعجاز عیسوی علیہ السلام
اوسکا احیاء اموات اور شفاء مرضی تہا یہ بہی بیشک اعجاز قرآن مجید اصلا نہین ہو سکتا
اسواسطے کہ اعجاز قرآنی باعث احیاء حیات روحانی ہے جو عبارت ہی احیاء ایمانی
سے اور یہ مستمر اور دائم ہی اور وہ اعجاز عیسوی ایک امر آنی غیر مستمر تہا بہ نسبت
اعجاز قرآنی کے اور احیاء ایمانی کے اور اگر یہ عذر کیا جاوی کہ احیاء روحانی انجیل
مقدس سے بہی حاصل تہی پس جواب اسکا ظاہر ہی کہ برکات انجیل مشابہ برکات قرآن مجید
ہرگز نہین کما و کیفا و زمانا فاحفظ پس خلاصہ یہ ہی کہ ذات بابرکات عالی صفات متعالی سمات
حضرت سید کائنات خاتم النبیین آخر المرسلین سید الاولین والآخرین علیہ افضل الصلوۃ
والتسلیم جامع جمیع کمالات تمامہ انبیاء و مرسلین اور مجموعہ جمالات سائر رسل بل کمالات
اجمعین الکتعین البصعین مع شی زائد و امر نافل ہے پس معنی عزیز مسمی بہ مندرجہ اثر مذکور
جو قدم بقدم مین حضرت خاتم النبیین کے جو بادی ہین طبقات سافلہ کے مانند اور ادم
اور نوح وغیرہ اور وسطی اور اوائل کے بشر طوجود متکلمین و ہان اور غیر نبی ہین جسکو
براہ مبالغہ اثر مذکور مین لفظ نبی مجازا تعبیر کیا اور دلایل ترجیح اسکی سے تمام قساطیس
مشحون و ممتلی ہین وہ سب اوائل اور اواسط اور اواخر مستفید ہین آثار و اطوار
سے اور منور ہین انوار سی اپنی اپنی متبوع کے طبقہ ارض علیا ہی جسکی ہمنام ہین اور یہ
مطلب مشرح کیا بلکہ موضح ہے تحقیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ مندرجہ کتاب
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سی کہ قدم بعض اولیاء بر اقدام بعض انبیاء ہی حضرت ابراہیم
اور حضرت آدم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی اور حضرت خاتم الانبیاء علیہم السلام
جس جگہ یہ تحقیق کی ہے اصطلاح نظر بر قدم اصطلاح صوفیہ کرام کی واللہ اعلم۔

قسطاس سی و پنجم متعلق اون قساطیس کے جو مشتمل ہین اوپر رفع بعض شبہات کے
جو نا ثبت مین منافی غیر مستقیمہ ہے اور متضمن ہین دفع خدشات کو جو نا ثبت مین منافات متخیلہ

ہے اور صفت ارتش آ بداس قسم کی امور کا فضلا کو آفات صالات ہوتا ہی یا عجلت
اوقات سوء منجلہ سوء تدبیری ہے نہ از قسم نقص فضل و کمال اس قسم کے باتغزی منظر
ستا صحت مکارگری و مصالحت صحت نظری واجب الاطلاع اور لازم الانبیاء ہی بحکم حدیث
شریف الدین النصیحۃ الحذر الحذر قسطاس سی و ششم دہوکا ہوا اس توجیہ پر کہ
بالفرض اگر یہہ کہا جاوی کہ فقرہ اخیرہ اثر مذکور یعنی فیہ نبی کنبیکم سی ظاہر ہی کہ صرف
تشبیہ فی التسمیہ ہی مراد نہیں بلکہ تشبیہ فی المرتبہ والوصف مراد ہی مانند لکل فرعون موسی
یعنی لکل مبطل محق معلوم ہوا اسلیئے کہ اول تو یہہ نظیر مذکور صرف تشبیہ وصفی ہے کی اسمی مع عمرو
سے بغیر لحاظ التسمیہ کی و ثانیاً اگر از قبیل تشارک وصفی اور تشارک اسمی علی اختلاف
الروایات اثر مذکور مین کہا جاوی تو مضایقہ نہیں کیونکہ روایت فیہ محمد کمحمدکم ہی ہے نام
اور انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے جیسا کہ اوسمین تشارک اسمی اور وصفی ہے اور
قطع نظر اس سے پہر بہی تو خاتمیت خواتم ستہ اس تحبث سی ثابت نہیں ہوئی بلکہ صرف مرتبہ
نبوت مین تشبیہ ثابت ہوئی کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہی سو وہ البتہ تشبیہ نبی بارہ
وصف ہدایت اور نذارہ غیر حقیقی کے اور تذکیر اور توعیظ کے موافق توجیہ امام قسطلانی
اور امام زرقانی اور امام سیوطی وغیرہ کی وہ مسلم ہی جیسا کہ قسطاسون سابقہ مین
مدلل ہوچکا اور مستقبلہ مین ہوتا چلا آتا ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ مراد اس سے وہ مرتبہ
نبوت ہی جو ماخوذ ہے ساتہہ وصف خاتمیتہ کی یعنی خاتمیتہ مطلقہ کی اول تو تشبیہ مین
جمیع اوصاف ملحوظ نہیں ہوتی والا پہر خاتمیتہ مطلقہ عامہ شاملہ جمیع طبقات کیا بلکہ از عرش
تا فرش جو خاصہ مختصہ خاتم حقیقی ہے صلعم وہ واسطی خواتم ستہ کی ثابت ہوتا ہی نہ خاتمیتہ
اضافیہ مقیدہ اسلیئے کہ وصف خاتمیتہ مطلقہ اوصاف مخصوصہ خاتم حقیقی مین سی ہی ہے
صلعم یعنی یہہ خواتم ستہ بہی خاتم مطلق ہین یا نعوذ باللہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم مطلق کے نفس مضمون
مذکوری بالاطلاق ہین نہ خاتم اضافی ہین تو یہ خلاف المفروض اور اضافتہ اوپنی سے

اور تشبیہ اور شی لیس تشبیہ کو جو صریح لفظ اوسکا اثر مذکور مین معتبرہ کنتم مین وارد ہی دربارہ
اثبات خاتمیہ مطلقہ ہو یا مقیدہ کیا دخل کہ وہ خواہ مخواہ اوسکو مستلزم ہو پس ایک امر
محتمل قابل استدلال نہین ہو سکتا ہے اگرچہ اضافہ مین فی الجملہ مناسبت ہو ساتھہ حقیقت
کے ایک امر وصفی ہین فی نفسہ مانند خاتمیہ کی مانحن فیہ مین مگر وہ مناسبت بھی مانحن فیہ
مین ایک امر اعتباری ہے کہ جسکا منشا ثبوت شرعی نہین کہتا اس بحث مانحن فیہ
مین اور پھر اوسکا منشا جو غیر شرعی ہے وہ بھی ایک امر ہی امور لابدہ اعتباریہ مین سے
بخلاف مشابہت مذکورہ کی جو مصرحہ فی الاثر المذکور ہی اس صورت مین امر تحقیقی ہین سے
ہی کہ جسکا منشا امور قریبہ محققہ مین سے ہی خصوص مانحن فیہ مین فافترقا مگر وہ بھی بسبب
ہونی احتمال کے باطل الاستدلال ہے جیسا کہ گذرا پس اطلاق خواتم تشبیہی نہ کہنا چاہیے
بلکہ امثالی مثلی کہنا چاہیے بطور افراد متماثلہ متجانسہ متنوعہ بنوع واحد متحد الحقائق کے اور
نہ اضافی سو یہہ خلاف قرار دادہی پس اضافہ جو ایک امر عدمی انتزاعی تہا وہ متبدل
با مر وجودی تحقیقی ہو گیا اور یہہ امر باطل ہے اسلیے کہ ما بالتحقیق ما بالاعتبار نہین ہو سکتا
اور نہ عکس اسکا والا یعنی مرتبہ نبوت خواتم ستہ ماخوذ ہی ساتہہ وصف خاتمیہ مقیدہ اضافیہ
کی تہا ایک وصف زایدہی ثبوت اسکا بدلیل شرعی درکار ہی نہ عقلی اور بصورت اطلاق
مرتبہ مذکورہ یعنی مرتبہ خاتمیہ بطرز عموم و شمول ہر دو مرتبہ خاتمیہ کو یعنی خاتمیہ مطلقہ کو
اور نیز مقیدہ کو تب بھی تو مراد فرد کامل ہوگا یعنی خاتمیہ مطلقہ جو خصیصہ ہی خاتم حقیقی
کا صلعم پس بالضرور محذور مذکور قایم ہے اور یہہ خاتمیہ مقیدہ وہ شی ہے کہ جس سے علاقہ
تشبیہ کو بنانا چاہتی ہین اور استحالہ تجانس اور اتحاد نوعی مذکورہ کو دور کرنا چاہتی ہین
سو یہہ امر لا یکاد و سیل جوڑ ہے جیسا کہ عنقریب محقق ہو چکا پہر وہ بھی دو حال سے خالی
نہین بغیر مشابہت ہو مانند مجاز مرسل کے مثل ید اور نعمۃ کے یا حین مشابہتہ ہو مثل استعارہ
کے مانند اس آیہ عزیزہ کی ہو الذی جعلکم خلایف فی الارض اسلیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم

خاتم النبیین ہیں پس امتہ بھی اونکی خاتم الامم ہے لان محمدا صلعم خاتم النبیین فامتہ خاتمۃ
سائر الامم من تفسیر المدارک اسکو قرینہ شرعیہ کہتے ہیں اور منشاء شرعیہ کیونکہ وجود امت
خاتمیہ ساتھہ وصف خاتمیہ کی ایسا ہی ہے جیسا کہ وجود خاتمیہ نبوت حقیقیہ متحقق
الوجود ہے نہ کہ وصف اضافی اعتباری ہے اور خاتمیہ امتہ مرحومہ مذکورہ جا بجا
منصوص قطعیۃ قرآنیہ اور اخبار نبویہ اور آثار صحیحہ بلکہ کتب منزلہ سابقہ مقرون العلامات
ثابت ہے نحن الآخرون السابقون و ایت حدیث شریف وارد صحاح وغیرہ کافی ہے
اکثار اس باب میں موجب طوالت ہے معلوم ہر کہ ومہ ہے پس بہرحال ہر دو صورت
مذکورہ یعنی صورت مجاز مرسل و صورت استعارہ اس تشبیہ سے مطلب اہل مطلب
ہرگز بر آر نہیں تا وقتیکہ منشاء تشبیہ شرعی نہو اور لفظ خاتم اثر مذکور میں تصریح نہ ہو
پس معلوم ہوا کہ مراد اثر مذکور میں لفظ نبی سے ہادی غیر نبی مراد ہیں مسمی باسماء
مذکورہ الاثر المذکور اور تشبیہ امور محسوسہ میں ہو یا معنویہ میں منجملہ امر تحقیقی ہے بخلاف
اضافتہ کہ وہ منجملہ امر اعتباری ہے پس ہرین تقدیر لازم آتا ہے فقرہ اثر مذکور میں
اجتماع وجود اور عدم محل واحد میں پس ما نحن فیہ میں محل نزاع اضافتہ نہیں ہو سکتا
بلکہ محل نزاع تشبیہ ہے نفس نبوت میں جسکو متحمل اثر مذکور ہے جسکا مآل استلزام الکثرت
فی النبوت ہے مع قطع النظر عن الخاتمیۃ اور اگر اثبات تشبیہ منظور نہیں اضافتہ ہوتا تو حسب
قواعد عربیہ ممکن تھا مگر اوسکو لزوم شرکت فی النبوت مانع ہے اور بعض صورتیں یا
وارد شریعت یا انکار شریعت یا تکلیف قبل ورود شرع جیسا کہ قسطاس سابق میں
مفصل گذرا الا الطریق مجاز و استعارہ مراد ہادی غیر نبی لئی جاوین حسب اقتدار
سلف صالح مانند قسطلانی و زرقانی وغیرہ تو بہر لا اعتبار کندن ہے اور یا صورت
مطلب بر آری بتصریح بدین لفظ ہو لی فیہ خاتم کنا تحکم مگر پہر یہی صورت تشبیہ ہوئی
صورت اضافتہ بدلیل مذکور الا تجوزا بوجہہ وجود منشاء اضافت مگر پہر بھی احتیاج

تاویل خاتم مثل مانند تاویل قسطلانی وغیرہ کے بوجہ لزوم استحالہ شرکت وغیرہ
اسلیے کہ خاتم بغیر نبی نہیں ہوتا کہ امر لاحق ہے پس اثبات نبوت سادج باہمراہ تجانس
نسبت خواتم ستہ ہرگز قطعاً وقاطبتہً باطل ہے اور ہر پہلو محال مناقشہ قائم ہے اور
اگر یہہ عذر کیا جاوے کہ روایت اسمی میں یعنی فیہم محمد کنبیکم دلالت کرتی ہے اوپر خاتمیت
کی بطور ترقی کلام کے پس اول تو تقریر متقدم کافی ہوچکی اور معہذا یہہ عذر جب معتبر ہو
کہ اور انبیاء علیہم السلام کا نام اثر مذکور میں مذکور نہ ہوتا تاکہ قرینہ خصوصیت وصفی اوپر وصف
مخصوص کے ہی یعنی خاتمیت کی ہی یہہ روایت اسمی حکمی بطور ترقی کے دلالت کرتی
یعنی نبی وہاں تو خاتم ہی ہیں پس معلوم ہوا کہ وصف مشترک جو مصرح فی الاثر ہے
یعنی نفس نبوت مراد ہے جو بوجوہ مذکورہ فی القسطاس معتبر ہے ساتھہ ہدایت یا دہی
غیر نبی کے ورنہ بصورت دعوی خاتمیت کیا اور دعوی نفس نبوت کیا پہر وہی مشکل
قائم ہیں مگر جو کہ حضرت ابن عباس رضی سے اسی باب میں حدیث قدسی مروی
ہے جیسا کہ قسطاس سابقہ میں مذکور ہوچکا ولم اختم بہ النبیین بعثت لہ انبیاء یکون بعدہ
نبیا اوسکی تصریح سلب خاتمیت پر باعدا خاتم حقیقی اکتفا فرمایا بالضمن سلب نفس نبوت
کہ جسکو خاتمیہ لاحق ہے اور نیز بدون اوسکی خاتمیت غیر متصور ہے پس وہ حدیث قدسی
تفسیر اس اجمال کی ہوگئی اب جو توجیہ عقلی گہڑی جاتی ہے خلاف اس تفسیر
حضرت ابن عباس رضی ہے سو وہ قطعاً ہر پہلو باطل ہے ورنہ پہر تو یہہ کہا جاتا ہی کہ
دو حال سے خالی نہیں یا اصلاح معنی صاحب اثر ہی کہ خود صاحب اثر ہی نہیں
سمجھے معاذ اللہ یا ہنوز صاحب اثر اس کلام میں بامید اہل فہم متاخرین سعی ہے
نہیں کئے بلکہ بسبب مہمل قدسی کے ان ہر دو امر ناقص کو کہ اثر دور تک پہونچتا
ہے یعنی صاحب حدیث قدسی تک اور ابن عباس رض اور آنحضرت تو ناقل ہی ہیں فتدبر
الحذر الحذر فافہم اور معہذا روایت محمد کنبیکم کہ جسمیں تغییر اسلوب کلام نہیں ہے کہ ظاہر

ہے بلکہ غلبہ ہی جہتہ علمی کو اور بہ حیثیت وصفی اور مرتبی کے وہ روایت مزاحم حال ہے
اس جہت وصفی اور مرتبی کو اوس معنی پر جو کہ منشا ہی نبوت خاتمیہ اضافیہ مزعومہ
کا ہیں معلوم ہوا کہ وہاں ہادی غیر نبی ہیں مسمی باسماء انبیاء آدم و نوح تا بحضرت صلوٰۃ اللہ
علی نبینا وعلیہم السلام جو مشابہہ ہیں ساتھ ہر ایک نبی طبقہ علیا سی اپنی کے نفس یا ابتہ
وغیرہ اوصاف جمیلہ اور ملکات فخیمہ اور اخلاق فاضلہ میں قدم بقدم اونکی اتباع میں
فقط لا غیر الحذر الحذر واللہ اعلم وعلمہ اتم **قسطاس سی وسیتم** اگر یہ شبہہ کیا جاوے
کہ ایسے آثار کا انکار کرنا جیسے یہہ اثر مذکور کہ جسکی صحت مع الشذوذ ہے اور یہ شذوذ قادح
صحت نہیں گو قطعی الثبوت نہیں جو مفید یقین ہوا ور تکلیف عقیدہ اوسکی کی بجا دہی اور اسکی
منکر کی تکفیر کیجاوی کیونکہ احتمال خطا باقی رہتا ہی کہ حد تواتر کو نہیں پہونچی البتہ حضرت
ابن عباسؓ سی مروی ہے بطور اثر کی اور اوسکی مضمون پر انعقاد اجماع بھی نہیں یا
جو باعث تکفیر منکران ہو مگر خالی از ابتداع تو نہیں اسلئی کہ ائمہ حدیث نی بعد تصحیح کے حکم
شذوذ کا دیا جو ایسا شذوذ مطاعن حدیث سی نہیں **قطاس** رفع شبہہ مذکور یہی کہ اولاً
اسکا انکار اہل تحقیق نے مطلقاً وحلقاً نہیں کیا بلکہ اسکی اصلاح بد منظور رکی کہ جس سے اثر
مذکور میں اور آیتہ خاتمیتہ میں تطبیق حاصل ہو گئی چنانکہ اکثر قسطاسوں میں مذکور ہو چکا کہ جسکی
تسلیم سے اہل استعداد کو خلش پیدا ہو ئی کہ نوبت اوسکی ابطال پہونچی اور قطع نظر اس سے
حاصل اس شبہہ کا یہی کہ ثابت اوسکا ہی ساتھ ثبوت ظنی کے اول اہل تحقیق سے
کوئی اس اثر کا منکر نہیں ہوا اور بالفرض منکر ہوا تو منکر ظنی الثبوت پر کیا الزام ہے
کیا نہیں معلوم ہی کہ منکر واجب جو کہ واسطہ ہی درمیان فرض کے اور سنت کی نزدیک
حنفیہ کے جسکا امام شافعی انکار کرتے ہیں مبتدع ہرگز نہیں بلکہ پیشوای اہل سنت وجماعت
ہیں کیونکہ ثبوت اوسکا ہے ساتھ دلیل ظنی کے نہ ساتھ قطعی کے اور بالفرض اگر مبتدع
بھی ہوا تو ظنی ہوا اور ظاہر ہی کہ ظن کافی نہیں **قولہ تعالیٰ** ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

قوله لعم ان لعض الظن اثم سے قبل انکو اصون اور ماثبت اسکا خاتمیت اضافیہ نسبیہ جیساکہ تحقیق ہوچکا بلکہ اکثر ماثبت اسکا حسب مزعوم اہل اشتباہ سی تو ثبوت خواتم ستہ ظنی الثبوت ہی نہ خاتمیہ بدلیل فقرہ فیہ نبی کنبیکم اور نیز فقرہ محمد کمحمدکم کے اور اور قبائح اور شنائع اس امر کے بھی روایۃً و درایۃً اور نیز دلائل عقلیہ اکثر قسطاس مین لیسا ومثل مذکور ہین پس اب انصاف درکار ہی کہ دریں صورت ثبوت خاتمیۃ کی جو کہ لطور ظنی الثبوت بھی نہین بلکہ ایک اختراع جدید ہی وہ خالی از ابتداع ہوا اور وہ تحقیق جو متضمن تطبیق بین الایۃ والاثر المذکور ہی اور مطابق تفسیر صاحب اثر ہی جو حافظ اور حامی اصل عقیدہ ملت اسلام ہی اور تخشتہ رخنہ ہی ہر قسم کی آلودگی سے نسبت عقیدہ اسلام کی وہ داخل سوء عقیدت اور جفا اور بے ادبی ہو کر محمول برابتداع واختراع ہو یا الطاف واقع نا مزد بانکار اثر مذکور ہو حالانکہ انکار اثر ناگوار اہل تحقیق ہے سلفًا وخلفًا اور قطع نظر اس سے کہ بالفرض محال صاحب اثر منسی حدیث قد نبئکم اخنم بہ النبیین الخ جو کہ تفسیر ہی مروی ہو تو حسن حالت میں میدان التطبیق وتوفیق بتاویل حسن اور توجیہ مستحسن فراخ ہو جیساکہ سب ہی قسطاس میں صراحتہً واشارۃً وکنایۃً وتلویحًا وتلمیحًا نمالبًا مبرہن ہے یہی کفایت کرتا ہی الحذر الحذر قسطاس وہی شبہ

اگر یہ شبہ واقع ہو کہ اثر مذکور مین تاسید اور تشئید معنی خاتم النبیین مخالف نہین بلکہ اوسکی تغلیط بین التیہ ثبوت مین قدح ہی کیونکہ اوس صورت انکار اثر مین منجملہ سات حصون خاتمیۃ کی ایک حصہ باقی رہتا ہی اور چھ حصہ ہاتھ سے جاتی ہین مطلبیس دفع اوس شبہ کا یہ ہی کہ اول تو یہ دعوی کہ در صورت انکار اثر مذکور زوال چھ حصوں خاتمیۃ کا لازم آتا ہی مجرد دعوی ہی کیونکہ یہ مبنی ہے اوپر ثبوت خاتمیۃ خواتم ستہ کی اس اثر مذکور سی اور وہ خیر ثابت ہی اور قطع نظر اس سے ثبوت حصص ستہ با کمالیش نسبت خاتمیۃ کے ہرگز ثابت نہین من ادعی فعلیہ البیان مع التبیان والا محذور ترکیب خاتمیہ حقیقیہ

وجود معنی دیگر جو باعث تطبیق ہو اطمینان حاصل ہے پس واضح ہوا کہ یہہ امر سراسر شبہہ ہے
تقریب تام نہیں ہے علاوہ اس تقریر سے ایک اور شبہہ بہی برطرف ہو گیا کہ عظمت
شان نبوی صلعم جو مقتضی تہی اوپر تسلیم ہفت ارضی بترتیب فوق وتحت منفاصل الطبقات
کے علی اختلاف الروایات گو روایات فاصلہ بین الطبقات موافق روایت جامع ترمذی مفسر
ارجح ہی ہیں کہ اسمیں جو منشا ہی کہ ایسی شان محمدی صلعم کا ساتہہ افراط میں جیسہ گونہ کمی ور
کمی بہی اسقدر کی اور حالانکہ عظمت شان محمدی صلعم جو عبارت ہی خاتمیت مطلقہ سی اور
فضل اور جمیل اور ختم اور وقت سی مستغنی ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہان اگر یہہ امر آخر ہی کہ
لکاثر افراد امتہ جو وارد اخبار صحیحہ ہی بنا کحو تو اللہ و لکاثروا فانی اباہی بکم الامم سو النبی ایسر
امر میں تو فضل اور تفلک کو جو منشا ہی تخصص کا فی الجملہ دخل ہے ذکر لفظ شان خاتمیت مطلقہ
میں کیا بلکہ لفظ نبوت میں اور یہہ امر بیانات بلا ضرورت ایجاد خواتم ستہ ممکن ہے درصورت
انفصال طبقات ارضی سبعہ ہی بعنوان آبادی یہہ جو طبقہ ارض علیا کی جو غرقاب ہی اور
دو سات حصہ غیر معمور ہیں یہ جیسا قاعدہ تنصیف کرہ بطلاح آفاقی ستدیرہ متقاطع خطین خط
محور خط عظیم کرہ دایرہ معدل النہار سی پیدا ہوتا ہی اور آخر نقاط متواصلا اوسکا ایک جانب سی
بنقطہ قطب شمالی دیجانب دیگر سی بنقطہ قطب جنوبی کہ یہہ خانہ بادیہ جنوب میں نظر آتا ہی بوجہ جلوت
حائل خانہ کہ واقع ہی نشیب میں بنسبت قطب شمالی کے اور اسہی سبب سی سطح زمین ہی
جانب جنوبیہ نشیب میں ہی بنسبت جانب شمال کہ فراز رکہتا ہی لہذا جریان میاہ ہوا
جانب شمال سے جانب جنوب میں ہی او خط منطقۃ البروج اگرچہ مسامتۃ الراس سے تراو
اور میل کرتا ہی جانب جنوب کو گویا بدرجہ تقاطع مستوی یعنی مسامتۃ الراس سی آگے کچھ
منحرف نہیں امر تقریبی ہے اور وہ اس فن ریاضی ہیئت اور حساب میں معتبر ہے الحاصل
ہر دو قطعہ مذکورہ کرہ مذکور منقسم ہے چار چار حصہ پر اور چونکہ منجملہ قطعہ عالیہ کرہ مذکورہ ایک
ربع مسکون آبادی ہی اسمانہ قطعہ سافلہ کرہ مذکورہ ہفت ربع کرہ عالیہ غرقاب ہی لہذا

لہذا ربع مسکون کا اطلاق ہے۔ پہر کچہ ضرورت نہیں طرف ابادی کی اِت ستہ باقیہ منفصلہ محویہ بالطبقہ العلیا کی در صورت آبادی ہیاں بر ارتفاع قطعہ عکسیا ارض علیا کی بسبب زیادہ مساحت اوسکی کے نسبت طبقات عالیہ ارضی ستہ سافلہ کی تقریبًا غائبًا فافہم صورتہ ہکذا فقط

پس اب کچہ ضرورت نہیں طرف ایجاد خواتم ستہ در بارہ حصول غرض مطلوب شرعی کی یعنی لکاثر افراد امتہ بلا موونتہ دیگر توجیہات اور معنی اثر مذکور نہی ہر بار ہی تقویتہ توجیہات مسلک لا یجال وغیرہ مذکورہ سابقہ قسطاسین و رعدد طبقات سبعہ اور کرویت ارض اور سب لوازم ضروری بجاہی خود قایم رہتی ہین مگر تحقیق تنزل امر بینہن کی اس صورت مین جو موجب التباس ہے اسی باب مین وہ مفصل عنقریب قسطاس آیندہ مین مذکور ہوکر رافع شبہات ہی گو طبقات ملتصقہ ہی ہون تنزل امر بینہن کو کچہ آسیب نہین فقط۔

قسطاس سی و نہم جاننا چاہئی کہ اتیان بصیغہ واحد نسبت ارض کے قرآن شریف مین بوجہ جنسیتہ ہی جو موضوع ہی واسطی اطلاق کے اوپر واحد و کثیر کے اور مراد ہی اِن اوس ہی کثیر با وجود اختیار لفظ واحد بجہت التصاق طبقات سبعہ کہ اس وجہ دین کلام نہین چنانچہ بعض روایات اخبار صحیحہ مین لفظ جمع ارضین بہی وارد ہی یا بجہت عدم اختلاف ماہیتہ طبقات کی کہ سب ایک ہی جنس ارض سی نہی ہین بخلاف طبقات سموات کی کہ اجناس مختلفہ سی نہی ہین جیسا کہ روایات اکثر تفاسیر مین موجود ہے جو ضکہ اہل شرع کو اختلاف تعداد سبعہ طبقات ارض مین اختلاف ہی فصل بین الطبقات مین بعض متکلمین اہل اسلام کی نزدیک طبقات سبعہ ملتصقہ ہین موافق دل اہل ہیئتہ کی مگر بظاہر مخالف ہی قول اللہ تعالی کی۔ اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنہما یعنی کیا نہین جانا کافرون نے کہ آسمان اور زمین تہی متصل ہوی پس کردیا ہمنی جدا اون دونو کو فقط لیکن بنظر غور یہ معنی ہین کہ یہ دونون صنعت حقیقت المجموع بافرادہا کانت افراد کل واحد من الصنفین متصلۃ فیما بینہما او منفصلاتہ

متصل تھے اور طے ہوئی آپس مین پس جدا کردیا ہمنے اون دونون صنفونکو قطع نظر اس سے
کہ افراد ان ہر دونون کی جو چودہ طبق ہین ملی ہوئی ہون یا نہون جیسا کہ اتیان
صیغہ مثنی کا نشان اور ضمیر مثنی لفظ ہما کا دلالت صریح کرتا ہی جیسا کہ اشارہ ہی طرف
اس مضمون کی سورہ فصلت مین کریمہ ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض
ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین یعنی فرمایا واسطے اوس صنف آسمان اور صنف زمین
کے من حیث المجموع بلالحاظ الطبقات اوسکی کل اور کیفیت ان طبقات کی کہا اون دونون
صنف مذکور نے آئی ہم دونون فرمانبردار رغبت کی ساتھ اور جہانتک کہ متعدد ہونا
آسمان کا منصوص اس آیت مین اور اور آیات مین ہے ویسا متعدد ہونا زمین کا نہین ہے
یہی وجہہ ہی اختلاف کی نسبت اسکی کہ ظاہر ہی آیندہ ترجیح اقوال امر آخر ہی پس اگر دیکھو تو
اگر یہہ شبہہ کیا جاوی جیسا کہ بعض اہل فضل کو اشتباہ واقع ہوا کہ جیسا اطلاق لفظ سبع کا
قابل تاویل اور توجیہ نہین کسی طرح ویسا ہی یہہ لفظ مثلہن بھی ہے جو واقع ہی آیتہ اللہ الذی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن مین بدلیل اسکی کہ آخر یہہ دونون لفظ واقع اور
نازل اس ایکہی قرآن شریف مین ہین فقط پس جاننا چاہئے کہ اول تو یہہ شبہہ کسیطرح قابل
التفات نہین کیونکہ قرآن شریف مین نازل ہونے سے اس آیت کی کسکو انکار ہی اور
قطع نظر اس سے آیات قرآنی مختلف المراد والمعانی ہین یہانتک کہ ہر قسم کی مراد ہر قسم مین نفس نزول
مین متساوی الاقدام ہونا امر آخر ہی اور مرادمین اور احکام مین بکسر الالف یعنی محکم ہونے
مین اور تشابہہ وغیرہ مین مختلف المراد ہونا امر آخر ہی اور دوسری یہ کہ اس تقریر سے شبہہ مذکور
بالکل برطرف ہوگیا بدلیل ہونے لفظ مثلہن کے متعدد التاویل عام ہی اس سے کہ نسبت مین تشبیہ
مرکب بمرکب ہو یا مفرد بمفرد ہو بموجب سلف وخلف سائر تفاسیر آیتہ موصوفہ کی بخلاف آیتہ
ثانیہ کی کہ جسکی تعیین مراد مین کسی متنفس نے علماء سلف اور خلف سے کچھ طور پر جرأت نہین
کی اور حالانکہ لفظ مثل خود مبہم ذاتی موضوع للابہام محتاج التفسیر والتاویل ہے بخلاف لفظ سبع

کے اور یہہ لفظ خاتم بہر مضاف ہی طرف جمع مستغرق الافراد کے جو لفظ النبیین ہے اور
اس ہی خاتمیہ ماخوذہ اور یہ وصف نبوت مذکورہ میں بحث ہی ہیں گو نہ مسلوب بالتاویل
ہی مطلقاً ذاتاً و مالاً تحقیقاً و تقدیراً و انبیاً فی لیس اس خاتم کا کوئی مقابل ہی نہیں حقیقتہ
مع اضافتہ نسبت خاص ہیں کیسا طرح جو قابل [illegible] ذیل ہو کر تجانب بطرف دوست متفکرہ کی اصلی جیح کرتا ہی الی
یا طرف کسی تعبیر اور تشخص کے یا طرف استشنار کی فافترقا فتراد فیئا کلا امر کل الافتراق واللہ اعلم بالصواب
پس اس مقسم کا قیاس ہر و ان از قیاس ہے قران شریف میں کیا کیا شی نازل نہیں لفظ نبی کا
فی القرآن کو کیا دخل ہے استلزام اتحاد و منفاد مراد ہیں کہ اظہر ہی پس مع حسب ان تحقیقات
کی صحت اثر مذکور ہے کہ جو مستلزم ہیں تطبیق بین الایۃ والاثر المذکورین کو جو موید او مشید ہیں
توجیہ لفظ نبی کو بمعنی ہادی و اعظ مذکر غیر نبی موافق تحقیق شراح بخاری شریف وغیرہ کو
جو ہیں تو کیا بلکہ صحیح وہ ہی معنی ہیں جو خود صاحب اثر نے رض ساتھ حدیث قدسی کی تفسیر کری
اور واسطے افادہ مزید مبالغہ کی ساتھ لفظ نبی کے متغیر فرمایا کہ مبالغات بغرض مصالح
استعمالات شارع میں ثابت ہیں کہ وہ ممتنع ہیں خلاف واقع ہیں چنانچہ بعض قسطلانی میں
اسکی تحویل شرح و بسط ہی وہ شبہہ جو جھوٹ بولنی کا ہوگا جو جانب حضرت عبد اللہ ابن عباس رض
امام المفسرین یا اعدل الصحابہ میں سے ہیں جسکو براہ اہمت جانب اہل توجیہ لفظ نبی کے منسوب
کرتی ہیں مرتکز خیال بعض افاضل منبعین جو امر ستہ تھا بعنایت الہی جلشانہ زائل ہو گیا اور اسکی

فقرہ المعاریض مندوحۃ عن الکذب واقع بخاری شریف علاوہ برین ہے یعنی تعریضات اور
کنایات اور مجازات اور تاویلات کو وسعت ہی مشہور الحین کذب ہی شرعاً مثلاً لفظ عدد سبعین
او جسامتہ کا دربارہ بیان بعد مسافت فیما بین زمین و آسمان وارد احادیث ہی اور اسکی
سبب محدثین نے توجیہہ یہ ہی کی ہے کہ تحدید مسافت مراد نہیں بلکہ بطور قدر مشترک بمعنی بعد مسافت
کثیر مراد ہی علی ہذا القیاس امر امثلہ بسیار در اخبار و آثار ہیں فادرک اور موجبین اہل
تحقیق ابن تہمت رفض او اعتزال اور خروج سی جو برنجتہ قلم بعض فضلاء سی محفوظ ہی الحمد للہ

ہر بغیمت ہی اور ہم نہیں جراءت کرتے کہ کہیں کون بڑا بدبختی ہے اور کون چھوٹا ہم کو ملی
تطبیق مذکور کی اور دیکھا یہ اور منصب نہیں ہے دو ونہ خرط القتاد پس بسبب المحاکمات
مذکورہ کی معتصم کے شبہات بھی زائل ہو گئی جیسا کہ عبارت دافع الوساوس وغیرہ کو واقع ہوا
کہ تسلیم کرنی سے ہر زمین میں آدم و نوح وغیرہ کو کوئی قباحت مانع نہیں فعلا المحذور المحذور۔

قسطاس چہلم

قسطاس چہلم ترجمہ آیۃ شریف یعنی اللہ وہ ذات پاک ہی جسنی پیدا کیا سات آسمانوں
کو اور پیدا کیا اون آسمانوں کے مثل کو جو وہ زمین ہے تو مثل سات ہی ہی اور یہہ معنی بصورت
قراۃ فتح لفظ مثل کے ہیں اور مثلیت درمیان عدد سبعہ کی ہے یا کرویت کی اور مخلوقیت کے
یا سبیل عطف کی اور لفظ سبع کے ظاہر ہی اور در صورت قراۃ رفع لفظ مثل کے یہہ معنی ہو گئے
اور زمین سے مثل آسمانوں کی ہیں بیچ مخلوقیت کی یا معدود ہونے کے ساتھہ عدد سبعہ کی یا
کرویت کی۔ اور جاننا چاہیئے کہ مماثلت دو طرح پر ہوتی ہے کلی اور جزئی مماثلت کلی مانند افراد
متحد الحقایق کے مانند زید و عمرو و بکر افراد انسان کے اور مماثلت جزئی یعنی مشابہت کی
بعض امور میں جو عارض ہوتی ہیں ماہیئت کو خواہ از قبیل صفات ہوں یا عام ہوں از قبیل
ہوں اور ماہیات کو بھی مانند معدود ہونے کے اور مخلوق ہونے کی اور کروی ہونے
کے پس ان امور میں افراد سماوات اور ارض مساوی ہیں اور بعض امور مخصوصہ میں
مثل حرکت اور سکون کی مباین ہیں جیسا کہ کریمہ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع
وغیر ذالک اور تتبع موارد استعمالات قرآنی اور احادیث نبوی صلعم سے بھی ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الایۃ کریمہ ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ
یمن علی من یشاء من عبادہ پس نفس بشریت میں مماثلت ہی اور اختصاص اور امتیاز کلی
ہے ساتھہ خصوصیت وحی کے اور تغیر اسلوب میں نسبت دوسری آیۃ شریفہ کی یہہ وجہ ہے
کہ پہلی آیۃ میں اشارہ ہی طرف علو رتبہ حضرت خاتم النبیین صلعم کہ صریح لفظ وحی متلو
ہی بخلاف دوسری آیۃ کی جو حق میں اور انبیاء علیہم السلام کے ہی کہ اونہوں نے لفظ

وحی کو کنایۃً بلفظ مثّت اپنی قوم سے بیان کیا یا بوجہ صرف ناہمواری قوم کے اور خوف آزار رسانی
سے یا براہ تواضع اور مانند قول حقتعالی و تبارک کی اولیس الذی القادر علی ان یخلق مثلہم بلی وھو
الخلاق العلیم بمعنی مماثلت فی الماہیۃ والاوصاف الخواص ہے یعنی قادر ہے اور پیدا
کر لے مثل اس مخلوقات کی اور ایراد ضمیر فوی العقل جو راجع ہے طرف جن و انس اور ملک کی
جو عامر ہین سموات اور ارض کے شرافتہ ہے کہ افراد شریفہ مخلوقات سے ہین و اسطے دلالت کرنی
کے اوپر افراد باقیہ مخلوقات کی اگرچہ اجسام اور اجرام عظیمہ مین سے ہون اسلیے کہ وہ سب داخل
ہین تحت قدرت حضرت حق مطلق جل شانہ کی اور مانند قول آنحضرت صلعم کے ایکم مثلی انی
ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی یعنی نہین ہے کوئی میرا مشابہ مین شب گذاری کرتا ہون نزدیک
اپنی رب کی وہ کہلاتا ہی مجکو اور پلاتا ہی مجکو اور ممکن ہے کہ یہہ لفظ مثل وارد احادیث بمعنی
مماثل بہی ہو کہ جسکو سلب کیا بطور استفہام انکاری یعنی نہین کوئی میرا مماثل اس وصف
خاص مین پس جیسا کہ آیات مذکورہ بالا مین اثبات ہی مثلیۃ کا نفس ماہیۃ بشریۃ مین اور
خصوصیۃ ہی وصف وحی مین ایسا ہی مین مخصوص ہون اس وصف خاص مذکور کے ساتھہ
حدیث مذکور مین اور مثال مشابہت وصفی کی یہہ ہی فلان مثل حاتم یعنی مشابہ ہی وصف
جود اور سخا مین نہ مماثل ہے تاکہ لازم آدی مساوات جمیع اوصاف مین حالانکہ بہت اوصاف
دیگر ہی مین مباین ہے پس معلوم ہوا کہ منشاء رصد ور لفظ مثل اثر مذکور مین یہہ ہی لفظ مثل
ہے جو واقع ہی نظم قرآن مین اس آیت شریفہ مین و من الارض مثلہن یعنی اوس اثر مین
بہی اسی ہی قسم کی مثلیۃ ہے یعنی فیہ مثل ابراہیم و نوح الخ مراد مشابہتہ فی الوصف الخاص
ہے اور وہ وصف تذکیر اور توعیظ اور ہدایت ہی یا صرف رسالت ہی بایں معنی کہ پیغامبر ان
ہین اونکی جو پیغام رسان ہین جنّات کو جانب انبیاء الانسی اور بہذا علاوہ برین سے
کہ مستی بہی ہین ساتہہ ان ہی اسماء مذکورہ کی اثر مذکور مین بطور تشارک اسمی کے مانند تحقیق
شراح بخاری وغیرہ کی جسکی تائید و تشیید و تشریح تا آخر قسطاطیس مین ہوتی چلی آئی ہے

اور تطبیق مین السبع الثانیہ اور ذا شر مذکور ظاہر ہوئی آپ کی ہے نہ کہ انکا رانتر مذکور اور وجہہ
ایراد لفظ مثل باضافت طرف ضمیر جمع مذکر آیۃ اولیس الذی بقادر علی ان یخلق مثلہم الآیتہ
مین اور ایراد اس ہی لفظ کا باضافت طرف ضمیر جمع تانیث مثلہن آیۃ اللہ الذی خلق سبع
سموات ومن الارض مثلہن مین یہ ہی کہ آیۃ سابقہ مین یعنی آخر سورہ یٰس مین اور آیۃ پچھلی
مین یعنی آخر سورہ طلاق مین دونان مرجع ضمیر اسما لغات ذوی العقول ہین جن اور انس اور
ملک اور ضمنا سموات اور ارض اور یہان برعکس فافہم الحذر الحذر قسطاس ۳ ج حمل ونکلم اور تقریر
موجود سابق متعلق لفظ یتنزل الامر بینہن واقع اللہ الذی خلق سبع سموات الآیۃ کی یعنی اوسکے
معنی برابر ہینی کے در صورت التصاق طبقات ارض ہی وہ اسطرح پر ہی کہ اشتباہ ہوتا ہی
بسبب لفظ بینہن کے کہ وہ صریح مقتضی ہے فاصلہ کو درمیان طبقات ارض کے بقرینہ دلالت
لفظی کے پس رفع اس اشتباہ کا بدین طور ہی کہ واقعی دلالت اور اقتضاء مذکور مسلم ہے مگر صرف
اشتباہ مرجع ضمیر مونث غائبہ ہی جو لفظ ہن ہے کلمہ بینہن مین یعنی صرف طبقات آراضی سبعہ
مگر جب مرجع اوسکا مجموع سماوات سبعہ و طبقات اراضی سبعہ قرار دیا جاوی تو شبہہ مذکور
برطرف ہی بالضرور یعنی تنزل امر درمیان جو ہی ما بین ہے سماوات سبعہ اور اراضی سبعہ
کی یا جیسا کہ اور جا بجا کلام اللہ شریف مین ارشاد ہی مثلاً کریمہ خلق السموات والارض وما
بینہما اور وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا وغیرہا من الآیات سی مراد جو ہی یعنی خلو ہی
اور ہوا ہی جو یعنی خلا ہے نہ یعنی ریح جو غلط العام مشہور ہی چنانچہ کلام مجید مین ارشاد ہی
وافئدتہم ہواء یعنی دل اونکی خالی ہونگی ہر ایک فکر سے سوای پریشانی اور ہول قیامت کی
اور کچھ نہوگا اپنی جگہہ سے پران ہونگی کریمہ لدی الحناجر کاظمین نزدیک چنبر گلو غصہ مین
اور غم مین بھری ہونگی ایسا ہی مراد ہی اسکی بہ مین بینہن سے یعنی درمیان آسمان و زمین
کے تو مرجع ضمیر تثنیہ کا جنس سموات اور جنس ارض ہے پس اب تنزل امر یعنی نزول وحی
درمیان عالم جو یعنی درمیان خلو طبقہ علیا ارض کے اور طبقہ سفلی آسمان کے انجام ہی

اس سے اوپر طبقات مذکورہ ارض مین خلو ہو یا نہو واسطے ثبوت مطلب نزول وحی کے جو موقوف
علیہ ہی وجود خاتم منفرد ومنہ کا جو محقق اور مسلم ہی انہا خلو مذکور کو اسپر کچہہ ضرورت نہی خاتم سے
کی اور نہ خلو طبقات سافل کی بسبب کفایت کمال جو طبقہ علیا ارض اور آسمان دنیا کی جو مشار الیہ
حصر صحیح سے آیات قرآن مین باتفاق مفسرین اور اگر یہہ کہا جاوی کہ اور آیات مشیر ان نہو
الکثرت جا ضمیر تثنیہ نازل ہوئی اور اس آیہ متبرکہ مین کیون تغیر اسلوب ہوا یعنی ضمیر جمع مونث اجو
لفظ بینہن مین ہے آ جواب اوسکا یہہ ہی تاکہ تغیر اسلوب دلالت کری اوپر طبقات متعددہ
کے ہی ملتصقہ ثلثہ ہون یا منفصلہ فتقہ ہون یہہ امر آخر ہی اور ہرگاہ نزول وحی ہوا درمیان
محدب یعنی سطح روی زمین جسم تعلیمی طبقہ علیا کے اور درمیان مقعر یعنی جسم تعلیمی آسمان دنیا کے
جو عبارت ہی جو مذکور ہی تو بہرحال نزول ثابت ہی درمیان چودہ طبق کے بالضرور اگر یہہ کہا
جاوی کہ بنظر انصاف معنی حقیقی نزول وحی کے یہ ہین کہ اوپر سے نیچے کو جاوی یعنی بہرحال آسمان سے
طبقہ علیا زمین پر آوی جو مقر ہی اوسکا اسواسطے کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم حقیقی کا وجود باجود اسی
ہی طبقہ مین ہے اور پہر بواسطہ اونکی نیچے کے طبقات کی انبیا کو بطور احکام ملا زبان بالا دست ملازمان
ماتحت کو پہونچتی ہین پہونچی یعنی اول آپکو وحی آوے اور پہر بواسطہ ملائکہ کی اونکو پہونچی بس جانا چاہیے
کہ یہہ عبارت شبہہ مذکور خود فیصل ہے اسلیے کہ ہرگاہ نزول وحی کا آسمان سے کسی جانب کو ہوکر
کسی نقطہ طبقہ زمین ارض علیا پر جو مقر ہی خاتم حقیقی کا صلعم پہونچا تو وہ وہین منتہی ہوتا ہی اور ہرگاہ
وہ منتہی ہوچکا تو انقطاع نزول مذکور لازم آیا پہر نیچے کے طبقات کو پہونچنا طبقہ ارض علیا سی یہہ امر
آخر ہی اوسکو وصول کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ نزول اور مابین وصول اور نزول فرق زمین و
آسمان ہے اور منشا ورود شبہہ کلام فضلا مین یہہ لفظ ہی کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر
بواسطہ ملائکہ الی آخرہ یعنی اس سے یہہ مفہوم صریح ہے کہ بعد مین اونکو بھی وحی آئی اگر لفظ اول
نہو یہہ واہمہ مرتفع ہے اسواسطے کہ نزول تو منقطع ہوا اور منتہی اپنی منزل پر جو نبی ہین یعنی خاتم النبیین
پر صلعم مگر بعد نزول وصول وحی مذکور یعنی احکام جو موحی ہین یعنی علوم ومعلوم ہین وہ بطور متعارف...

طبقات سافلہ مین کسی مدرسی پہونچی بواسطہ ملائک پہونچی الحاصل غرض متکلم یہ ہوتی کہ وہ نبی انہیں
معلوم ہوا اسلوب تعبیر درست نہو ورنہ یہہ خرابی اس کلام کی اس تحقیق مذکور سے ظاہر ہے اب
آگاہ ہونا چاہیے کہ مطلب کلمہ منہم بہی بطور ادا ہوا کہ مرجع ضمیر جمع مونث مجاز سے طبقات ارض علیا
او معنی طبقہ آسمان دنیا ہی حقیقۃ او باقی طبقات سموات اور ارض میں مجازاً تاکہ منہم کلمہ کو بہی
شامل ہو جاوی نہ حقیقۃ جیسا کہ نزول وحی حقیقۃ طبقہ ارض علیا مین وہ بہی بارہ زمین ہے جو
منزل ہے اوس ملک کا مثلاً مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ وغیرہ جس جس جگہ نزول وحی کا ہوا بعض اسفار
میں حالانکہ حکم شامل ہوا تمام طبقہ ارض علیا کو اگر یہہ مراد لیجاوی کہ یہہ وصول ہے کہ نزول مجازی
ہے تو مضایقہ نہیں مگر اس نزول مجازی سے جو اوسکی منازل ہیں یعنی درحقیقت مواصل
ہیں نہ منازل جو اوسی ذات میں وہ نبی نہیں ہو سکتی پس معلوم ہوا کہ فیما بین وصول اور
نزول نسبت عموم خصوص مطلق ہے وصول عام ہے اور نزول خاص یا بحسب صدق یہ کیونکہ
نزول مستلزم وصول ہے من غیر عکس یعنی وصول نزول نہیں علی ہذا القیاس حال طبقات
سافلہ پس ہرگاہ مواصل اس وصول کے اس طبقہ ارض علیا میں صرف نبی ہیں تو ان کی نبوت کا
علی ہذا القیاس حال طبقات سافلہ او مواصل کہ اتحاد افراد نوعی متقضی تساوی حکم بھی ہوا خاصہ
ہیں اور یہہ امر مجملہ خواص نبوت اور ذاتیہ میں سے ظاہر ایسی اختلاف حکم خاص کا اس باب میں نسبت
جمیع طبقات کی باطل ہوا لہذا نادر و اشرتی ہوا فافہم پس اب آئیے وصول احکام کے طبقات ارض
علیا سے طبقات سافلہ تک کچھ ضرورت کسی نبی کی نہیں اور وصف خاتم تو ایک امر لاحق ہی ہے
اسکا مرتبہ تو کہاں پس وہ افراد واقع اثر مذکور اوادم وغیرہ ہادی غیر نبی ہیں جنکو اثر مذکور
میں تبعیۃ اواخر کہ جنکو براہ شناخت مبالغہ وصف ہدایت میں نبی کر تعبیر کیا مجازاً یعنی انکے
سلاسل کہ جو مسمی بہ محمد میں بخلاف اور وسط اور اوائل کے یعنی اونکو اوادم اور انواح کر تعبیر کیا
لطیفہ بکبھی وصف ہدایت اونکی کے بسبب اواخر سلاسل کے فقط متصل ولا منقطع جیسا کہ یہہ فقرہ
عبارت مذکور یعنی اول آپکو وحی آئی اور پہر بواسطہ ملائکہ کے اونکو پہونچی اور نیز دوسرا فقرہ یعنی

کہ طبقات کے انبیا رکو بطور ملازمان بالا دست ملازمان ماتحت کو پہونچی فقط اس سے مطلب
مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر لفظ انبیا ر موہم واہمہ اور موجب لغزش تک ہوتا ہے کہ جنکی اصلاح
کی گئی جو رافع التباس مع ایہام ہے انشاء اللہ تعالی پس اب معنی ہذا کو نسبت نزول کے کہ نزول
اوپر سے نیچے اترنے کو کہتی ہیں واسطے اثبات نبوت خواتم ستہ کے مفید ہنیوا مع معہذا تحقیق کیفیت
معنی نزول کے بھی عنقریب آتی ہے اور واسطے تسہیل اس مطلب آیۃ یتنزل الامر بینہن کے
ایک تصویر زیر تحریر کیجاتی ہے خوب ہیان کرنا چاہئے ہر گاہ زمین بشکل کری ہے اور محوی آسمان
کی ہے کیونکہ وہ بھی بشکل کری ہیں اور ہر جسم حاوی جسم محوی سے بالضرور بلکہ بالبداہتہ مساحت
جسمی میں کلان ہوتا ہے اور محوی کو چیک تو اوسکی فاسطح ہر نقطہ جو منتہا ہے ہر ایک خطوط
محرجیہ از مرکز کا نہایت کار تا سطح ظاہر کرہ جو وہ بنا ہے نقاط متواصلہ سے جو جسم تعلیمی سطح کرہ
سے پہونچی وہ جانب علوی ہے بہ نسبت نقطہ محاذی جسم محوی بننے کے اسواسطے کہ وہ جانب
علو مذکور منزل سے نازل کے کیونکہ وہ مماس ہے پس اب جسطرف کو جانب آسمان سے نازل
ہوکر منتہی ہوگا وہ ہی نقطہ منزل ہوگا کیونکہ نزول منقطع ہوگا اور اس ہی نزول کو بہر حال ہو تو
تحقیق مشتبہ مذکور اوپر سے نیچے کو کہیں گے اور نسبت او محویات کی وصول کہا جاوے گا کہ آخر
ہے فافہم بالفہم الاتم باقی رہی تحقیق لفظ بینہن کی ہر چند اب ضرورت نہیں رہی مگر تاہم مضایقہ
ہیں یہ مطلب اہل مطلب بفرض محال نظر بدلایل مذکورہ فی ہذا الباب اگر بمعنای الفاظ
عبارت کچھ نشان بھی دیتا تو بجای لفظ بینہن کے لفظ فیہن نازل ہوتا اور بہر تقدیر عبارت
نہیں ہوتی یا لفظ فی ساتھ تقدیر لفظ کلہن بمعنی علی ہوتا مانند قولہ [illegible] فی جذوع النخل کے
لفظ علی کلہن سے صریح نازل ہوتا مگر اسمیں خدشہ استعمال حقیقی اور مجازی کا بھی فی الجملہ
ز مطلب ہوتا کہ ظاہر ہے اور بصورت کلہن بلکہ صریح کا واحد منہن بھی اگر نازل ہوتا
سب بھی مطلب اہل مطلب حاصل نہوتا بلکہ مجہول ہوتا اور یہ مطلب اس آیۃ کی کریمہ اوحی فی
کل سماء امرہا جو وحی کہ متعلق بغیر انبیاء ہے یعنی ملائکہ مدبرات الامر ہیں جیسا کہ اہل تفسیر نے

اور اسکا ان سے وصل احکام نبوت و طبقات سبعہ سافلہ میں بوجہ بعد وفات شہر ضیا کہ زمان انقضاء نبوت ہے طبقہ زمین علیا ہی میں مخصوص
رہا ساتھ وحی کے بعد اسکے گو ہر ماتنزلات کی البتہ ظاہر ہو گیا کہ ورود وحی کل سماوات اور امرا نسبت وحی طبقات ارض سے نعلا
کی اور نیز منشعبہ بعض علما کی التباس میں معہ المواقع زمین فافہم وافرق ما بین بموجب اسکے تخصیص کے اور تغیر یہ تو غلط فہمی کا خوب زینہ ہو گیا
عبارت واقع ہوئی لیکن اور یہ عبارت حاشیہ تعالی جاری ہے کی جو جابجا بین ہو گیا ہی مثل سند اس عبارت معالم التنزیل
امام بغوی کی یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعة الى الارض السفلى و نیز ایسا ہی کیا ابتدا میں تفسیر جلالین قادری کی
صحیح ہی خاتمہ منتہی الیہ بینہن ای بین الارض العلیا التی ہی اولی و بین السماء السابعة التی ہے اعلاہا اور اس تفسیر کے
وہ تفسیرین بھی جو ما بین السماء الدنیا تجلی ما بین السماء السابعة التی ہی اعلاہا کچھ مخل نہیں کیونکہ اوسکی منشا نہیں کہ
ظاہر ملاحظہ سے تحقیق لفظ بینہن کی اور نیز اسکے کل سموات گویا منبع نزول وحی ہیں اور بوجہ عدم منزلت
انبیا کی واسطے وحی کی بوجہ تخصیص منزلیہ مذکورہ کی ساتھ ارض علیا کی توجیہ خاتمیت مطلقہ کی اور دیگر
طبقات ستہ کی اور بوجہ عدم خصوصیت طبقہ ارض علیا کی قبل بعثت خاتمیہ مطلقہ کی جیسا کہ عنقریب یہ تحقیق ہو چکا۔
پس جانا چاہیے کہ معنی اس آیت یتنزل الامر بینہن کے یہ ہوئی کہ جو وحی کہ متعلق تدبیرات امر جمیع غیر انبیاء اور کہ انکے ہیں
اوسکی منزل وہ آسمان ہے جسمیں آسمانکا مدبر ہے اور وہ زمین ہے جسمیں اوسکا مدبر ہے علیٰ ہذا القیاس بحال خود
اور جو وحی کہ متعلق انبیاء ہے اوسکی منزل وہ ہے جسمیں وہ نبی ہے پس اگر وہ نبوت مقیدہ رکھتا ہے تو نزول
اور وصول اور منزل اور موصل مقید ہی اور اگر مطلق ہے تو یہ سب امور مطلق لہذا لفظ امر جسکا مفہوم
عام آیت مذکورہ میں نازل ہوا نہ لفظ وحی کا اگرچہ یہ لفظ بھی باعتبار اپنی انواع اور اقسام کی فی الجملہ عمومیت
رکھتا ہے مانند لفظ امر کی۔ وہ اس سے بالاتر ہے عمومیت میں کہ اعم بعموم اور اشمل الشمول ہو
اور ہی الجو ایا میں سے سبے فافہم والا تو تم جانا چاہیے کہ روایات تفاسیر میں ہر قسم کی ہوتی ہیں
اور عبارات مگر منقبرہ بھی ہوتی ہیں جو بر تخفیف ہوتی ہیں اور مخالف اصول دین نہ ہوں خصوص
باب عقائد سخت تر نازک ہی واللہ اعلم وعلمہ اسبغ واحکم پس بعد اس تقریر و تحقیق کی سر کاوہ سب
شبہات جو اہل اشتباہ عموماً و خصوصاً بابت عبارت الہی جلشانہ زائل ہو گئی خصوصاً یہ شبہ بعد
از قبیل شبہ افاضل تو کیا عوام کو بھی شاید محظور ہو اور اگر بنظر خطرات ہو تو جانے نگی

خصوصیت بان تلک تخصیص قاسم فاضل و مراتب اور امامیہ کے پہونچنا دا سکی اثبات خواتم
کے تحت او نماز یا ہے کہ غایتہ ما فی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نہ کہا جاوی لیکن تثبیہ
بمعنی نزول امر بہر حال ثابت ہی اور حالانکہ نسبت ملائکہ بقیہ شرعی ہیں پس ایسی ہی اگر
خواتم سماوی میں کہ شرعی غائی تو نہیں ہیں او سنہ خواتم مگر محل تنزل امر تو ہیں پس اگر ایسی ہی نوبت
تحقیقات ہو پہنچی تھی تو بربنائے اختراع وگیر مناشی ہو وزن ایسی مناشی کے ممکن ہے کہ نادر
موسی علیہ السلام کو اور نحل کو نبی اصطلاحی شرعی تو مت کہو مگر نبی تو نہیں یہہ اس قسم کے کلام
بمثابہ اس کلام کے ہی کہ قاصد نامہ بر نبی تو نہیں مگر رسول و پیغامبر تو ہے فانیتہ بلکہ
لخیص الکلام یہی معنی ہدایت کرتے ہیں کہ یہہ افراد سبعہ مفروضہ خواتم نہیں اسواسطی کہ خاتم النبیین کا
حقیقی ہو یا اضافی نبی مصطلح شرعی ہونا ضرور ہے اور یہہ نبی شرعی ہی نہیں تو خواتم بھی نہیں
بلکہ مثل ملائکہ میں ہو غایتہ ما فی الباب کہ تعبیر ہو او الآ نظر بدین تحقیق عمیق ملائکہ بھی انبیاء مصطلح
شرعی ہوں نظر بمقتضائی تمثیل مذکور اور یہہ اونہیں ہی خواتم الملائکہ کا خواتم الانبیاء سماوی ہونا
ضرور ہوا تاکہ خواتم الانبیاء ارضی کے اور یہہ واسطی ان خواتم اضافیہ سماوی کے منشاء
انتزاع کا ہونا جو خاتم حقیقی سماوی ہو ضرور ہوا اسلئی کہ وجود امور انتزاعیہ کا بلا وجود منشاء
انتزاع نا روا ہے پس ضرور ہوا کہ گروہ ملائکہ میں بھی ایک خاتم حقیقی جنس ملائکہ سی ہو تو
ثابت ہوا وجود دو فرد حقیقی کا نوع واحد میں ساتھ خصوصیت کسی خاص لازمہ کے اور وہ کیا ہے
کہ نبوت ہی اور مغایرت افراد کی اونکی آپس میں گو وہ بنظر کسی اور اعتبار کے خصوصیت رکھتا ہو
ساتھہ ایک جنس کے ہر دو جنس مذکورہ میں سے یعنی انسان اور ملک میں سے یعنی نفس انسانیہ و
نفس ملکیتہ بانحن فیہ میں مضر نہیں جیسا کہ مقتضائی تمثیل مذکور ہے اور قطع نظر اس سے کہ خاتم حقیقی
ایک ہی فرد ہے بنظر با تحاد نوع واحد مذکور یعنی نفس مع قطع نظر خصوصیتہ انسانیتہ او ملکیتہ
سے جیسا کہ گزرا اگر یہ نظر تمثیل مذکور استحالہ ثبوت نبوت مصطلح شرعی تو خلاف دعوی اہل دعوی
لازم ہی یا نبوت خواتم ستہ ارضی مثل نادر موسی و نحل حالانکہ سخن نبوت مصطلح میں ہے جو جا بجا

پر کلام اہل دعوی مین نہ پایا جاتا ہے ہو اور انکا یہ لقب نا یافت ہی خصوص عیان ہی صاحبان سلئے
بہی اسکی تصریح نہین کی اگر اشارہ بہی ہو تو موافق قاعدہ عقلیہ اون صاحبونکی کہ اہندا مینی اطلاق
خواتم کا کیا القاب وخطاب ضرور ہی تا کہ خطاب ملایکہ کا کوئی خاتم نہین بسبب عدم شہرت نصوص
کے اسوجہ سے مین کہ پیدایش ملایکہ اور وضع مراتب اونکی ترتیب بترتیب زمانی سے ذاتی بخلاف ان
خواتم کے کہ ذاتی ہے لہذا اونکو یہ خطاب نہ ملا حالانکہ اس امر خاص مین ملایکہ اور اناسی متحد
الحکم ہونی چاہئین تہی مانند افراد نوع واحد کے جیسا کہ مذکور ہوا پس جس گاہ حکم متحد ہوئی تو مطلب
تشبیہ بہی ہاتہ سے چھوٹ گیا تب یہہ قول لغو ہوا ورنہ جس فساد کی یہان اثر کیا تو وہ ہی فساد
افراد اناسی کہ بہی سرایت کریگا پس اسصورت مین افراد ہر دو گروہ کے منصب خاتمیت ہاتہ نہ آیا
اب کیا کیا جاوے خاموش ہونا چاہئی فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم وفوق کل ذی علم علیم
اور اگر یہہ شبہہ کیا جاوی کہ بواسطہ ملایکہ پہونچنا وحی کا طبقات سافلہ مین سے ہی مجرد حصول
جمیع علوم کافی ہے فقط اول تو اسپر ہی تحقیق وصول وحی کی ان طبقات مین ہو چکی اور تحقیق اس
شبہہ ثانی کی بہ تبیر قسطاس مستقیم مین ہے بدین طور کہ درباره آگاہی بور سی شرعیہ سی حسن العقیدہ
والعمل خصوص جو متعلق ہین انبیا ہی احکامی مجرد حصول جمیع علوم کافی نہین اسلئی کہ یہہ طریق مسلوک
ادیانی نہین خلاف سنت الہی جل شانہ ہی قولہ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا اور قطع نظر
اس سے حصول جمیع علوم بنسبت آنحضرت صلعم کے مخالف عقاید الاسلام ہے یہہ خاقتہ الہی آیۃ کریمہ
عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور کریمہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر وما مسنی السوء الایۃ کریمہ ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع
الا ما یوحی الی ان انا الا نذیر مبین اور بعد ازاں علاوہ طرفہ یہ ہے کہ صریح مخوی کلام بنسبت حصول
جمیع علوم ہے طرف خاتم الاولین والاخرین کے بدلیل مضمون علمت علم الاولین والاخرین نہ کہ طرف
اور انبیا کے اور عجب تر یہ ہے کہ تقریب تام نہین اسلئی کہ فقرہ علمت الی آخرہ بقید اضافت ہی
خاص ہے اور فقرہ حصول جمیع علوم عام ہے مگر جو یہہ قید مراد ہو کہ جمیع علوم اولین و آخرین مگر یہہ

جنپر علطی صریح نحوی بذکر لفظ تھمیر ہی ہے اسلئے کہ لفظ علمت ہی ضمیر نفس ملکیہ کا ذکر ہے
اور یہ تشبیہ دیکر شنبا کہ یا جیسے موم انبیا ء زمین بنا حاصل تو نہی علوم تیسیں اونکو مفید نہیں
کیونکہ ظاہر ہے کہ بعد وحی معارف حاصل ہوئی وہ علوم انکو قبیحہ مبین اور حق تہی
اور حیع الہم سنہ کو وہ متشبیہ ہیں بلکہ دربارہ وحی قرار دیگئی اوسکو نفی نہیں کیجہ سکتی الکہ
صرف محل وحی ہے مان لیا جاوے پس یہہ ہی ماننا پڑیگا وہ مبدء الفیض دمن فوق ما فوق [illegible]
یا صرف تسبیبہ ہی ہی لفس حصول علوم ہیں اور نبی مصطلح انبوی تو اسکی مباحث ابیکی نگور
ہوچکی **فایدہ معتبرہ** بطور مسند تحقیق علامہ قطب الدین رحمہ قدس سرہ فالانزال
الکتب لیس مستعملا فی المعنی اللغوی الحقیقی و ہو تحریک الشئی من العلو الی السفل بل ہو مجاز من مجاز الاثبات
فی اللوح المحفوظ والمراد بانزال الکتب علی الرسل ان یتلقفہا الملک تلقفا روحانیا او یحفظہا
من اللوح المحفوظ فینزل بہا فیلقیہا علیہم **قولہ تعالی** نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من
المنذرین بلسان عربی مبین ان جبرئیل علیہ السلام حفظ القرآن من اللوح المحفوظ ونزل
بہ لا یحیط بہا الا اللہ تعالی انتہیٰ من کشاف اصطلاحات الفنون لحضرت قاضی محمد اعلی الفاروقی
التہانوی قدس سرہ فقط لیس جاننا چاہئے کہ دراصل یہ امر محقق ہے کیونکہ جب تک نزول امر
معنوی ہی تب تک معنی مجازی مناسب ہے اور یہ معنی حقیقی مناسب ہی جیسا کہ نزول
حسی کا ظہور ہو یعنی کسوت کلامی لفظی حسی میں سے نزول اس عالم شہادی میں پہونچا ہے یہ
بدرالی من قالب کی ممکن تھا کہ کلام نفسی قسیم ہم تک پہونچا نہ اُس کلام نفسی قدیم کو اس کسوت
حادثہ سی کچہہ لوث نہی جیسے قرص شمس مثل آفتاب اور یہ قطرات اور تقادمات کی مگر یہہ
تحقیق محقق علامہ مذکور حسب مقتضا مقام حقیقت اور مجاز ہی ورنہ دراصل جسکو نزول مجازی
کہا علامہ نے وہ درحقیقت نزول حقیقی ہے اور جسکو نزول حقیقی کہا وہ نزول مجازی ہی اسلئے
کہ وہ عالم الہی کیسے ہی اور یہ عالم باکیف فافہم اور یہ معنی نزول وحی قرہ وعدہ موعودہ میں بیا
کیا گیا ہے [illegible] آنکہ معنوی ہوجائے ہی وہ ہی منزل وحی ہی درحقیقت

فایدہ معتبرہ بطور معترضہ

درجۂ قطعیہ کو پہنچی نہ کلام الٰہی میں ایسی تصریح ہے نہ حدیث متواتر میں اور نہ اسپر اجماع منعقد
ہوا صرف ایک اثر حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے فقط یہیں جائے غور ہے کہ خود فیصلہ
کر دیا لہذا اس فیصلے کے بعد شرع کیا باقی رہا کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے جسکی نبوت قطعی الثبوت
نہو اور اوسکی نسبت ایمان قطعی اور فرض نہو مجموعًا و افرادًا ورنہ وہ شخص مصداق آیۂ
نؤمن ببعض ونکفر ببعض ہے بخلاف کریمۂ لا نفرق بین احد من رسلہ سب افراد انبیا نفس
ایمان لانے میں باہم اونکی برابر ہیں بعد آیۂ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ امر
آخر ہے رہا باب فضائل بہمہ گیری انبیا علیہم السلام کی پس معلوم ہوا کہ خواتم ستہ کی
نبوت حسن پر بنائے خاتمیہ اضافیہ بھی قطعی الثبوت نہیں ظاہر ہے کہ جب حال خاتمیہ ہی ایسا
ہی ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو ایک امر لاحق ہے یہ تشبیہ فی نبی کنبیکم درست نہیں کیونکہ
علاوہ تشبیہ مقبل ہے موجب سرایت مطلب قبیح ہے طرف مشبہ بہ کے جو کہ انبیا قطعی الثبوت
ہیں خصوص وہ نبی جو مندرج اثر مذکور ہیں معاذ اللہ بالعکس اسکا کہ نبوت خواتم ستہ قطعی الثبوت
ہو خلاف قرار داد کے پس یہ تشبیہ تو نشتبہ ہی مگر کوئی اور وصف سوائے وصف نبوت کی
علاقہ تشبیہ ہو تو مضائقہ نہیں مانند وصف نفس ہدایت کی براہ کمال مبالغہ فی التشبیہ
ہادی بلفظ نبی تعبیر کیا گیا مشبہ بہا اپنی منصب پر جو نبوت ہی اور مشبہ اپنی منصب پر
جو نفس ہدایت ہے بلا انضمام ذیل نبوت کی جو بیرنہ نبوت ہے قایم رہا اگر مانند حضرت
خضر کے اختلاف نبوت ثابت کیجاتی تب بھی گنجایش ہوتی مگر یہ بھی خاتمیۂ اضافی عالم
از ظن تو ہا تھ آسکتی ہیں امر خلاف عقیدہ اسلام ہے پس در اصل یہی فقرہ مذکورہ
کہ ہم کسیکو تکلیف عقیدہ نہیں دے سکتی اور نہ منکر کی تکفیر کر سکتی ہیں الخ تو یہی پس
بموجب اسکی کوئی شخص توجیہہ کرنیوالا اس اثر کا ہرگز مبتدع نہیں ہو سکتا مثل اوس معنی کی
جو ساعت صالح نے بیان کئی کہ اثر مذکور میں لفظ نبی بمعنی ہادی ہے اور اسکی وجوہ حد دلایل
جا بجا اکثر قصاید میں تحریر ہیں پس ہمکو خود ہدایت ہو گئی استفسار مذکور سے کہ بجواب الخ

ہوا کہ جو نبی قطعی النبوت نہیں مانند خواتم ستہ وہ لایق تکلیف ہی عقیدہ نہیں اور منکر اوسکا کافر
بہی نہیں اسواسطی کہ احتمال خطار باقی ہے قابل بحث نہیں کیونکہ وہ درحقیقت نبی ہی نہیں ہر
خاتم تو کیسی ہو سکتی غیر نبی خاتم النبیین نہیں ہو سکتا نہ حقیقی نہ اضافی اسلئی کہ لحاظ جانب
حقیقت و اضافتہ بہ نسبت خاتمیۃ تہا یہہ لحاظ محض بے حقیقت ہے واسطی بحث فرضا یا فرضیہ مقدرہ
کے اور موضوعات فرضیہ مقدرہ کیا تہوڑی ہیں پس جاننا چاہئی کہ بموجب انصاف اہل اشتباہ
خود اشتباہ برطرف ہو گیا الحمد للہ وہ افراد ستہ مقدرہ الخاتمیۃ نہ خاتم حقیقی ہیں نہ خاتم اضافی
بلکہ افراد امتہ احمہ سابقہ سی ہوں یا افراد امت محمدیہ میں سے ہیں بصورت ضرورت ہدایت لفقرنا
وجود مکلفین طبقات سافلہ یعنی ہادی غیر نبی جنکو براہ مبالغہ نبی کر تعبیر کیا جو یہ اصل خلاصہ اثر
حضرت ابن عباس سلف صالح نے سمجہا اگر اس فقرہ فیہ نبی کنبیکم کو مجاز مرسل کہا جاوی
کہ جسمیں علاقہ غیر تشبیہہ ہوتا ہی اور از قسم مجاز لغوی ہے مانند تلک نعمت میں تو یہاں درست
ہی نہیں ہو سکتا کہ ظاہر ہے پس یہہ از قبیل مجاز لغوی استعارہ ہے نبی سے واسطی
ہادی سکے لفظ بلاغتیہ میں براہ کمال مبالغۃ المجاز اللغوی ان کانت العلاقۃ فیہ غیر المشابہۃ کالید
فی النعمۃ فہو مجاز مرسل و بالعکس فہو استعارہ کما فی کتب فن البلاغۃ اور حالانکہ یہہ فقرہ مندرجہ
قول عبد اللہ مذکور کہ اسپر اجماع منعقد نہیں ہوا یہہ قول فضول ہے اسلئی کہ ثبوت نبوت میں دخل
انتہائی قرآن و حدیث سے ہے نہ اجماع یوں انجام کار اجماع اوسکو لازم آتا ہے الحاصل علتہ
موثرہ صرفہ نہیں بلکہ مؤید ہے فقط فافہم اور اوسکی طرف یہہ امر بہی متوجہ ہو سکتا ہے کہ قطع نظر
اس سے بصورت پذیرائی ازالہ تعطل و رسد البتہ مذکورہ متکفل شریعت آدم حقیقی استحالہ دیگر
لازم آتا ہے تو بر بنطور نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بصورت تسلیم بہر متکفل مذکور کا عزل ناروا
جو غیر ثابت الاصل فی الدین ہے لازم آتا ہے اور وجہ یہ ہے کہ بر وقت ظہور تیار ہی سلسلہ
ہر طبقہ سافلہ بالضرور ظہور رسد اول مذکور یعنی آدم اضافی ہر طبقہ لازم ہے تو عزل متکفل
حضرت آدم طبقہ ارض علیا بہی لازم آتا ہے بنسبت طبقات سافلہ اور اجتماع عزل و نصب

شرایع فی طبقۃ واحدۃ واحدیۃ واحدۃ او متکثرۃ فی حالتیہ واحدۃ او مختلفۃ فی شخص واحد یعنی نبی
واحد دین الہی جلشانہ مین نہین پایا گیا بلا لحاظ اسکی کہ آدم طبقہ ارض علیا جو آدم حقیقی ہے
یہ امر اوسکی قید حیات مین ہو یا بعد وفات ہو اسکا اعتبار نہین کیونکہ تنسیخ شرایع یعنی انتہاء
و تبدیل و انتقال احکام موقوف نہین اوپر وفات صاحب شریعت کی بلکہ یعنی کہ ہمراہ
اوسکی موت کی شریعت بہی اوسکی موقوف ہوجاوے بلکہ موقوف ہے اوپر حکم انتہا حکم
شریعت اول کے مگر یہ امر بہی موقوف ہے اوپر بعد وفات صاحب شریعت اول کے موافق
جریان سنت الہی جلشانہ کی جو مستمر فی الادیان ہے جیسا کہ ادیان اہل تنسیخ صحیح و تسلیم احکام
مین جو ادیان مسطور نہین ورنہ مستوجب عزل ہے حیات مین صاحب شرع کے جو مستحیل
شرعی ہے اور وفات مذکورہ عام ہے حقیقی ہو مانند وفات سایر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
یا حکمی ہو مانند رفع حضرت عیسیٰ و رفع حضرت ادریس علیہما السلام الی السماء و القدس او الی
الجنۃ **قولہ تعالیٰ** بل رفعہ اللہ الیہ – و کریمہ و رفعناہ مکاناً علیا سادس من الی النظر عن بعض اول من تجوت
اسکا ذمہ منقی ہے ورنہ جب عقل تشالیہ متعاقبہ متنادیہ بطریق سلسلہ مترتبہ جو سلسلہ زمانی
ہے لازم آتی ہین اور ہر گاہ سلاسل سبعہ مذکورہ متفاوت الالفاظ ہوئی بوجہ کلانی ہر ایک
سلسلہ عالیہ کی بہ نسبت ہر سلسلہ سافلہ کی تو اختلاف الفاظ متواترۃ الصورت در حقیقت بہی
منظر آتا ہے مثلاً مقابلہ آدم طبقہ ارض علیا تو کوئی بہی نہین علی ہذا القیاس مقابلہ خاتم حقیقی
طبقہ مذکورہ بہی کوئی نہین مگر بشرط مذکور یعنی دوبارہ اول جو آدم طبقہ علیا ہے موجود و مقتضا
ہوتا ہین اور دوبارہ خاتم طبقہ علیا صرف وسطا کوئی نہین چنانچہ بعض قصاص مین حجۃ
مذکور ہوچکا ہے پس آدم ہر طبقہ سافلہ بہ نسبت طبقہ علیا مجازی نوح علیہ السلام ہے مثلاً وقس
علی غیر الیس سب طبقہ سافلہ کی الفاظ مذکورہ اضافی ہو گئے جاننا چاہیے بلکہ یاد رکہنا چاہیے کہ مراد
طبقہ آدم حقیقی سے اس کتاب مین یہ نہین کہ وہ آدمی جو اولاد حضرت آدم علیہ السلام ہین وہ
آدمی مجازی ہین در حقیقت آدمی نہین بلکہ مراد اس سے اول الانبیاء جو جامع تو وسطا در حقیقت اوسکے

پیشتر کوئی بشر موجود نہیں تہا اور نبی تہیں بہی جیسا کہ حقیقۃً اسلام کہ اول الانبیاء آدم علیہ السلام جیسا کہ
مقابل میں خاتم ہے بمعنی خاتم الانبیاء لیس یہ اصل عبارت ہے اولیۃ نبوت اور آخریۃ نبوت
سے یعنی اول حقیقی زمرہ انبیاء میں من حیث وصف النبوۃ اور آخر حقیقی من حیث الوصف المذکور
اگرچہ حسب اتفاق ہمراہ اولیۃ اس وصف کی اولیۃ نوع انسانی بہی وابستہ ہوئی ساتھ حضرت آدم
کے بخلاف آخریۃ وصف دوسری کے یعنی وصف خاتمیۃ کی آخریۃ نوع انسانی نہ وابستہ
ہوئی چنانکہ بعد خاتم النبیین صلعم کے لکہوکہا افراد نوع انسانی کی پیدائش ہوئی پس واضح ہوا
کہ اولیۃ حقیقی اور اضافی اور آخریۃ حقیقی اور اضافی یہان باعتبار وصف مذکور ہے تا فہم
ولا توہم یہ تحقیق جیسا کہ کسی اور قسطاس میں بہی مندرج ہے پس واضح ہو کہ مراد آدم حقیقی
سے اول حقیقی نبوت وخلافۃ انسانیۃ میں اور مراد خاتم حقیقی آخر حقیقی ہے نبوۃ نہ خلقۃ فافہم
اور بالفرض اگر تکفل شریعت آدم حقیقی مذکور ہر بارہ وحت لفصب ہر آدم اضافی بقید
حیات آدم حقیقی تصور کیا جاوی تو یہہ امر مستنتج ہے بقاء حیات آدم حقیقی کو تا اختتام
تقاطست نوبت بنوبت الی آخرہ اور نہ معلوم کہ عمر آدم حقیقی کب ختم ہوئی آیا پیشتر نوبت
اس تہاری ہر سلسلہ سافلہ تقنادیہ سی ختم ہوئی اور تکفل مذکور باطل ہوا تو پہر تعطل مذکور
لازم آئی بروقت تہاری ہاسے سلاسل اور اگر بلا قید حیات آدم حقیقی ہے تو عزل ونصب
مذکور بنسبت شریعت ہا مذکورہ یعنی شریعت آدم حقیقی اور شرایع اوادم اضافی بجلتہ مذکورہ
لازم آیا اور قطع نظر اس سے ہر گاہ بتسلیم تکفل شریعت آدم طبقۃ ارض علیا بنسبت طبقات
سافلہ ثابت ہوا علی ہذا القیاس یہہ تکفل سابق اور جاری ہو سکتا ہے بنسبت اور اسفل
طبقات سافلہ بہی نظر بہ عنوان سلسلہ اور خاتم حقیقی تو اس باب میں استقلالاً از عرش
تا فرش سلسلہ ہائے زمین اہل نظر میں ایسہ ہی تکفل مذکور کافی تہا پہر کیا ضرورت ہوئی واسطی ایجاد
خواتم سافلہ کی کیا آگے واسطی جمیع انبیاء وسلاسل طبقات سافلہ از اوائل تا اواخر اور بقاء
یہ سب ہمسایہ ہے عنوان [illegible] سلسلہ طبقۃ ارض علیا کی بہی جو کہ مقرر خاتم حقیقی ہے صلعم

جیسا کہ بعض قسطاطیس مین مذکور ہی کہ حکم افراد نوع واحد واحد ہوتا ہی کیونکہ متحد الحقائق
ہوتی ہین اور خلاف اسکا خلاف ہے ان البتہ اب وہ علاء عکم وصول احکام بعض طبقات
سافلہ کی قیلان جبال ہین ج جیسا ہین الوجود متعذر ہو تو لبعد وجود مجاہد حقیقیۃ کے جو عبارت ہین انبیاء
اور رسل سے طبقہ ارض علیا مین بصورت تعذر قیام ثواب اور وداث معتبر شرعی ہے کہ منشاء
نجات ہو عقل موافق تحقیق علماء عقاید اہل اسلام کے پایا گیا چنانکہ چند قسطاطیس مین قول اصحاب تفسیر
اس باب مین مندرج ہے فقط واللہ اعلم بالصواب **قسطاس چہل وسوم** مشتمل اسل
وصول علاء اکثر قسطاطیس جاننا چاہیئے کہ حال ماہیۃ وحقیقۃ نبوۃ محمدیۃ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ
عند التتبع قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نبوۃ خالصہ بھی مشترکہ مانند او حضرت
کے حضرت موسی حضرت ہارون علیہما السلام اور نہ منقسمہ بقسمت اتید الیہ مانند او حضرت
انبیاء علیہم السلام حضرت شعیب وحضرت ابراہیم وحضرت لوط وغیرہ علیہم السلام اسواسطی
کہ قسمت طاریۃ یعنی قسمت بعد شرکت جو امر طاری ہے وہ دربارہ نبوۃ دین مین از حضرت
آدم تا حضرت خاتم النبیین علیہم السلام نہین پائی گئی نہ مصالحۃ نہ مناقشۃ کیونکہ سنت الہی
جلشانہ جاری نہین ہی معادم خاص وعام ہے اور بہ منا مہ لحققین ہوائی نبوۃ حضرت خاتم علیہ
سلام جو نبوۃ خالصہ ہے من کل وجہ منقطع الاثار ہین عملاً وحکماً اعتقاداً جو عبارت ہی نسخ سی
یعنی انتہاء الحکم سے اور دلیل شرکت نبوۃ حضرت ہارون وحضرت موسی علیہ السلام آیات
قرآنی صاف وصریح **قولہ تعم** واشرکہ فی امری وارسل الی ہارون وغیر ذالک چنانچہ
ارشاد ہوا کریمہ اذہبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی چلی جاؤ دو تم دونون
طرف فرعون کی اوس کمینہ نی بہت سر اوٹھایا او جلدی باہر چل نکلا اور ولا تنیا فی ذکری
اور سستی مت کرو تم دونون میری یاد مین علی ہذا القیاس اور آیات بس صاف خبر کرتے ہی
قسمت نہین اور معاتبہ اور مواخذہ حضرت موسی کا ساتھ حضرت ہارون کے بکمال شدت
بعد تشریف آوری کوہ طور سی دربارہ گوسالہ پرستی جو یہ حرکت سامری سے واقع ہوئی تھی اور

قسطاس چہل وسوم

اختیار حضرت ہارون اس بارہ مین باوجودیکہ لاکہون بنی اسرائیل کے بہہ بہی اسیدہ تہا شرکت مذکورہ
کا اور فرعون و آل فرعون یعنی اتباع فرعون جو مرسل الیہم تہے تحت تہی اور شریعت بہی ایک
ہی تہی اور طریقہ بہی بطور ضلع بندی اور علاقہ بندی کے ایک ہی تہا کہ علاقہ جدا گانہ نہ تہا گو
حضرت موسی افضل تہے مرتبہ مین یہہ امر آخر ہی پس حضرت ہارون علیہ السلام دخل دیتی
تو گنجائش تہی اسلیے کہ شریک تہی اُس منصب مین بالخصوصیۃ المذکورۃ لیکن اُنکی فعل کچہ
اپنا ہی فعل سمجہتی تہی علی ہذا القیاس بعثۃ حضرت ابراہیم و حضرت لوط اور نیز بعثۃ حضرت شعیب
و حضرت موسی سا تہہ قسمت ابتدائی کی تہی کہ فی الجملہ آل کا ر ایک قسم کی شرکت ہی سے
ہا یعنی کہ تفرد و استقلال خالص نوع نہ تہا یعنی ہر ایک فرد اپنی اپنی علاقہ جدا گانہ سی ایک زمان
مین تعلق رکہتی تہی مانند ضلع موتفکات علاقہ حضرت لوط علیہ السلام زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ
جو بابل اور اردن و فلسطین وغیرہ ملک شام سی تعلق رکہتی تہی علی ہذا القیاس مدین اور ایک علاقہ
حضرت شعیب علیہ السلام علیحدہ علاقہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام سی کہ تعلق بمصر
و توابع اوسکی تہا مجامع زمان حضرت شعیب علیہ السلام تہی اور شرایع بہی جدا گانہ تہین
غالباً پس معلوم ہوا کہ بعثۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص محض متفرد با لاستقلال ہے نہ شرکت
پذیر ہی نہ قسمت گیر مانند بعثۃ اور حضرات انبیاء علیہ و علیہم الصلوۃ و السلام کے کہ ظاہر ہی کلام
بلکہ اخبار صحیحہ مستقلہ سی خود حال مدعیان نبوت کذابون ملعون جو وارد احادیث صحیحہ تا قیام قیامت
جو موعود ہین کہ منجملہ اونکی مسیلمہ کذاب ہی خود دعیہ داعیہ شرکت فی النبوت واضح ہے کہ کذاب
مذکور کا ہرگاہ ایلچی خدمت بابرکت آنحضرت صلعم مین آیا دست مبارک مین ایک شاخ خرما تہی
فرمایا مین اسقدر بہی شرکت روا نہین رکہتا چہ جاکہ درخواست تقسیم ملک بالمناصفہ تو در کنار
جسکا تو ہی خواستگار فرمایا ان الارض للہ یورثہا من یشاء پس صاف معلوم ہوا کہ اس نبوت
مین اصلا شرکت نہین بعلاوہ ازین وجہ کہ وہ کافر تہا جو ایسی درخواست کی اور مدعی نبوت ہوا
لہذا کوئی مسلمان کبہی مدعی نبوت نہین ہو سکتا از و ماد تقدیراً یعنی نہ ذاتی و اصلی اور نہ واسطی

الغرض کہ اور یہہ نبوت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ بظاہر مانند نبوت حضرت سلیمان و حضرت
داؤد علیہما السلام برنگ سلطنت تا ابد ممتد رہتا اس کی ابتدا وہ کا فرق بھی نبوت گذرا یک قسم
ہوا ورنہ حدیث نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث خود دلیل نفی سلطنت ہی بطور میراث ہے
اور برنگ عنوان تسلط بالجبروت منصب نبوت سے جیسا کہ اخبار صحیحہ کا مفہوم و منطوق ہے
پس ہر گونہ نفی شرکت و قسمت مذکورہ ثابت ہوئی نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم اور عموم لفظ
آنحضرت صلعم بلا شرکت ہے اور بغیر قسمت جو طاری ہوا ہے اور ایک نوع شرکت کی تو کسی نوع ثبوت
میں بھی نہ مسالمۃ نہ ما تقدم نہ ہرگز ثابت ہو بھی ہرگز کسی اصول میں سے اور نفس نبوت [illegible]
محل شرکت ہی نہ قسمت بلکہ نہ محل تعدد ہے مگر جو کچھ ہے فی ضمن الافراد ہے خارج میں کیونکہ وہ
بسیط معنوی ہے کہ از قبیل اوصاف ہی و اسکی ماہیت واحدہ اور حقیقت واحدہ کی جو ذات
موصوف ہی بعض افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تکاثر ما بین الافراد بانضمام اور خصائص
زائدہ سے ہے چنانچہ اسکی تحقیق کما حقہ بعض قسطاس میں مفصل مذکور ہی پس قائل ہونا بوجود
خواتم ستہ خارج ذہن کسی المتدین سے مراد بوجہ حضرت خاتم النبیین صلعم لشرط منتفی النبوت
قطع نظر اس سے کہ تابع شریعت محمدیہ ہوں یا نہوں اور نیز قطع نظر اس سے کہ خاتم زمانی
ہوں یا نہوں کہ یہہ ایک وصف زائد لاحق ہے ہرگز ہرگز عقیدہ اسلام نہیں ہے بوجہ
استحالہ شرعی شرکت و قسمت مذکورہ چنانچہ یہی علت انتفاء النبوۃ جو مستلزم شرکت
ہے اور قسمت جو محال کا مستحضر بجانب ایک نوع شرکت ہی ہی وفات صاحبزادہ سید الابرار ابراہیم
و قاسم و طیب طاہر منظور الہی جل شانہ ہوئی واللہ اعلم پس غور کامل با انصاف عادل ع برکات سے

قسطاس چہل و چہارم موجب قائل ہونیکی ساتھ اس قول کی کہ معنی اضافتہ درباره
خواتم ستہ یہہ ہیں کہ نسبت اپنی اپنی طبقہ ارض کے سلسلہ کے اعتبار کی خاتم ہیں فقط تو جواب یہ
ہے کہ اگر یہی مراد ہی کہ بلا لحاظ طبقہ دیگر کے طبقات سبعہ سے اپنی اپنی طبقہ کی خاتم ہیں تو
یہی تعریف صادق آتی ہے اور خاتم حقیقی کے ہی پس تعریف خواتم اضافی مانع نہ ہوئی اور

قسطاس چہل و چہارم

اور نیز تو بہ خاتم حقیقی جامع ہوگی بوجہ مصادقت طرفین بلکہ فاقد المصداق ہو کر خلط
امر ہو گیا نہ کوئی فرد خاتم حقیقی ہے دستیاب ہے نہ فرد خاتم اضافی علی ہذا القیاس حال
اول بھی اضافی ہو اوادم اضافی ہیں اور نیز اوسط سلسلہ مذکورہ بلکہ بنظر تحقیق تمام افراد
خواتم جملہ طبقات ستہ خواتم حقیقی ہی بہا ہیں کیونکہ یہہ اضافتہ دراصل اضافتہ ہی نہیں بلکہ حقیقت
ہی ہے اسواسطے کہ اضافت بالنسبت الی منتسبین ہوتی ہے اور تغایر اعتباری کا اسمقام
مین کچھہ اعتبار نہیں پہر اسکی بحث چہیڑنا بلا ضرورت بیفائدہ ہے اور جاننا چاہئے کہ تعدد اور
تکثر اول حقیقی نوع واحد یعنی مبدء حقیقی اور نیز تکثر و تعدد آخر حقیقی یعنی مختتم و خاتم حقیقی نوع
واحد اسیطرح سلسلہ ترتیبی زمانی مین بدیہی البطلان ہے پس اگر اوادم ستہ جو اولاد آدم
طبقہ ارض علیا سے ہیں تو اول حقیقی ہونا اونکا وجودًا باطل ہے اور نیز باطل ہے حقیقی
ہونا اونکا وصفًا جو مراد ہی وصف نبوت سی طیاری سلسلہ نبوت مین جو مراد ہی ان
دونوں وصف سی آدمیتہ ما نحن فیہ مین علی ہذا القیاس خاتم حقیقی مگر اسقدر فرق ہے
درمیان اوس اول حقیقی اور آخر حقیقی کے کہ اسکی خاتمیتہ آخریتہ یعنی ہونا اس فرد کا
قطع سلسلہ مذکورہ صرف وصفًا ہے نہ وجودًا اسواسطے کہ مابعد اوسکی اور افراد بنی آدم
ہی وجودًا ہین نہ وصفًا اور ستر اس امر فارق اور فیصل مین یہہ ہے کہ اسکا وصف مستمر
ہے بالدوام الی یوم القرار بخلاف وصف اول حقیقی یعنی مبدء مذکور ابو البشر آدم طبقہ
زمین علیا کہ وصف اوسکا مستمر نہین بلکہ اوسکو انتہا رہی بنظر بنسخ شریعت مانند اور
اوسط کی یعنی دیگر رسل و انبیاء کے نہ عزل منصب نبوت والا یہی اوادم ستہ اگر اولاد
ہے اور کسی آدم کی ہین بقول مشہور السنہ عوام کہ انکا باوا آدم ہی نرالا ہے یا مستقل
بنی آدمیتہ مین وجودًا اور وصفًا مثل آدم طبقہ ارض علیا مشہود لہ بالقران و الحدیث
جامع مصداق آیتہ ولقد کرمنا بنی آدم الایتہ و اول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
سید علیہم السلام و حدیث المحشر انت ابو البشر دربارہ شفاعت پس بعد ثبوت اس

امر کی جیسا کچھ ہو دیکھا جاوے اور جو کوئی قید زاید جامع تعاریف وحدود ہی کہ جس سے امتیاز
مابین فرد اضافی او حقیقی بنسبت خواتم و اواخر سلاسل او بنسبت اوائل و مبادی سلاسل و نیز
اوساط و دواخل سلاسل کا اسی معلوم ہونی چاہیے پر نظر وساطت نبوی او دم علیہ السلام او کہ ہم طبقہ ارض علیا سی کہ یہہ امر
متفق الثبوت بالنصوص ہے او بہ صورت ہونی اولاد آدم دیگر سے یا خود استقلال اونکی
آدمیت کی بعد ثبوت و اثبات کی قابل بحث ہے جیسا کہ گذرا لیس اوپر یہہ معنی ہین کہ طبقات
دیگر بھی ملحوظ التعاریف و الحدود ہین در بارہ مطلب اعتبار اضافت مذکورہ کے تا کہ ثبوت فرد
حقیقی ہو او نیز اضافی بھی بشرط وجود منشا اضافت خصوص منشا شرعی نہ صرف عقلی
جو اصل خمیر مایہ نزاع ہے ما نحن فیہ مین اور حدود منضبط ہون تو آدم طبقہ ارض علیا حقیقی
ہو او خاتم حقیقی طبقہ مذکور اور اعدا و ادم طبقات سافلہ باقیہ اضافی ہون علی ہذا القیاس
حال اواسط طبقات سبعہ اور یہ ظاہر ہے کہ یہہ ہی مراد ہی مثبتین افراد خواتم اضافیہ
سے کیونکہ اول اضافی وہ ہے جس سے پیشتر اول حقیقی ہو یعنی یہہ متاخر ہو اوس سے
اور متقدم نہو اور افراد باقیہ اواسط او اواخر پر بس اندرین صورت ظاہر ہی کہ ہر دو
نقطہ اول و آخر سلاسل طبقات ستہ سافلہ مع نقاط متوسطہ اپنی کے جو عبارت ہین کل ری
سلسلہ سے چھوٹا ہونا چاہئی بہ نسبت طبقہ علیا کی او غیر محاذی جمیع نقاط متحاذیہ سے
او علی ہذا القیاس ہر طبقہ سافلہ جو تحتی ہے کسی طبقہ عالیہ کا اوسکا بہ نسبت اوسکی کوچک
ہونا چاہئی عرضتہ الانقراض او اختتام سلسلہ ہر طبقہ کو جاننا پیشتر ہونا چاہئی سلسلہ
ہر طبقہ عالیہ اپنی سے او ابتدا اوسکا ما بعد ہونا چاہئی بہ نسبت اوسکی بالضرورت
وجہہ ترتیب سلسلہ زمانی کے در باب اوّلیت او اوّلیت سبعہ او آخریت و خاتمیت خواتم سبعہ
گو وہ حادث زمانی امور آتیہ میں سے ہو مانند نزول سورہ اقرا اور سورہ مدثر یا مانند تکبیر
مستمرہ میں سے ہو مانند امتداد زمان نبوت پس یہہ قول جائز ہی خواتم اضافی کا بعد
یا ہمراہ خاتم حقیقی ہون باطل ہے بدلیل نظم طبعی سلسلہ او اقتضا اصلی اوسکی کے

اور چال اوائل یعنی اوادم بہی ایسا ہی جاننا چاہیئے کہ مراد اول حقیقی یعنی آدم حقیقی کے
ہونوں جو عبارت ہی مرسل اول سے اور نیز پیشتر اوس سے ہونوں لیس اونکی طبقات
کی ہنوز طیار ہی نہیں ہوئی کہ ظاہر ہے بوجہہ کو حایب ہونے ہر طبقہ کے طبقات ستہ سافلہ
سے بہ نسبت اپنی اپنی طبقہ عالیہ کے اور نیز متأخر الوجود ہونے اونکے باعتبار ترتیب
زمانی بہ نسبت طبقہ عالیہ کے فسطاس چہل و پنجم ہرگاہ وحی مطلق جو لاذم مرسل ذاتی
ہے رسالت خاتمیہ مطلقہ کا شامل ہوا جمیع طبقات ارض کو بدلیل **قولہ تعالیٰ** قل اوحی
لہا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ - تو جڑ کٹ گئی بعنایت الہی جلشانہ عقیدہ فاسدہ مندرجہ
رسالہ نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین کے جو صریح خلاف ہے قول دافع الوسواس
وغیرہ اقوال من معہ کے بہی کیا بلکہ تمام اہل اسلام امتہ کی اور رد عقیدہ فاسدہ آدعای
خصوصیتہ خاتمیتہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے ساتہہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے کیونکہ
ظاہر ہے کہ مبلغ اس قرآن مجید کا قاصر نہیں ساتہہ کسی بہی دلیل کے جو مسلم اہل اسلام
ہو بلکہ عموم بعثتہ آنحضرت صلعم پر جو ثابت النصوص القطعیہ ہے اجماع امتہ ہے پس
شامل ہے تمام مکلفین کو خواہ بطور امتہ اجابت خواہ بطور امتہ دعوت جمیع طبقات
میں باعتبار عقیدہ و عمل از روز بعثتہ تا قیام قیامتہ اور باعتبار عقیدہ تو جمیع امم سالفہ کو
اور اثر اسکا تو جو عبارت ہی قبول سے ہر مخلوق پر حسب حیثیتہ اوسکی روحانیت کے
تو ظاہر ہا ہے اور کیفیت اوسکی سر مکتوم ہے جو مخزون ہے خزانہ علم علام الغیوب
میں بدلیل حضر لولاک لما اظہرت الربوبیتہ اسلئے کہ یہہ آوازہ ہر گوش موجودات میں پہونچا
ہوا ہے اور دراصل یہ بات یون نہیں جیسا کہ عبارت نصیر المومنین فی رد قول الجاہلین
کو شبہہ الحاوی ہوا بوجہہ استدلال ساتہہ استغراق قاصر کے الف لام العالمین سے آیتہ
متبرکہ یا مریم ان اللہ اصطفیٰک علی نساء العالمین اور پر العالمین آیتہ متبرکہ لیکون للعالمین
نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین کے اور اعجب شبہات اوسکی سے یہہ ہے کہ تمام

خصوص منہ البعض ہوتا ہے یہی جانا جاتا ہے کہ یہ عام از قبیل مخصوص منہ البعض نہیں بلکہ سمجھا
جاتا ہے کہ جو عام مخصوص منہ البعض نہیں ہوتا وہ بمنزلہ خاص کے ہوتا ہے بیچ افادہ قطعیہ حکم
کے یعنی حصول مطلب اور مقصد کے کہ گنجائش ستثنا اسمین نہین ہوتی نسبت کسی بھی
فرد کے یعنی جمیع افراد کو حکم عام قطعی شامل ہوتا ہے گویا وہ خاص ہی ہے چنانچہ مسلم الثبوت
مین ہے ان العموم مثل الخصوص عند نا فی ایجاب الحکم قطعا و بعد الخصوص لا یبقی القطع فکان
تغییر لیس اس عموم کا کوئی مخصص نہین پایا گیا ہرگز اور تفصیل اسکی فصل خامس بنجاہم میں ہے
یعنی ﷺ حقیقت آیتہ لیکون للعالمین نذیرا مین اور رحمة عامة جمیع افراد عالمین کو آیتہ رحمة
للعالمین مین شامل ہے پس معلوم ہوا کہ خاتمیۃ مطلقہ عامہ تامہ مخصوصہ حضرت خاتم النبیین
ہی کا ہے جو شامل ہے تمام خدائی کی مخلوق کو حسب حیثیت ہر ایک مخلوق او عالم
مقیدہ اطلاق اور مفہوم عام مین بھی فرق ہے مفہوم اطلاق عام ہے بہ نسبت مفہوم
عموم یعنی اعم العوام ہے اسلئے کہ ضمن مفہوم عام میں بھی پایا جاتا ہے اور اپنی ضمن
مین بھی کہ جسکا اطلاق بشرح حقیقت و بیان عنوان کر تعبیر کیا جاتا ہے نہ از قبیل قید
ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی ضمن کی قید مین انہین قایم رہتا ہے بلکہ اپنی حقیقت مطلقہ ذاتیہ
مرسلہ پر قایم رہتا ہے اگرچہ مجازا اطلاق عام کا بھی متداول ہے پس جانا جاتا ہے
کہ صحت مرغوب المسلمین بشیر المومنین فی رد قول الجاہلین مذکور وادی الحاد اور
منغاک ترقیات زندقیہ مین صریح قدم مارتی ہے ہر چند بوجہ شکست دلیل عمدہ اسکی
کے اسکا مقلدہ تحریر دندان شکن جو باعث ہے تذبیح باطل اور تذبیح کامل کو کافی تھی اور
مادہ اسکی تمامہ قسطاس مستقیم کے جمیع وسواس کو زایل کرتے مین اور بمنزلہ لا جواب ہے
مگر تاہم قسطاس بنجاہم مین جداگانہ بشیر المومنین کی عبارت کی تسکات ابا طیل اور اقوال
ازحد کی بیجا بیحد مکرری کی گئی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور ستم تو یہ ہے کہ
جناب بشیر المومنین نے اسکو طاق مین بٹھا دیا عبارت دافع الوسواس و من حمک

یا ولایت فاضلانہ تو تہی اور لغتبہ مطلقہ کی تو قایل تہی اگرچہ در بارہ اثبات خاتمیتہ
اضافیہ غتقاد وہ تہا نجلاف اس عبارت کی کہ کوئی درجہ باقی ہے نہ رکہنا خاتمیتہ کو
الیسا سست بنیاد کرنا چاہا کہ لفظ الثبوت عموم اور اطلاق کو اس ہی طبقہ اعلی
علیا مین بند کرنا چاہا ذرہ بہر یہی خیال نہ ہارو مثا کہڑا ہوتا ہے اونکو کچہہ گرانگی
نہین آتی قشعریرہ بہی نہین ہوتا حالانکہ یہہ خاتمیتہ مطلقہ اور لغتبہ عامتہ اوس ہی
قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جسکی شان مین یہہ آیت نازل ہے کریمہ لو انزلنا ہذا
القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیتہ اللہ الآیتہ مگر اس ہی قرآن شریف
مین یہہ بہی نازل ہے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ
و ابتغاء تاویلہ الآیتہ البتہ پہر تسلی بخش ہے بیچارہ استرجاع چارہ نہین سپر دیکہا
کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون اللہم انا نعوذ بک من الفتن ما ظہر منہا و ما بطن اور
اعجاب کل ذی راے پرایہ وارد احادیث صحیحہ ہے اور اس عبارت لفظ المومنین
لوکیا بلا دلیری ہے کہ نسبت قایل ان لغتبہ عامتہ مطلقہ صاحب خاتمیتہ مطلقہ حضرت
خاتم النبیین صلعم کے تمامہ علماء اور فضلاء بل تمام امتہ محمدیہ کو داغی کردیا کسیکو جاہل
کا خطاب اور کسیکو کافر کا دیا اور نیز فتوی بہی بعدم جواز نماز خلف اس عقیدہ والی کے دیا
پس معلوم ہوا کہ تمام امت اگر ایسی ہی ہوئی خدا نخواستہ تو یہہ شخص مع اپنی چند اتباع
کے اکیلے انسبتو نہین کیا کریگا کہ کہڑیان مارلے پہر نگی بہشتان تو اونکی حق
مین مثل بن بلیہ ہوجاوینگی آخر جی گہبراویگا پہر طرف جماعت کلان کی رجوع کرنا پڑیگا
پس اب ہی تقلیل مسافت کرین تو کیا خوب بات ہے معلوم ہوا کہ انکو نہین فضل و
کمال اور تقوی و طہارت و جاہ و جلال اور دیانت اور نصیحت بذریعہ چہاپون کے
صفحہ ہی پر سیاہی ڈالنی کا اور چہرین لگادیتی کا ہر کس و ناکس کا نام ہی صادق آتا
ہے قول حضرت مخبر صادق صلعم کا اتخذ الناس روسا جہالا افتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا

در سہ یکہ حق قرآن باشد کہ بندہ باشد فقد لبس ابجوب علوم ناسیں و عام علی العدم
مؤید بان مصنع لوح قرآن مجید محدود و محصور اور ممنوع فیحور ہنیں نسبت حاضرین و
غائبین کے پہونچتا ہے جیسا ان کہیں ہوں اور جو کوئی عمل از قسم مبلغین و منذرین

اور حدیث شریف لایبقی بیت مدر ولا وبر الا ادخله الله کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل
ذلیل اور کلمۃ الاسلام داخل قرآن شریف ہے اور مراد اوس سے تمام احکام
قرآن شریف ہیں بلکہ تمام قرآن کا مطلب متعلق بکلمۃ الاسلام ہی ہے بالاجمال
اور ما سوا اسکے خیال ہے جاسب الابطال اور از قبیل سفسطی ایدیہم والله اعلم بحقیقۃ
الحال و المآل فقط قسطاس بحال و ششم ملتحق و مناسب و مؤید و معاضد مضمون
و مطالب آیۃ قل اوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ الآیۃ کے یہہ آیات بینات
ہیں کریمہ قل یا ایہا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض کریمہ
یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الآیۃ اسواسطے کہ بظاہر اس قسم کے وعدہ عامہ کے
مشابہ کسی نبی کو ندا ہوئی معلوم نہیں ہوتی اور تخصیص ندا اس آیۃ میں ساتھ ناس کے بخلاف
آیۃ و من بلغ کے کہ وہ تمام ندا ہے مبانیۃ نہیں بوجہ شرافت ناس کے اور مراد غیر ناس
بھی ہیں اور وہ مناسبۃ اور تائید مذکور اسواسطے ہے کہ ندا ہے عموم ناس کو حاضرین
اور غائبین گذشتہ اور حال اور استقبال کو حسب حیثیۃ ہر ایک صنف کے باعتبار ہر ایک
زمان کے تا مصادق آوے مطلب رسول الرسل کا اور خاتم الرسل کے بدلیل کریمہ
و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اور کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین جو دہ آیا رحمت
سے لفظ ہے ہیں وہ شامل ہے تمام عالمین کو کسواسطے کہ بعض انہیں سے ایسے ہیں کہ مطلق
الایمان و الاعتقاد بالحقیقۃ ہیں مانند رسل اور ائمہ اونکی کے اول ہاں ماضی عام ہے
اس سے کہ نبی ہو یا غیر نبی جیسا کہ تواریث اوسکا ظاہر ہے بشریعت حضرت خاتم النبیین
تہا بدلیل کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد و کریمہ و اذ اخذ الله میثاق النبیین

لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أأقررتم

وأخذتم علی ذالکم اصری الایة اور بعض کی نسبت کیفیت حمل ہی اضنا فہ موہی مانند

حاضرین زمان برکت نشان حضرت نبی آخر الزمان صلعم حقیقة مانند صحابہ کرام رضوان اور

حاضرین حکمًا تا انقاد زمان پہر عام ہے اس سے کہ اُمتہ اجابتہ ہو یا امتہ دعوة اور اس

حکمًا مین نبی سابق النبوة معزول الشریعة باقی النبوة ہو مانند حضرت عیسی علیہ السلام اور

حضرت الیاس علیہ السلام کے داخل ہین اور نداء مذکور بایںطور ہے کہ انی رسول اللہ الیکم

علی ہذا القیاس خطاب الیکم طرف عموم ناس کے حسب حیثیتہ تصور کرنا چاہیے اور وجہ تخصیص

ناس عنقریب گذر چکی اور پہر تاکید فرمائی ساتہ لفظ جمیعًا کے تاکہ کوئی فرد انسان بار سے

فائت نہو جہان کہین ہو اور کسی گروہ سے کسی طبقہ مین کسی زمان مین ہو کیونکہ سیاق

کلام الذی لہ ملک السموات والارض دلالة کرتا ہے اوپر اس مطلب کے کہ جیسا وہ مالک

ہے سموات اور ارض کا ویسی ہی عموم رسالت اس رسول مقبول کی ہے نسبت ہر شئی

کے حسب حیثیتہ ولیاقت اوسکی اور ذکر ناس کا اس آیتہ مین بطریق ذکر افراد عظیمہ ہے اور دلالتًا

اوپر افراد باقیہ کے اور سایر انبیاء اور رسل از قسم ناس ہین پس معلوم ہوا کہ رسول انبیاء

اور رسل ہی ہین پس واضح ہوا کہ جناب خالق جلشانہ سے جو مبدء فیاض ہے تمام

مخلوقات واسطے اس فیض نعمتہ عامہ کی فیض رسی مین سب شامل ہین تاکہ مبدء فیاض

کی جانب سے کمی نرہے۔ مگر یہ امر آخر ہے کہ کوئی خفتہ بخت نصیب وارثون سے بہرہ رہجاوے

بموجب اس حدیث شریف کے فمن اصابہ من ذالک النور اہتدی ومن اخطاہ فذالک نور

ضل اور علی ہذا القیاس کریمہ قل یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ الایتہ اگر ایسا ہو تو موسے

جیسی جو اس طبقہ ارض علیا کے ہین اور فقیر الی اللہ ہون حالانکہ بوجہ عموم الفقراء تمامہ

مخلوق ہوالیا ثلثہ اور اور جو جو مخلوق علم الہی جلشانہ مین ہین فقیر الی اللہ ہون اور

علی ہذا القیاس کریمہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الایتہ مین صرف آدمی ہی مستفاد نہو بلکہ وہ ملہم

اور خصوص آدمی طبقہ ارض علیا ہی ہون او دعلی ہذا القیاس صرف تخویف و تہدید و انذار لوہ
تہویل اس آیت شریفہ مین یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم متوجہ بطرف
آدمیون ہی کے کیا بلکہ اس ہی طبقہ ارض علیا کے آدمیون کی طرف متوجہ ہو حالانکہ
ملک مقرب اور جن کا کیا بلکہ بموجب **قولہ تعالی** ثقلت فی السموات و الارض الایۃ یعنی بھاری
پڑ رہی وہ ساعت آسمانون مین اور زمینون مین سب ہی کا زہرہ چاک ہی اوسکی ہول سے
پس ہی آدمیون سے نافہم آدمیونکی لئے کہان تک قلم سرگردان رہی اگر بفضلہ تعالی سمجھا
او وہ بہی سمجہیئی اگر نہ سمجہا تو عبارت نصیر المومنین ملنے تم سمجھا فقط
ف افہم والسر اعلم **قسطاس جہل و ہفتم** اگر یہ شبہ کسیکو وارد ہو در بارہ اثبات
خواتم ستہ کہ اوصاف انتزاعیہ موجودہ بوجود المنشا ہونے مین جس سے موجودیۃ بالعرض
نمایان ہے موجود بالذات نہین ہوئی فقط تو یہ شبہ بدین نہج زائل ہو سکتا ہی کہ یہ امر
مسلم ہے مگر شرط ہے کہ ہر ناشی حسب منشا اپنی موجود ہوتا ہے یعنی ناشی عقلی کیواسطی
منشا عقلی پر ضرور اور نقلی کیواسطی نقلی اور ہر نقل کے واسطی اوسکا عرف خاص مختلف شرعی
شرعی یا دیگر یا عرف عام جو اوسکی انتزاع کا مدار اور موقوف علیہ ہے اوسمین مؤثر یا لا مشترک
ہے اگرچہ بعض صورت مین منفعا و لحوقا ضمنا و ذیلا منشا دیگر شامل ہوکر رونق بخش اور
تقویت دہ ہو جاوی مثلا بعد دلیل شرعی کے جو منشا شرعی ہے امر شرعی مین کوئی
امر شامل حال ہو جاوی مطابق عقل کے یعنی وہ بہی ضمنا منطبق ہو جاوی تو وہ اس محل مین
منشا نہین قرار دیا جاویگا کیا معنی کہ اگر منشا شرعی سے عزل نظر کیجاوی تو منشا
عقلی یا عرفی اسجگہ واسطی حصول مطلب کی محض بیکار ہے چون تمہید اب اندرینا کا رم
دیکا رم سے زیادہ تر بیدخل ہے اور منشا مذکور کبہی صریح ہوتا ہے اور کبہی خفی عام ہے
اس سے کہ وہ امر باعث انتزاع یعنی استخراج ہو لو قرینہ باعثہ ہے اور مانع انتزاع
و استخراج ہو لو قرینہ صارفہ ہی پس حسب اقتضاء منشا مذکور ناشی موجود او نابتہ

ہوگا یا ممنوع اور مصروف ہوگا پس منشا رشرعی ہیں اگر وہ ناشی امر صریح اور مفصل مفسر
ہے تو قابل تفسیر نہیں اور اگر امر خفی مجمل مبہم ہے تو قابل تفسیر و توضیح ہے اور اگر بالکل
مجمل مبہم ہے مانند حروف مقطعات قرآنی تو درحقیقت قابل تفسیر نہیں اگرچہ بعض اہل تفسیر
نے کچھ کہا سنا گر حضرت ابن عباس رئیس المفسرین نے الم کی تفسیر میں سوای اللہ اعلم
کہ اوہ سکے کچھ نکہا اگرچہ اس تفسیر میں لطیفہ ہے گو تفسیر بنام نہاد ہو گی کہ مراد الف سے
اللہ ہی اور لام سے اعلم ہے اور میم سے مراد وہ کا لفظ مراد ہے لیکن تاہم از قبیل کہلا
یا قریب از قبیل اکتام و ابہام ہے مانند متشابہات کی پس ہرگاہ یہ مقدمہ ممہد ہوا
تو بدلیل صرف قرینہ عقلی لفظ فیہ نبی کہنے سے بلا انضمام کیا بلکہ بلا استقلال و استبداد
دلیل نقلی شرعی کے بطور انتزاع ناشی تو جود منشا راوپر اثبات خاتمیہ کی خواہ اضافی
ہو یا حقیقی بصرف بتقویت دلیل عقلی یا قرینہ عقلیہ جو مقتضا سی سلسلہ ترتیبی ہے وجود
مبادی اور جید مقطع جو درباره منتزع عقلی کے جو برہان واقعی ہے ہرگز استدلال صحیح نہیں
خصوص اس مقام میں کہ مزاحم عقیدہ اسلام ہو تو زیادہ تر واجب الاحتراز ہی جیسا کہ
مزاحم مذکور لزوم شرکت و قسمت ابتدائی وغیرہ مذکور اکثر قسا طیس ہے فافہم بالفہم الاکمل
ورنہ تفسیر بالرای اسی کا نام ہے اگرچہ اصابت عقلی فی نفسہ پائی جاتی ہو مگر اذن شرعی
نہو تو بھی اطلاق ناروا ہے قطع نظر لزوم عقیدہ فاسدہ سے کہ اور بھی امر اسمح
ہے اذ لا بد للاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی چنانچہ یہی مطلب ہی اس حدیث
شریف کا من قال فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطا یعنی اگرچہ تفسیر قرآن مجید
مطابق صرف عقل صائب کیجاوی بدون لگاؤ ملکہ راسخہ مستحصلہ یا بارادہ تعلیم اساتذہ
ماہرہ بالقرآن جو قابل اطمینان ہے کہ جسکا لگاؤ قواعد شرعی سے ہو اور حسب اتفاق
مطلب شرعی کو پہونچ بھی جاوی تب بھی خطا ہی اور اگر نہ پہونچا باوجود صائب عقلی
کے تب بھی الطریق اولی خطا ہے نظر باینمعنی کہ غالبا آئندہ کو اکثر خطا صادر ہوگی لہذا

سد اللباب یہ فعل منطوق شرعی ٹہرا اگرچہ وہ تفسیر منطوق شرعی نہیں یعنی آئمہ کبار علماء اولی الالباب کو مقبول ہو اور اگر صائب عقلی ہی ہو تب تو بالکل خطا ہی خطا ہے اگر یہ بھی

تو معدود ہو سکتا ہے جو مختار مذہب ہے تحت قولہ صلعم فاصاب اتی بما تب الاتفاق ۱۲

حاشیہ مشکوٰۃ شریف تحت قولہ صلعم فقد اخطاء ای فہو مخطی بحسب الحکم الشرعی ۱۲

حاشیہ مشکوٰۃ شریف پس مراد صائب معتبر سے صائب شرعی ہے ہے در اصل اگر اوسکے ساتھ صائب عقلی بھی ہو تو نہایت تائید ہے لہذا قول حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ

وارد صحیح جامع ترمذی شریف ہے لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی من اعلاہ

بس مع انسح سوا گو ایک امر فی نفسہ معقول ہے مگر مشروع نہیں تو وہ قابل اعتبار شرعی نہیں جانا جاہیے کہ ہر معقول مشروع نہیں لہذا عقیدہ اہل سنن قرار پایا کہ الحسن ما حسنہ الشارع

والقبیح ما قبحہ الشارع لا ما حسنہ العقل وقبحہ العقل کما قال المعتزلہ بخلاف اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ایک نکتہ بطور اسرار غرایب جو از قسم سر مکتوم ہے جانا جاہیے ظاہر یون سمجھا جاتا ہے کہ علوم منقول شرعی فی نفسہ غیر معقول ہین جو لوی سفاہت اور بیہودی دیتی ہین معاذ اللہ لی لی غلط ہی بالکہ وہ درحقیقت الطف معقول ہین بنسبت مخلوق اور بنسبت خالق سبحانہ علوم قدیم ہین کہ عقل جزوی اکتناہ کنہ اوسکی سے قاصر اور عاجز ہے سوای عقل کلی کے جو وہ ذوات حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین بذریعہ اونکی بیان شافی کافی اور اونکی نقل کے حضرت حق تعالی و تبارک سے راز کہلتا ہے ورنہ نا ممکن ہے اکتناہ کنہ اوسکا لہذا معتبر مقبول ہے نہ یا یعنی کہ سفہ اور بیہودگی ہے معاذ اللہ منہ بخلاف نخرو جیستان کے وہ از قبیل عقل جزوی ہے نہایت کار یہہ کہ فی الجملہ در پردہ وغشاوہ ہی کہ کاشف اوسکی عقل جزوی ہے بلکہ وکاوش ہے خواہ مخواہ محتاج کشف عقل کل نہین جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین بذریعہ پرتوہ وحی الہی جلشانہ کی فافہم بالفہم الاتم واحفظ بالحفظ الاسلم پس ہرگز نہ ایسی تفسیر تفسیر خیالی ہے اور مزاحم ہے

تفسیر صاحب قول کو یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کو جو کہ روایۃ سے اور نیز بطور حدیث

قدسی کے بروی عن اللہ تبارک وتعالی لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابناً یکون بعدہ نبیاً البتہ

یہ حدیث شریف صحیح منشا رشرعی ہے اطلاق لقب خاتم النبیین کا اوپر خاتم طبقہ اصفیا

علیہم السلام کے فقط لا بغیر قطع نظر اس سے لقب مذکور متلو نص قرآنی ہے آیۃ خاتمیۃ میں یعنی

اگر نزول آیۃ خاتمیۃ بالفرض نہوتا تو یہی حدیث قدسی کافی ہوتی واسطے اثبات مطلب

خاتمیۃ کے صریح لیس جو قرینہ عقلیہ کسی قرینہ شرعیۃ کے ساتھہ منضم کیا جاوے واسطہ اطلاق

لقب مذکور کے بنسبت خواتم اضافیہ ستہ مذکورہ کے تب بہی وہ بمقابلہ صراحت حدیث

قدسی مذکور تفسیر بالرای کیا بلکہ از قبیل تحریف متصور ہے چہ جائیکہ خود آیۃ خاتمیۃ اس

بارہ میں بالاستقلال نازل ہے تو اب تو تحریف قرآنی ہی ہے اور حالانکہ یہ آیۃ خاتمیۃ

باتفاق علماء مفسرین ومحدثین وفقہاء ومتکلمین وغیرہ کسیکا خلاف نہیں اسمیں کہ اسمیں

گنجائش ہو کسیکو کسیطرح کی تاویل کی چنانچہ قاضی عیاض رح نے شفاء میں لکہا اجمعت الامۃ

علی حمل ہذا الکلام علی ظاہرہ وان مفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک

فی کفر ہولاء الطوائف کلہا قطعاً اجماعاً وسمعاً اور اسی شفاء میں مذکور ہے وکذالک

من ادعی نبوت احد مع نبینا صلعم او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود القائلین بتخصیص رسالت

صلعم الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل یعنی بعد خاتم النبیین کے صلعم کہ

مزاحم خاتمیۃ خاتم النبیین کے ہے وکاکثر الرفضۃ القائلین بمشارکۃ علی رض فی رسالۃ

النبی صلعم وبعدہ یعنی بعد وفات صلعم کے وکذالک کل امام عند ہولاء الرفضۃ یقوم مقامہ

فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابہا والبلوغ

بصفاء القلب الی مرتبتہا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذالک من ادعی منہم انہ یوحی الیہ

ولم یدع النبوۃ فہولاء کلہم کفار مکذبون للنبی صلعم لانہ اخبر انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن

اللہ تعالی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس اور مانند اسکی شرح مواقف میں مرقوم ہے

ماخذ تطویل باعث تعلیل ہوئی اسلیے تفسیر کی تعریف مین تفسیر کیجاتی ہے تاکہ سند ہو
اور تسلی بخش سامع ہو اور مانع ہو اہل جرأۃ کو باب تفسیر بالرای مین التفسیر ہو التفعیل
من الفسر و ہو البیان و الکشف و یقال ہو مقلوب السفر تقول اسفر الصبح اذا اضاء و قیل
ماخوذ من التفسرۃ و ہی اسم لما یعرف الطبیب المرض و التفسرۃ مثل التکرمۃ و ہی عن الطبیب
القارورۃ التی فیہا بول المریض یعرض علی الطبیب و یسمی دلیلا الیکما انما تمیت بہا لتفسیر
للطبیب احوالہ البدنیۃ التفسیر بیان لفظ لا یحتمل الا وجہا واحدا و قال الماتریدی التفسیر
القطع علی ان المراد من اللفظ ہذا و الشہادۃ علی اللہ سبحانہ انہ عنی باللفظ ہذا فان قام دلیل
مقطوع بہ فصحیح و الا فتفسیر بالرای من کشاف اصطلاحات الفنون للحبر القاضی محمد علی التھانوی
التھانوی قدس سرہ پس موافق اس تعریف تفسیر کے تفسیر ابن عباس ہو وہی تفسیر ہے
جو امام قسطلانی و زرقانی وغیرہ نے کی ہے چنانچہ تفصیل اوسکی سے تمام قسطاسین تک
این اسلیے کہ موافق ہے عقیدہ اسلام کو اسمین کچھ بھی عقاید اسلام ہرگز نہین اور نہی
ہے خود تفسیر صاحب قول کو بھی حضرت ابن عباس ہو جیسا کہ مفاد و مراد صریح حدیث نبوی
مذکور مروی ابن عباس نہ ہے باقی سب تفاسیر خیالی خیالات فاسد و بہتانات کاسد ہین
الحذر الحذر **قسطاس چہل و ہشتم** اگر یہ خیال گزرے کہ سلسلہ نبوت کی ابتدا زمین کی
زمین سے قرار دیکر او سیتک پہونچا تا تا ختم نبوت ہوا و بر طبقہ ارض علیا کے اور نزول وحی
کو اسکی برعکس تجویز کرنا تا کہ بواسطہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین کے وحی نیچے کے
انبیا کو پہونچی مانند بلاد زمان حکام بالا دست کے اسواسطے کہ یہ امر موجب عظمت و عزت
ہے اسمین شان و شوکت حضرت خاتم النبیین صلعم زیادہ نکلتی ہے فقط
پس جاننا چاہیے کہ یہ شبہ کسا ملکہ وہم محض ہے اسمین خلل ظاہر ہے اسلیے کہ نزول وحی متعلق
باحکام ہے موقوف علیہ نبوت ہے بلکہ علت تامہ ہے جس سے تخلف معلول نا روا ناممکن ہے
انمین صرف قیاسیہ حیثیۃ ذاتی ہے پس ہرگاہ کہ ظہور نبوت اور نزول وحی کا باعتبار مجمل

قسطاس چہل و ہشتم

سکے جو اوسکی افراد ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں زمانی ہیں کیونکہ ترتیب اس سلسلہ کی
زمانی ہے پس ہر گاہ کل انبیاء اپنی اپنی زمانہ میں نبی ہوئی تو بدون نزول وحی کے نبی نہیں
ہوئی بالضرور نزول وحی متقدم ہے ساتھہ تقدم زمانی کے اوپر نبوت ہر ایک نبی کے تو
زمان واحد ہو بابد وحی کا اور بد نبوت کا بالضرور السیا ہی لازم ہے کہ جسکا انفکاک
ممتنع ذاتی ہے پس یہ کہنا البتہ باطل ہے کہ نبوت اور انبیاء کی جو بطور سلسلہ زمانی کے
متقدم ہے نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم سے منتظر رہے اپنی وحی کے اور نبوت آنحضرت
صلعم کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ آیا وہ بھی اس ہی طور پر ہے یا نہیں اگر ہے تو قلب وضع
شرعی و سہم عقلی و عرفی لازم آیا بہ نسبت جمیع افراد کے ورنہ اختلاف خاصہ لازمہ ذاتیہ
بین الافراد لازم آیا کیا معنی کہ کل افراد انبیاء علیہم السلام آپ سے پیشتر نبی ہو کر
گذر چکی حقیقتاً یا حکماً مانند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ادریس کے ساتھہ نبوت بلا وحی
کے اور حال نبوت آنحضرت صلعم دو حال سے خالی نہیں یا شاید نبوت بلا وحی ہوا مانند اور
انبیاء کے تا حالت نہ گذرنی اپنی کے اور بعد گذرنے کے ہو قطع نظر استحالہ سابقہ سے
تو بھی صاف باطل ہے خلاف نصوص ہے اسلئے کہ اونکی وفات شریف کے بعد وحی کا
انقطاع قطعی ہو چکا کیونکہ لگا نزول وحی ہی نہیں رہا یا بدر نبوت اونکا با وحی ہوا تو خلاف
ہے کیونکہ اختلاف افراد نوع واحد خاصہ لازمہ ذاتیہ میں لازم آتا ہے وہ باطل ہے خلاف
مفروض لازم آتا ہے اسلئے کہ اور ... ہے نبوت کا بدون وحی کے پہر یہ نہیں معلوم ہوتا
یہ اجتماع نبوت اونکی کا اوپر ... وحی کا اگر بطور معیتہ ذاتی ہے تو وہ مستلزم ہے
... کو تو وہ خلاف قرارداد ہے یا بطور معیتہ زمانی ہے یا تو بحالت حیات شریف
ہے یا بعد وفات شریف ہے بہر صورت وہ ہی استحالہ مذکورہ لازم آتے ہیں پس ایسی
... ان و عظمت کا تجویز کرنا بہ نسبت حضرت خاتم النبیین کے خود موجب کسر شان ہے
... جو مراد لفظ واسطہ سے برکت ہو تو ہاں البتہ استحالجات مذکور سے سلامتی ہے مگر

ہمارا دعویٰ اور سی اسائی کہ جو کچھ ہے برکت موصوفہ سے ہے بشرطیکہ مراد نزول وحی سے
ہوت ہو اور بنوت سی نزول وحی ہو یعنی برکت سی خاتم النبیین صلعم کے بنوت یا وحی
پنچی کے انبیاء کو پہونچی امر نزول وحی یا نبوت پنچی کے ابنیاء پر بہ برکت حضرت خاتم النبیین صلعم کے
ہوا ہر دو محل صحیح ہیں اور یہی معنی لینا واجب ہے بوجہ مذکور یعنی یہ دونوں امر نزول وحی
اور بنوت آپس میں علت و معلول کے طور پر معیت ذاتی رکھتے ہیں جیسا کہ اب ہی تحقیق کیا گیا
بخلاف وحی غیر مصطلح کے مانند وحی نحل وغیرہ کے جو از قبیل الہامات ہیں بطور حدوث عزمت
قلبیہ کے نسبت غیر ذوی العقول کے اور بنسبت ذوی العقول غیر انبیاء کی مانند مادر حضرت موسیٰ
کے خواہ بطور رویا کہ ہو خواہ بواسطہ دیگر بذریعہ ظہور ملک وغیرہ مانند حضرت مریم علیہا السلام کے
کہ یہ خارج از بحث ہیں مگر باینہمہ برکت کے تاویل اوس وقت درست ہوگی جبکہ قید ابتداء
بنوت کی طبقہ ارض سفلی ہو اور نیز قید پہونچنی وحی طبقہ ارض سفلی سے طبقہ ارض علیا تک اور بعد
ختم بنوت کی جو ہی ہو اسلئے کہ اسمیں خلل ظاہر ہے کہ خلاف واقعہ ہے خلاف نصوص شرعی
ہے اسواسطے کہ باتفاق آیات و احادیث و بہ اجماع علماء ابتداء نبوت طبقہ ارض علیا سے
ہے جسکی آدم جد اعظم ابو البشر نقطہ اول سلسلہ بنوت ہیں ان سے شروع بنوت ہوئی
جیسا صحیح عقیدہ جملہ اہل اسلام جو اہل قبلہ ہیں یہی ہے کہ اول الانبیاء آدم و آخرہم نبینا
محمد صلعم پس بظاہر اسلام یہ مقال بہر حال سخت پر اختلال ہے کہ ایک قسم کا مجرا جمال
ہے آمیز و علم الہی جلت اسمہ اعلیٰ ہے واللہ اعلم قسطاس جہل و ہم اور وہ تحقیق لفظ واسطہ
کی جو بلفظ واسطہ فی العروض ہے سخت پر اشتباہ ہے وہ اس قسم کی اصلاح کے لائق ہے
اظہار کرتی ہے کیونکہ مرد رفاہ ہے کچھ مختصر بطور باقی و دائع اور بحکم خیر باقی و کفی خیر ما کثر و
الہی و نیز حدیث شر الغبا حفظوا او خیر سیر و قلم ناقص ہم اظہار الحق و احقاق الحق کیا
جاتا ہے جاننا چاہئے کہ واسطہ بروی لغت معنی میانجی اور درمیانی کی ہے جیسا کہ منتہی الارب
وغیرہ سے صاف واضح ہے اور یہی اصطلاح عرف علماء میں چند معنی مستعمل ہے بعرف ل

حساب مین واسطہ عددیہ کہ معروف ہے مثلاً عدد چار کا جو نصف ہے مجموع اپنی دونون
حاشیون کا ایک حاشیہ اوسکا عدد تین کا ہے اور دوسرا حاشیہ عدد پانچ کا ہے تین اور
پانچ کو اگر جمع کیا جاوی تو عدد آٹھ کا حاصل ہوتا ہے کہ اوسکا نصف چار کا ہے یعنی
ان دونون عددونکی مجموع کا نصف جو حاصل ہوا تو بواسطہ عدد چار کی حاصل ہوا یعنی اوسکی حصول کا سبب یا علتہ عدد مذکور
ہی تہا ہے وارد نہو کہ علتہ او معلول ایک یا ہی امر ہی جمیع عدد چار کا لازم ہی اور یہ امر باطل ہے اسواسطی کہ نصف اور
شئے ہے جو معدود ہے اور چار اور شی ہے جو عدد ہے از قبیل فرق صادق و مصدق
فافترقا فافہم اذ یعرف اہل عقول بہی بچند وجہ ہے واسطہ جو مسمی بواسطہ فی التصدیق
بہی ہے جو مقرون ہوتا ہے ساتھ لفظ لانہ کے برہان لمی مین مانند العالم حادث لانہ متغیر
لاقترانہ بالتغیر و ہو الواسطہ لیقال لہا الحد الاوسط یعنی جو منشاء احتیاج استدلال
ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ وہ لفظ لانہ مذکور مرتفع ہے تو کچھ احتیاج دلیل کی نہین معلق
ہے اسلیے کہ حصول مطالب جو ثبوت کسی امر کا ہوتا ہے واسطے کسی امر کے جیسا کہ گذرا وخود
روشن ہے پہر کیا ضرورت ہے اور واسطہ فی الثبوت اور وہ عبارت ہے ہونی کسی
شئے کے سے علتہ واسطے کسی شئے دوسری کے نفس الامر مین اور وہ دو قسم پر ہے ایک
یہ کہ نہ ثابت ہو وہ وصف جو عارض ہوتا ہے معروض کو واسطہ اوس واسطہ کے یعنی
علت کی اصلاً وقطعاً یعنی وہ علتہ جو باعث ہے متصف ہونے شئی دوسری کی خود
اوس صفت مین شریک نہو بلکہ علتہ محض ہو لیس ایسے محل مین ایک ہی عارض ہوگا بالذات
اور بالاعتبار بہی مانند نقطہ کے جو عارض ہے خط کو بواسطہ تناہی کے یعنی علت عروض
نقطہ کے خط کو وصف تناہی ہے اور حالانکہ وصف تناہی متصف نہین ساتھ وصف نقطیتہ
کے بخلاف خط کے کہ متصف ہے ساتھ نقطیتہ کے اور مانند رنگریز کے کہ وہ علتہ ہے
متصف ہونے کپڑے کے ساتھ وصف رنگ کے کہ رنگین ہے بخلاف رنگریز کے کیونکہ
وہ شریک نہین وصف رنگینی مین نہ بالذات نہ بالاعتبار اور مین کہتا ہون کہ میری دیکہا

اجلی و ادا فیدہ ہے یہہ نظیر اعراض کی جو قائم ہیں ساتہہ ممکنات کی بواسطہ واجب تعالیٰ و تقدس کے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلشانہ پاک ہی تلوث اعراض سے فافہم اور تیسری واسطہ فی العروض ہے اور وہ عبارت ہے اس سے کہ خود متصف ہو وہ واسطہ یعنی علت ساتہہ اوس وصف عارض کے جسکی یہہ علت معروض ہے یعنی موصوف ہے یعنی وہ وصف صرف علتہ ہی کا ہے درحقیقت اور بواسطہ اوسکی یعنی علت کے اور دوسری شے متصف ہو ساتہہ اوس ہی وصف مذکور کے یعنی علت اور معلول ہر دو شریک وصف مذکور ہوں فی الحقیقۃ علت محض نہیں جو شریک وصف نہیں ہوتی مگر وہ علت متصف بالذات خود بالاصالتہ ہوتی ہے اور وہ معلول بالتبعیۃ اوسکی نہ یکہ اوس جگہہ پر دو اتصاف حقیقی ہوئے ساتہہ وصف مذکور کے بوجہہ امتناع قیام وصف واحد کے ساتہہ دو موصوف حقیقی کے کہ یہہ امر بین البطلان ہے بلکہ اتصاف درحقیقت واقع میں ثابت ہے واسطہ اوس ہی واسطہ کے یعنی علت مذکورہ کے اسلئی کہ ذو واسطہ درحقیقت متصف ہے نہیں تخیل اور وہم ہوگیا ہی ہے مثلاً کشتی اور راکب کشتی اور وصف تحرک تو درحقیقہ ہے واسطی علت کی جو کشتی ہے نہ واسطی راکب کے جو ذو واسطہ ہے یعنی معلول خیالی ہے علت کا جو کشتی ہے اور وہ معلول ساکن ہے اور کل وصف معہود جو تحرک ہے وہ واسطی واسطہ ہی کے ہے یعنی علت کی پس یہہ امر مذکور فارق نہیں ہے درمیان اس قسم واسطہ فی الثبوت کے جو یہہ قسم عبارت ہے واسطی فی العروض سے مانند حرکت کشتی اور حرکت راکب کشتی کے واقع میں کشتی متحرک اور راکب کشتی درحقیقت ساکن ہے اور درمیان قسم اول مذکور کے الواسطہ فی الثبوت وہی ما یکون الشی واسطۃ ای علۃ لثبوت وصف لشئی آخر

فی نفس الامر وہو قسمان احدہما ان لا یتصف ذالک الوصف الواسطہ اصلاً بل یکون علتہ محضتہ فیکون ہناک عارض واحد بالذات والاعتبار کالنقطۃ العارضۃ للخط بواسطۃ التناہی

وکالاعراض القائمۃ بالممکنات بواسطۃ الواجب تعالیٰ و تقدس و ثانیہما ان یتصف الواسطۃ

بذلک یتصف ولو سطتہا یتصف ذلک الشئ الآخر بہ لا ان ہناک اتصافین

حقیقیین لامتناع قیام الوصف الواحد بموصوفین حقیقۃً بل اتصاف بالحقیقۃ للواسطہ

وتبعیۃ لذالک الشئ الآخر اذ لا محذور فی جواز تعدد الشئ بالاعتبار وہذا القسم یسمّی

واسطۃ فی العروض تمییزًا لہا عن القسم الاول وہذا فی الحرکۃ العرضیۃ کراکب السفینۃ فان

الحرکۃ بالذات للسفینۃ وتبعیتہا للراکب کذا استفاد من شرح المواقف فی بحث انحاء

ومن حواشیہ فی بحث الموضوع نقلًا من کشاف اصطلاحات الفنون للبحر الحاذق بدی

القاضی محمد اعلی الفاروقی التھانوی قدس سرہ کالحرکۃ اللاحقۃ بجالس السفینۃ بواسطتہا

فانہا لاحقۃ للسفینۃ حقیقۃ ولجالسہا بواسطتہا بالعرض لا فی الواقع لانہ ساکن فیہا لا متحرکًا

من حواشی الفاضل المتین مولوی محمد مبین لکہنوی علی الزاہدیۃ علی الجلالیۃ ۱۲ ——

قسط ساس پنجاہم پس جاننا چاہیے کہ قرار دادہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کو بمذکورہ مصداق واسطہ فی العروض نسبت سائر انبیاء علیہم

وعلیہم الصلوۃ والسلام محض خیال خام ہے بسبب سوء مباشرت اسباب سوء

فہمی کے اسلئے کہ بصورت ہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت ہرگز نبی نہیں ہوسکتی

اور نہ اونپر وحی نازل ہوئی کیونکہ درحقیقت وصف نبوت بالاصالۃ اون تک

نہیں پہونچا اگر بہ تبعیۃ واسطہ کے یعنی علت کی مانند حرکت کشتی کے اور حرکت جالس

کشتی کے کیا معنی کہ یہ تبعیۃ بھی ایک امر خیالی ہے کہ جسکا پایہ پایۂ اعتبار کو نہیں پہونچتا

اسواسطے کہ امر موہوم ہے کہ جالس کشتی کو وصف تحرک کا لغو عمیق ہرگز حاصل نہیں

اور اگر بالاعتبار والاضافۃ خواہ مخواہ سمجھا جاوے تو یہ امر عدمی دیتا ہے اور اللہ

حق تبارک وتعالی فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اور

مذکورہ وحی کا حضرت نوح علیہ السلام تک جو اول اولو العزمی کے ہے امر متحقق الوجود

یعنی النبوۃ ہے اور یہ تشبیہ حرف نہیں للتطبیق مثال کے نزد قولہ تعالی مثل نورہ کمشکوۃ

فیہا مصباح بلکہ بطریق تمثیل ہے جو بمعنی صفت ہے جو امور تحقیقی واقعی مین سے ہے
مثل قولہ تعالی ولہ المثل الاعلی فی السموات والارض وہو العزیز الحکیم یعنی صفت وحی نبوی
کہ جو امور حقیقیہ مین سے ہے جو منشاء اصلی اور علت واقعی صفت نبوت کی ہے سلسلہ
انکسارات مین ازقبیل وسائط متعددہ قریبہ بعیدہ کہ جسکی ساتھ علت یعنی واسطہ مذکورہ متصف
ہے وہ مانند صفت وحی نوح علیہ السلام کے اور اور انبیاء علیہم السلام کے ہے جو کہ ذری
نوح علیہ السلام کے بطور امر شمولی تحققی کے نہ مانند تشبیہ زید کا لاسد کے اور نہ مانند
لدی اسد شاکی السلاح مقذف لہ لبد اظفارہ لم تقلم استعارہ کے کہ محض مستعار ہے
اور حقیقت کچھ نہین اگرچہ تشبیہ کے درجہ استعارہ بالاتر ہے افادہ مین طرفین مناسبت
کی ساتھ حقیقت کے اور تحقق کے لیس سب افراد انبیاء ومتبعاتہا حقیقۃ متصف بصفت
نبوۃ الاستقلال ہین چنانچہ منشاء نبوت جو وحی ہے برابر بالاستقلال سب پر ہوئی
کریمہ واوحی الی نوح لن یؤمن من قومک الا من قد آمن اسمین کچھ خفا نہین جو قابل
تعلیل تاویل ہو مانند آیہ سابقہ کمشکوۃ فیہا مصباح کے علی ہذا القیاس کریمہ ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک یہہ آیت شامل ہے تا حضرت آدم علیہ السلام
کے حوا تا حضرت نوح علیہ السلام کے مانند آیہ سابقہ کی من ابتدای حضرت خاتم النبیین
درباره استقلال نبوت ونزول وحی نسبت تمام انبیاء علیہم السلام بالتفصیل او [illegible]
دعوی ہو اخری کے مانند آیہ سابقہ کے قسطاس پنجاہ و یکم اور ظاہر ہے کہ واو عاطفہ
ہے اس آیہ مین جو منجملہ دس حروف کے ہے معروف بعطف حرف اور اوسکو عطف النسق
بھی کہتی ہین اور وہ واو واسطے جمع کے ہے درباره حکم مین تابع اور متبوع دونون برابر
ہین پس درحقیقت نزول وحی واسطے جملہ انبیاء علیہم السلام کے اور حضرت خاتم النبیین کے
برابر ہے واسطہ تاثیر کے استقلال نبوت مین ہر ایک نبی کی کیفیت تفضیل البعض امر
آخر ہے اسمین کچھ کلام نہین جیسا آیۃ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیۃ چنانچہ

قسطاس پنجاہ و یکم

تحقیق اسکی عنقریب آتی ہے پس صدق مضمون واسطہ فی العروض مصطلح اہل معقول اوپر
حضرت رسول مقبول خاتم النبیین صلعم غیر معقول ہے اور محض فضول ہے تفسیر بیضاوی
مین بتحت قولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک الایۃ مذکور ہے جواب لاہل الکتاب عن اقتراحھم ان
ینزل علیہم کتابا من السماء و احتجاج علیٰ بان امرہ فی الوحی کسائر الانبیاء یعنی کفار نے معجزہ
طلب کیا آنحضرت سے صلعم کہ اتار لاؤ کتاب ہمپر آسمان سے اور سکا یہ آیۃ جواب ہے
اور حجۃ ہے اوپر اسکے بطور کہ شان اس رسول کی دربارہ وحی کی مانند تمام انبیاء کے
برابر ہے نفس استقلال نبوت مین پس اثر مضمون واسطہ فی العروض کہاں بحث نا موزون
ہے بلکہ از جلد زبون اور رجانا چاہئے کہ جابجا قرآن مجید مین واسطہ تمام انبیاء کے
ایسا ہی نازل ہے جیسا کہ نازل ہے واسطہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے
اثبات لبشریۃ مستقلہ مین جو بمنزلہ جنس کے ہے جو شامل ہے تمام افراد انسان
کو بلا تفصیل نبی اور غیر نبی کے جسکی فصل اور تمیز ہی مستقل شامل ہے جمیع افراد انبیاء
کو بالاستقلال بلا تفصیل یعنی وحی جو اصل منشاء ہے نبوت کا اور یہ ہر دو امر مذکور
بالاتفاق ذاتیات مین سے ہین پس بشریۃ بہ نسبت جمیع افراد البشر کے جنس ہے اور وحی
بہ نسبت جمیع افراد مخصوصہ مستجمعہ انبیاء علیہم السلام کے بالتعیین التشخیص جداگانہ فصل
ہے جنس مذکور سے جو یہ ہر دو امر قوام نبوت ہین کہ جسکی اجتماع اور امتزاج سے
نوع جو وہ کلی ذاتی ہے متقوم ہوئی یعنی نوع نبوت حاصل ہوئی پس ظاہر ہے کہ نفس
نوع مین بالضرور تمام افراد انبیاء علیہم السلام تحت حقیقۃ واحدۃ متحدۃ الحقیقۃ متمایز الشخصیۃ
شریک متساوی بالاستقلال ہین اعراو لیتہ و اولیتہ افراد مضر اور مخل نہین ان
دونون مطلب کی دلیل یہ دونون آیۃ ہین کریمہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰہکم
الٰہ واحد الایۃ کریمۃ تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض الایۃ پس اسا غور درکار ہے
بذات مستقل حضرت خاتم النبیین صلعم مصداق واسطہ فی العروض کیسے ہو سکتی ہے

قسطاس پنجاہ و دوم مشتمل بر تفصیل تمتہ واسطہ فی العروض قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر
مثلکم بطور جنس ہے جو کلی ذاتی ہے ہر ہر فرد بشر کی نسبت بلا فرق نبی اور غیر نبی کے
اور کریمہ یوحیٰ الی یہ بھی کلی ذاتی ہے نسبت ہر ہر فرد نبی کے بالخصوص جو بمنزلہ فصل ہے
واسطے اخراج غیر نبی کے اور واسطہ خصوصیت مضمون جو ساتھ فرد واحد اوحد یکتا باع
باب نبوت میں جو مخص باعتبار شان نزول ہے بطور مورد خاص اور مفہوم عام ہے یا
بطریق تذکرہ فرد اشرف اور دلالۃً اور جمیع افراد باقیہ ہے جو منشا التباس فی بین المتقین
مضمون واسطہ فی العروض شاید ہو گیا ہو مفوع ہے اس آیۂ ہمچو نسی کریمہ ان نحن الا بشر
مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء الایۃ اور تعبیر وحی ساتھ لفظ منت کے محض واسطے دلالت
کے ہے اور بیہر مضمون اولیتہ افراد کے تاکہ مطلب کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی
بعض ظاہر ہو جاوے اور واسطہ واسطہ فی العروض رہو جاوے چنانچہ اس مطلب کا تذکرہ
بہ رنگ دیگر بعض قسطاس میں گزر چکا ہے پس مضمون ان آیات کا مقوم ذوات جملہ
انبیاء علیہم السلام برابر ہے پس خاصہ شاملہ اس ماہیت نبوت کا جو جملہ افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو متواطی مساوی شامل ہے جو قاطع ہے شرکت دیگر افراد غیر نبی کو کہ جسکا
خاصہ لازمہ تبلیغ احکام اور دعوت خلق الی اللہ تعالیٰ اور ہدایت صراط مستقیم اور احقاق
حق بالاعجاز مع التحدی اور ما دار اسکی ہے اگرچہ دیگر خصائص شخصیہ ہر ہر فرد نبی کے
بمنزلہ اثبات شخصیہ انکی ہے در بارہ غیر الفکاک کے اوس فرد خاص سے ہیں کہ جس
ملقب ہوئی مثلاً کلیم اللہ و روح اللہ و خلیل اللہ و خلیفۃ اللہ و حبیب اللہ علیہم اور دیگر ہم
علی ہذا القیاس لقب شرعی حج اکبر بہ نسبت حج کے باعتبار عمرہ کے کہ اوسکو حج اصغر تعبیر
کرلیتے ہیں کریمہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الایۃ اس لقب کو قبول
فرمایا کہ منصوص قرآنی ہوا اگرچہ جاہلوں میں جو حج اکبری کہ مشہور ہے جو حج روز جمعہ
واقع ہو یعنی ۹ تاریخ ماہ ذی الحجہ بروز جمعہ واقع ہو یہ حج اکبر لقب شرعی نہیں بلکہ تمام حج

قسطاس پنجاہ و دوم مشتمل بر تفصیل تمتہ واسطہ فی العروض

کسی روز واقع ہوں وہ حج اکبر ہی ہیں باعتبار مذکور پس اگر صرف لفظ حج بولا جاوی یا لفظ
حج اکبر بولا جاوی مراد حج ہوگا نہ کہ عمرہ کہ تخصیص بوجہ شیوع ایسا امر دیگر ہے کہ ثواب اوس
حج کا جو بروز جمعہ ہو بموجب روایات احادیث تیسیر الاصول وغیرہ بجائش حج کا یا ستر حج کا
بخشش مروی وارد ایات مختلفہ اندرین باب ہوتا ہے سمعت شیخی و اوستاذی مولانا محمد اسحاق
محدث قدس سرہ او بخلاف لفظ عتمہ کی نسبت نماز عشار کی اسمین روایات مختلف ہیں در باب
کراہیت اطلاق اوپر نماز عشار کی جو منصوص قرآنی ہے قولہ تعالیٰ من بعد صلوۃ العشاء جیسا
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم المغرب الحدیث رواہ البخاری
وغیرہ یعنی نماز مغرب کو عشار اول کر تعبیر کرتے تھے اور نماز عشار کو عتمہ کر تعبیر کرتے
تھے اسو اسطی کہ آنحضرت صلعم نے خود لفظ عتمہ بنسبت نماز عشار بہی فرما جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے جسپر امام بخاری نے کہا کہ جائز ہے مگر اختیار وہ ہے ہے کہ مت کہو
اگرچہ جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطی سمجہانے اعراب کے لفظ عتمہ فرمایا یا بطور
حکایت فرمایا کہ مآل ان ہر دو توجیہ کا ایک ہی ہے لیکن آخر کسی طرح ہو اطلاق اسکا شرعی تو
پایا گیا لہٰذا امام بخاری نے صریح لفظ من بعد صلوۃ العشاء مذکور پر خیال نکیا جائز رکھا اور
اختیار صلوۃ العشاء کو کیا اور شروح بخاری میں اور اوسکی حواشی میں اختلاف رہا میں
کہتا ہوں جو کہ فیما بین ان اقوال مختلفہ کے یہ ہے کہ کراہت اطلاق لفظ عتمہ اوپر عشار تنزیہی ہے
کہ مرجح اوسکا خلاف اولی ہے فقط بخلاف لقب حج اکبر مذکور کہ بنسبت اوسکی کوئی حدیث
مزاحم حال نہیں ہوئی لہٰذا یہ لقب شرعی منحصر رہا اوپر نام حج کے بلا تخصیص و ترجیح کے
تا وقتیکہ کوئی عموم نص منزل اس باب میں نہ پائی جاوی جیسا کہ اس قاعدہ شرعی کی

تصریح تو ربشتی سے عینی شارح بخاری نی کی قال التوربشتی المعنی لا تطلقوا ہذا الاسم علی ما ہو
متداول بینہم فیغلب مصطلحہم علی الاسم الذی شرعتہ لکم اور یہ امر آخر ہے کہ کوئی نص مزاحم ہو جاوی
جیسا کہ اطلاق عتمہ میں مزاحم ہوے فافہم ۱۲ علی ہذا القیاس حال لقب خاتم بہ نسبت افراد

ہستہ اضافی ہو یا حقیقی برابر ہے بلکہ یہہ تحقیق بنظر غور تعلق ساتھہ اضافت ذہنی کی ہے
جو مقتضا یوم الحج الاکبر ہے پس اب یہہ اضافت خواہ تم ہست قطعاً بے اضافت شرعی ہے
نا روا ہے فافہم بالفہم الاتم والسداد اسم مگر واقع میں بلنسبت عموم ماہیتہ نبوت کہ جسمیں
تمام افراد انبیا و متساوی ہیں سب برابر ہیں پس اسقدر اس قسم کے مخصصات کے
فی الواقع خصائص شخصیہ من حیث التشخص میں سے ہیں جو بمنزلہ عوارض ذاتی تشخص شمار
کئی جاوین کہ اسمیں تمیز بین الافراد حاصل ہے جسمیں یہہ امر پایا جاویگا وہ خصائص
اور لوازم ماہیتہ سی نہیں ہوگا بلکہ خصائص اور لوازم شخصیہ میں سی ہوگا جسکا منشاء
امور خارجیہ ہوا کرتے ہین نہ نفس اقتضاء ماہیتہ پس اب سمجہنا فرد اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم کو
بلنسبت اور افراد مقدسہ دیگر انبیا علیہم السلام کی واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات
دربارہ وصف نبوت کی بالکل غیر معقول ہے محض خیال خام کیا بلکہ از قبیل اوہام انیاب اغوال
ہے پس اب چند وجوہ اور مناشی خصائص شخصیہ حضرات انبیا علیہم السلام سے جسکا مضمون
اس سند مستند نص قرآنی سے صاف دستیاب ہی قولہ تعم تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الایتہ زیرنگار عنقریب ہوتی ہین انشاء اللہ تعالی المستعان **قسطاس تجاوز وہم**
تتمہ واسطہ فی العروض خلاصہ عبارات فضلاء اہل معقول مانند فاضل میرزا جان و محقق دوانی
و میر زاہد ہروی و قاضی مبارک گوپاموی و مولوی محمد مبین لکہنوی و مولوی حاجی محمد تیز العلی
مارہروی و حبر مدقق حمدی مولانا قاضی محمد اعلی فاروقی تہانوی صاحب کشاف اصطلاحات
الفنون کا یہہ ہے کہ مسئلہ بحث من حیث ہی ہے اگر متجاوز ہو طرف افراد کے تو قابل بحث الفن
معقول نہیں کیونکہ عوارض ذاتیہ سی سادہ اور خارجی ہے اور بصورت تجاوز مذکور با وجود
عوارض ساری ہین طرف جمیع افراد کی مانند شکل طبعی عارض واسطہ جسم طبعی کے کلیات
اور عنصریات کے یا طرف بعض افراد کے مانند کون و فساد کی جو عارض ہے بعض افراد طبعیہ
کو مانند افراد عنصریہ کی ہین کہتا ہوں پہر یہہ جو ضرب مذکور با وجود واسطہ فی العروض ہے یا لہما منشاء

قسطاس تجاوز وہم تتمہ واسطہ فی العروض

کو ایک قسم متحد دونوں قسم واسطہ فی الثبوت کی ہے پس نظیر واسطہ فی العروض مانند حرکت
کشتی اور راکب کشتی اسلیے کہ اسمین وصف حرکت درحقیقۃ واسطے کشتی کے ہے نہ واسطے
راکب کے اگرچہ متخیل ہے متحرک اوسکا کہ وہ محض ہوگا ہے پس موصوف بالذات اور حقیقی
علت ہے یعنی کشتی نہ راکب اور نظیر ایک قسم واسطہ فی الثبوت کے جسمین واسطے علت محض
ہے کچہہ شرکت وصف معلول مین نہین رکہتی مانند صباغ یعنی رنگریز اور پارچہ رنگین کے
کہ محض معلول ہے جو ذو واسطہ ہے موصوف بالذات ہے اور بالاعتبار یہی ہے تو وہ ہی
ہے ہرگز ہرگز رنگریز کو شرکت اس وصف مین نہین علت محض ہے اور نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت کے جسمین علت اور معلول یعنی واسطہ اور ذو واسطہ ہر دو وصف مین
شریک ہین مانند حرکت ہاتہہ کے اور کلید کے یعنی دونون موصوف بالذات ہین یعنی واسطے
صفت حرکت کی درحقیقت دو فرد ہین ایک قایم ساتہہ ہاتہہ کے ہے جو واسطہ ہے یعنی
علت ہی اور دوسرا قایم ہے ساتہہ کلید کے جو معلول ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ فرد اول سبب ہی فرد ثانی کا فی الجملہ مگر نزدیک کاتب الحروف کی اس نظیر دوسری قسم
واسطہ فی الثبوت مذکور ہین یعنی ید اور کلید مین ایک طرح کی بالعرضی ہے کہ ظاہر ہے مگر
محل مطلب اور مضر مقصد ہماری نہین چونکہ ہماری کلام اصلی واسطہ فی العروض مین ہے
اور وہ بالعرضی یہی کہ یہہ مثال اسوقت مطابق ہوگی جو گرفت ید سست ہو مانند حرکت ارتعاشی کے
اور درحقیقۃ کچہہ حرکت کلید مین ہی ہو اگرچہ حرکت کلید بسبب حرکت ید ہے و الا فلا اسواسطہ کہ
پہر تو مثال واسطہ فی العروض کے ہوگی فتامل قال الفاضل میرزاجان حرفی حاشیہ
شرح المواقف فی مقدمۃ الامور العامۃ کون الشی واسطۃ فی الثبوت ان یکون ہناک وجودان
یثبت احدہما للموصوف ویثبت الآخر للصفۃ لکن ثبوتہ للصفۃ تبعیۃ ثبوت الوجود لموصوفہا ولواسطتہ
کوجود الجواہر واسطۃ لوجود الاعراض وکونہ واسطۃ فی العروض ان یکون ہناک وجود واحد
ان ثابتا للموصوف اولاً وبالذات وللصفۃ ثانیا وبالعرض فقط علی ہذا القیاس قول حاشیۃ

قرابتہ قاضی مبارک پر قول واسطہ فی الثبوت وہی عبارت کالکون علتہ لاتصاف شئی بصفۃ
بہا یکون ذالک الشئی متصفا بتلک الصفۃ حقیقۃ وبالذات ویکون تلک الواسطہ علۃ لاتصاف
بہا وہی علی قسمین الاول ان یکون الواسطہ وذوالواسطہ کلاہما متصفین بالذات بتلک الصفۃ
فیکون للصفۃ فردان احدہما قائم بالواسطہ والاخر قائم بذی الواسطہ لکن قیام فرد بہا
بذی الواسطہ یکون بسبب قیام فرد منہا بالواسطہ کالید فان قیام الحرکۃ بہا سبب لقیام
الحرکۃ بالمفتاح والثانی ان لایکون الواسطہ متصفۃ بالصفۃ اصلا بل یکون سفیر المحضا ویکہ
لو ما حظ من العلیۃ کالصباغ الذی ہو واسطۃ فی اتصاف الثوب بالصبغ ۱۲ اور تحقیق مجمل
حاوی جوانب ابلو یا لغوی مثال حرکتہ ید اور مفتاح بہت ہی قریب پہنچ اس ہی عبارت
مثل سے مذکور ہو چکی والسراعلم بالصواب **قسطاس پنجاہ وچہارم** تمہ واسطہ فی العروض
محصول خلاصہ عبارات قوم نظر قاصر اپنی مین یہہ ہی کہ ایک قسم واسطہ فی الثبوت مین
جو علت ہی متصف ہوتی ہے ساتھہ وصف معلول کے التباس ہوتا ہے ساتھہ واسطہ
فی العروض کے اور منشاء التباس یہہ ایک امر اشتراک مذکور ہی یعنی اتصاف مذکور پس امر
فارق وفاصل مع وجود صفت مذکور ہے یہ ملحوظ رکہو واسطہ فی الثبوت مین دونون علت اور
معلول موصوف ہوتی ہین بالذات نہ بالاعتبار یعنی نہ متصف بوصف اعتباری انتزاعی
عدمی اور واسطہ فی العروض مین صرف علت ہی موصوف ہوتی ہے بالذات بہی اور
بالاعتبار بہی اور منشاء التباس لفظ بالذات ہے جو واقع بعض عبارات قوم ہے تعریف
واسطہ فی الثبوت مین در کشف التباس گو رائی ناقص مین یہ ہے کہ متبادر عند المقابلہ لفظ
بالاعتبار سے خاصکر الیسی مباحث عقلیہ مین مراد امر عدمی فرضی مفہوم ہوتا ہے مگر دراصل مراد
لفظ مذکور سے بالعرض ہے مقابل بالذات کے اور عرض از قسم وجودی ہے جو کہ مقتضی ہے واسطہ
فی الثبوت کا بخلاف مفروضات معتبرات کے جو امر عدمی انتزاعی کے قبیل سے ہین یعنی موجود
لو جود عرضی نہ جوہری یعنی واسطہ فی الثبوت مین وصف حقیقۃ مطابق واقع ہے وصف معلول

… واسطہ فی الثبوت و واسطہ فی العروض

کا بطور وجود وصف اعراض بطور وجود وصف ذوات وجواہرات بوجہ تفرد اور استقلال
وجود ذہنی ہین گو بطور عرض ہے سہی مثلاً لشبادت سواد ثوب جو ایک امر محسوس ہے خارج
مین نہ کہ مفروض ہے اور نہ موہوم جو کہ معدوم ہے پس وجود وصف واحد درحقیقت ہے
واسطہ فی العروض ہین اور وجود وصفین قسم مذکور واسطہ فی الثبوت ہین قطع نظر اس سے
کہ ایک سبب ہے اور دوسرا مسبب۔ قسط پنجاہ و پنجم تتمہ واسطہ فی العروض ہین
کہتا ہون یعنی لفظ بالاعتبار کی جو واقع عبارات قوم واسطہ فی العروض ہے میرے
نزدیک یہہ ہی ہین کہ ہو کا انہو مانند حرکت ارتعاش کے جو گرفت سست ید ہے کیونکہ وہ از قسم
الکقیسم واسطہ فی الثبوت کی ہے جیسا کہ مذکور ہوا عنقریب بلکہ وہ حرکت منبسط ہے جو کہ موثر
ہے جسم دیگر ملاصق اپنی کو جہانتک قوۃ رکہی کی وہانتک ہر جسم کو جو دائرہ اور احاطہ اوس قوۃ
مین ہوگا یہ ہی حرکت پہونچی گی پس اوسکی سکون کے ساتہہ وہ جسم دیگر ملاصق ساکن نظر آویگا
جیسا کہ متحرک نمایان تہا پس ایذا بادی النظر کو ہوگا ہوتا ہے یہی منشاء اعتبار ہے جو امر
عدمی انتزاعی ہے پس یہہ گاہ جہتہ حقیقتہ اور جہتہ اعتبار مذکور متغایر ہوئی تو اسمہ تحد و اجتماع
حقیقتہ و مجاز یعنی اعتبار فی محل واحد بہی اس تحقیق سے برطرف ہوگیا فتدبر بخلاف شدہ وصف
سواد ثوب کہ وہ موقوف نہین اصالتہ اوپر ثوب کی اگرچہ وجود اوسکا ثوب موقوف ہی اوپر ثوب کی کہ
امر آخر ہے مگر بنظر واسطہ قریبہ وجود اصلی اسکا موصوف ہے اور معروض اوسپر موقوف ہے
گو وہ معروض اور موصوف از قبیل اعراض ہے مگر امور موجودہ محسوسہ مین سے ہے کہ جسپر
اس وجہ مین اطلاق ذات باعتبار اعتبار مذکور جو امر عدمی ہے صحیح ہے پس ہر گاہ یہہ التباس
مذکور لعنایت خداوندی جلشانہ جو بیچ اصول بعض اذہان ہوتا ہے برطرف ہوا فرق کلی؛
درمیان وصف واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی الکقیسم کے کہ جسمین علت بہی
سفیر محض نہین ہوتی بلکہ شریک وصف ہوتی ہے ظاہر ہوگیا پس گرہ کہل گئی اور تابان
تر از آفتاب واضح ہوا کہ ذات مقدس آنحضرت صلعم پر واسطہ فی العروض دربارہ وصف

نبوات بہ نسبت نبوۃ او حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سرکروا صلہ نہیں جیسا دوق آتا
اور علی ہذا القیاس مثال اثر افشانی آفتاب اور یہ تقطیعات دھوپ یا اور نہ عکس اندر کا
آئینہ اور نہ بطرز سرایا مناظر عکوس اجرام سفیفہ کہ جسکی تشریح و تنقیح عنقریب طاس
مستقل میں ہوتی ہے بوجہ ورود نصوص قطعیہ فی الدین **قولہ ایم** تلک الرسل فضلنا بعضہم
علی بعض الایہ کریمہ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک وکریمہ انا اوحینا الیک
کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ حتی کہ عنقریب مدلل نقلاً وعقلاً ہو چکا پس صاف صاف
ملا اخبار رسید سے معلوم ہی بات ایسی ہے بے تکلف جو کہ دربارہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
حدیث صحیح وارد ہے الانبیاء کلہم اخوۃ لا الانبیاء بنو العلات الوہم واحد وامہاتہم شتی
یعنی ماں اونکی جدا جدا ہیں اور باپ اونکا ایک یعنی اصل نبوت میں ایک ہیں اور احکام
دین اور شرائع میں مختلف علی ہذا القیاس اصل وصف نبوت میں ایک یعنی ہر ایک نبی اور
اور سوا اسکے نبوت میں برابر اور سوا اصل اس کے فضائل جزئیہ شخصیہ میں مختلف **قولہ ایم** لا نفرق
بین احد من رسلہ کا یہی مطلب ہے اور تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کا یہی منشا کریمہ
تو دو میں بحض و تکفیر معنی کا اندیشہ اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے فافہم تو تعلق سے واضح تر
از آفتاب ہوا کہ یہ امر حرکت موہوم مذکور وجود ہو کا ہے وہ موقوف ہے اور یہ حرکت کشتی
کے بعد وجود ساکن فی الغرفہ ہی کے تو قبل صدور و ظہور حرکت کشتی ظہور حرکت مذکور یعنی غیر
متصور ہے یعنی اسی صورت میں قبل ظہور نبوت آنحضرت سرور عالم صلعم ظہور نبوت دیگر
حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ناممکن ہے ظاہر ہے کہ وجود معلول بے علت
باطل ہے بہر مطلب آیہ قد خلت من قبلہ الرسل کا جو مسلم ہے درست نہیں ہو سکتا بدوں
اویل حلول افراد کی جو رسول ہیں باعتبار ماسبق کے بعد حصول اس مطلب کا موقوف ہے
اور وجود ان افراد کے بروقت ظہور نبوت آنحضرت سرور عالم صلعم کے واصلی انتساب نبوت
اونکے ادھر ظہور اوسکی ہی کے بعد اسی امر یعنی وجود مذکور موقوف ہے اور بدونا امر کے یا جہات

طویل ہا نحو دیگر کے اون افراد مذکورہ سے یا اعادہ اونکی کے جو مستلزم ہین رفع خلو مذکور کو جو
مسلّم ہے یہ ہر دو امر باطل شرعی ہین قطع نظر اس سے استحالۂ عقلی بھی لازم آتا ہے کہ
افراد انبیاء زمانی ہین مستوجب الترتیب ہیں پس اس صورت مین بہر دو صورت مذکور یعنی
حیات طویل مذکور اور اعادہ مذکور اس اردنیا مین مجامع الزمان ہو لی جائین اور یہ امر
باطل ہے بخلاف عالم حشر کے کہ وہان نفاد زمان ہوگا پہر وہان ترتیب مذکور کہان غرضکہ
ادعاء مطلب واسطہ فی العروض اس مقام مین استحالات شرعی و عقلی سے مالامال ہے
قسطاس پنجاہ و ششم اگر سنجاویسا لکہ مذکورہ واسطہ فی العروض وغیرہ مصطلح اہل معقول
سے ایک قسم واسطہ فی الثبوت کا مضمون جسمین شرکت ہے علت اور معلول کو وصف عارض
مین جسکی مثال ید اور مفتاح گذری البشرطیکہ گرفت شست ید ہو مانند تحقیق و تنقیح میرے
کے تاکہ مفتاح بہی متحرک ہو نسبت ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم اور دیگر انبیاء کی
بر سبیل تجوز تاویل اطلاق لفظ علت اور مراد اوس سے سبب الحقیقہ صادق آسکتا ہے
نہ کہ مضمون واسطہ فی العروض کا اسواسطے کہ ذات اقدس حضرت خاتم النبیین صلعم باعتبار
سبب ہے ذوات حضرات انبیاء علیہم السلام کا جو مسبب ہین اسمین کچہہ حرج نہین کیونکہ
دراصل علت اولی ان سب حضرات کی اور آنحضرت صلعم کی ذات حضرت حق تبارک و تعالی
ہے جو علت کل موجودات ہے پس یہہ ہر دو صفت سبب اور مسبب معلول علۃ واحدہ
کے قبیل سے ہین پس یہ امر راجع اور آئل ہے طرف مبدأ فیاض جل جلالہ عم نوالہ کیجو باعث
ہے فضیلت تخصیص آپ مین حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے تسویہ نوعیت مذکورہ کے
پس کیا ضرورت ہے ایسے تکلفات و تعمقات معقولی مین پڑین سمری تیجے ہے پس تقابلاً للفتنہ
ودفعاً للشر اوفتہ بنسبت براہین نقلیہ کے جو کہ حق ہیں جملہ اہل اسلام کے زیادہ از سد سکندری
ہین اوسکی طرف کیون نہ رجوع کرین جسکی طرف جابجا اشارات اور تصریحات قرآنی اور
اخبارات نبوی صلعم اور نیز اخبارات دیگر انبیاء اور اقوال سلف اور نیز کلیات اصول

نہیں ثابت ہین جو اس امر کے مناشی ہین جو موجود تھی کچہ اوسکی مختصر تشریح کیجاتی ہے چنانچہ اسکیطرف صاف اشارہ ہے طرف سے بعض محققین اہل معقول سے بہی بلکہ صراحتہ ہے جیسا کہ یہہ عبارت حاشیہ مولوی محمد مبین لکہنوی رحمۃ اللہ ہے اور یہ اس قول نما

لیوطی الشیٔ بمیرزا باہ جلالیشیہ کے والقسم الآخر من الوا سطفی الثبوت وہوا یکون فیہ کلاہما متیصفان بالذات فالبحث عنہ فی الفن لا یکون اذا کان ذالک الواسطہ مساویۃ لا ذیہا پس ظاہر ہے کہ یا نحن فیہ مین واسطہ اور صاحب واسطہ یعنی علت اور معلول یعنی ذات اقدس آنحضرت صلعم اور ذوات دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام دربارہ اتصاف بوصیف نفس نبوت بطور افراد نوع واحد الکلام متساوی الاقدام ہین بسبب جعل جاعل حقیقی یعلت اول کل کائنات موجودات سید فیاض حقیقی حضرت ذوالجلال والاکرام کے مگر بشبہ طرح تجوز الطلاق لفظ واسطہ یعنی علت اور مراد اوس سے صرف سبب ہو اسلیے کہ اگرچہ جمیع علل اور معلولات ممکنہ اور اسباب اور مسببات بیشک قدرۃ حضرت حق مطلق جلشانہ بلا تفصیل برابر ہین کہ منجملہ انکی حسب ارادہ حقیقی اپنے جسکو چاہے پیرایہ علت عطا فرماوی اور جسکو چاہے کسوۃ معلول بلا استحقاق ذاتی اور اصلی اوسکی کے مگر یہان پیرایہ علت نبوت ذات اقدس آنحضرت صلعم کو بسبب معلولیتہ دیگر انبیاء مقدس کے بعلت مخالفت اور معارضتہ نصوص قطعیہ قرآنی اور اخبار نبویہ اور اخبار دالہ مدحی انبیاء سابقہ جیسا کہ دلائل کو رد ہو چکا جب درست نہین ہیہات سوای سببیتہ اور مسببیتہ مذکورہ کے جسکا منشا اخبار تخصیصیہ مذکورہ ہین جو ثابت ہین منصوص قرآنی و اخبار وغیرہ اصول ہین مانند خصیصہ خاتم النبیین اور کلیم اور خلیل اور خلیفہ لقب آدمی اور داؤدی اور عبدیتکو اور مسیح اور روح وغیرہ القاب مخصوصہ انبیاء علیہم السلام کہ جسمین ہرگز ہرگز دخل راے کسی ذی راے کا نہین ہے کہ از قبیل اعجاب کل ذی راے براہ ہے جو مردود شرعی ہے کیونکہ جب اس خبر مذکور کے اعد لابد للاطلاق الشرعی من الامر ان الشرعی مسئلہ اصول مجمع علیہا کے

لہذا تاویل مذکور بہ ضرور ہوئی مگر ٹھیک وہی تقریر اس عاجز کاتب الحروف کی ہے جو سادہ
بے تکلفات و تعسفات فن معقول سے بروش شرعی جو گذری حلوا رسیدہ و در یا بودہ و غیر
آلودہ بلا غبار ہے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ جو مفصل منعام ہے نسبت افراد انبیاء
کی فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ الآیۃ پس شرافت ہا
مخصوصہ بافراد مخصوصہ از قبیل تمایز اوصاف و عوارض شخصیہ مخصوصہ ہیں نہ لوازم ماہیۃ
ہیں جیسا کہ مشرح مدلل مبین ہو چکا فقط اگر یہ عذر کیا جاوے کہ نبوت محتاج نزول
وحی نہیں بلکہ عکس سکا ہے اسواسطے کہ نبوت منجملہ کمال علمی سے ہے اور وحی از قبیل
معلوم ہے کیونکہ وحی عبارت ہے احکام اخبار وغیرہ سے اور معلوم ہوتے ہیں
پس کمال علمی وحی پر موقوف نہیں بلکہ وحی موقوف ہے اور کمال علمی کے پس چاہیئے
کہ یہ عذر محض خیال اور وہم ہے اسلیے کہ مبنی اعتراض کا انظار ہر ایک حدیث ہے کنت نبیا
و آدم بین الماء والطین اور وانہ لمنجدل بین ترابہ اور امثال اسکی ہم مضمون اور
روایات سو یہ مطلب احادیث مذکورہ متعلق بعالم ارواح ہے جو خاکی ہے استقلال
اور ہیتا وصف نبوت سے جو متعلق بمرتبہ عالیہ منصاعدہ اور کامنہ ہے بہ نسبت
اس مرتبہ متنازلہ بارزہ کے منجملہ مراتب ستہ مشہورہ کے نزدیک صوفیہ کرام کے
کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں نہ کہ حاکی ہے ظہور اور فعلیۃ استعداد مذکورہ سے
جو منزلہ تجلی عنہ ہے بلکہ اس سے ابھی بانا ترہے صرف خانہ علم الٰہی جل شانہ میں کہ
جس جگہ کچھ تفصیل نہیں درمیان علم اور معلوم کے بلکہ علم اور معلوم ایک ہی مرتبہ میں
ہے پس حدیث اشارہ ہے طرف اس حدیث کے نحن الآخرون السابقون یعنی
میں متصف تھا ساتھ اس وصف نبوت کے بیشتر اس خمیر اور سرشت اور قالب
آدم سے جو تو طیہ اور پیرداز ظہور ارواح ہے عالم اشباح میں یعنی مراد اس سے
اظہار ار تقدیری ہے جو مقدم ہے امر تکوینی اور ایجادی پر واسطہ انزال احکام باطل

دربارہ مسئلہ عذاب کی جو مزاحم و مخالف ہے مسئلہ تقدیری کو جو مسابق ازل ہے کیونکہ اول
مرتبہ ظہور ارواح یہہ ہی خمیر مایہ مذکور ہے نہ مراد ہے اس سے یعنی نبوت حضرت آدم اور
اور انبیا اولاد آدم سے اوس عالم میں یا عالم ظہور میں اور تخصیص نبوت اپنی کے جو صادر
ہوئی حدیث مقدس میں وہ بنا بر اظہار شرف رتبہ عالیہ اپنی کے ہے اور دلالت اوپر
افراد باقیہ انبیا کے پس اگرچہ باعتبار ظہور عالم اشباح بطور ترتیب سلسلہ زمانی تاخر
ہے کہ اس سلسلہ کا اس تاخر ہی میں شرف ہے مگر باعتبار ان مراتب کے تقدم ہے کہ
اوس سلسلہ کا شرف تقدم میں ہے جو ماقبل زمان حادث ہے جو منقسم بماضی و مستقبل
ہے اور حال کہ وہ نزدیک حکما کے حد فاصل ہے بین الماضی والمستقبل جہاں ان کا نام
ونشان ہی نہیں جو مراد ہے لسرمد سے اور لسان شرع سے معبر بدہر ہے چنانچہ
حدیث ہے لاتسبوا الدہر انا الدہر اقلب اللیل والنہار اس ہی معنی میں ہے پس
واضح ہوگیا کہ مآل حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور حدیث نحن الآخرون
السابقون واحد ہے جو مراد ہے ثبوت نبوۃ واسطی سرور دینی کے اور اظہار شرف
واسطی شرف الانبیاء کے علیہ وعلیہم السلام اور یہہ ایشان مرتبہ حضرت علم کے مرتبہ نبوۃ
جو کہ مراد از علم رکہا گیا اور مرتبہ وحی یعنی ہو حی جو مراد از معلوم کیا گیا برابر تجلی اور منکشف
ہے اگر تفصیل ہے تو مراتب وجودی میں بطور تقدم ذاتی ہے سو وہ بہی موقوف ہے
اوپر لحاظ حضرت وجود حقیقی کے بطور نوعی تغایر اعتباری کے کہ علم ذاتہ بذاتہ لا بغیرہ
ہو الہ فلا یعنی بہر سادگی مطلق ہے کہ وہان رسائی ہے نہیں نہ پرندہ پر مار سکی نہ گرد نہ
گرد بہا سکے جیسا کہ مولانا روم فرماتی ہیں ٥ چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ٭ ماہیانرا با یبوست جنگہاست
چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ٭ موسیی با موسیی در جنگ شد ٭ گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست ٭٭
ماہیان را با یبوست جنگہاست ٭ چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی ٭ موسیی و فرعون دارند آشتی
[illegible] مذکور اس قسم کے علوم کا کرنا از قبیل تعمیق و تخلیط ہے جو کہ واسطہ

خلاف خواص کے ایک قسم کا ذریعہ ہے سواسکی اور کیا تصور کیا جاوے بالجملہ
سواس قسم کی تحقیق مجبوری ہی اوسی محل ہے اس کتاب کا وظیفہ اور رتبہ نہیں بلکہ یہ
موقوفہ ہے کتب تصوف کا اور کیا نہیں معلوم خاص و عام ہے کہ باوصف استعداد کمال
علمی مذکور کے مرتبہ ارہاص میں تا مدت عمر شریف چہل سال تک جو منجملہ آثار عالم غیب
عالم ارواح تہا بعد نزول وحی کے جو از قبیل معلوم مذکور ہے اور منجملہ آثار عالم شہود اور
اشباح ہے ملقب بلقب رسول اور نبی نہوئی اور نہ مشہور ہوئی ساتہ اس لقب جلیل اور نہ
کسی نے اس مرتبہ کو پہچانا اور نہ مامور بعثت الی الخلق ہوئے اور نہ موید بمعجزات ہوئی
اور اور لوازم نبوت ماورا اسکی اگرچہ صدور بعض آثار خوارق مرتبہ ارہاصیہ ہوا
مانند کلام سلام حجر وغیرہ اور اگرچہ موجود رہے بصراحت آیۃ مبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد وغیرہ مضامین کے ساتہ جو مشعر ہے مرتبہ جنکا تیدی ہی مگر مرتبہ تجلی عند مذکور
کے ظہور نہوئی تا وقتیکہ نزول وحی نہوئی چنانچہ یہ آیۃ شریفہ دال ہے کان الناس امۃ واحدۃ
فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین اسواسطہ کے لفظ فا دو واسطی تعقیب نفریع کے ہے
معلوم ہوا کہ کمال علمی یعنی نبوت کا ظہور جو مقصود تہا بعد بعثۃ ہوا جسپر موقوف تہا اگرچہ بعض
مفسرین نے ہونا آدم ہونکا ایک روش پر قبل بعثۃ انبیا مبشرین و منذرین سے مراد کہا
ہے قبل بعثۃ نوح علیہ السلام سے سو اختلاف تفسیر مذکور مانع استدلال نہیں۔ اور جاننا چاہیے
کہ افراد مستعدہ متنوع بدو نوع ہوتی ہے ایک معروضہ بعوارض یعنی محجوبہ بالعوائق ممنوعہ بموانع
اور دوسری غیر معروضہ اور غیر محجوبہ غیر ممنوعہ مثال قسم اول افراد مذکور حضرت عمر فاروق
موافق اس حدیث شریف کے لوکان بعدی نبی لکان عمر اور مانند اس حدیث کے
لو عاش ابراہیم بعدی لکان نبیا کہ جو معتبر بلسان شرع شریف لصدیقین میں قولہ تعالیٰ
الصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا یعنی صدیق وہ ہے کہ اشیا میں جو
اوسکی تفویض کیا جاوے تو بخوبی انجام دیوے اور تصریح اس مرتبہ کی بہ نسبت حضرت عمر

اور حضرت سیدنا صاحبزادہ کی بوجہ عدم القاب وخطاب صریح صدیق کے نسبت انکی عمل
مین آئی بخلاف حضرت صدیق اکبر کے کہ خود لقب صدیق سے دیا کہ جسکی یہ مضمون ہر دو حدیث
مذکور خود التعریف ہے۔ قسم دوسری افراد مذکورہ مانند سایر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
یعنی یہ قسم افراد مذکورہ محجوب ومعروض وممنوع موقت ہین کہ وہ وقت معتبر لوقت ارہاص
ہی اور قسم دوسری افراد مذکورہ محجوب وممنوع ومعروض موبد ہین جو کہ غیر معتبر مرتبہ ارہاص
ہین سلسلہ کہ ارہاص حالی ہے فعلیتہ مرتبہ سی اور غیر ارہاص غیر حالی ہے۔ فافہم۔
پس خوب روشن ہو گیا اس تقریر وتدقیق سے کہ یہ ظہور کمال علمی نبوت کو بالضرور موقوف ہی تہ رد
وحی کی اس عالم تکلیف اور امتحان مین کہ محل ارسال رسل وانزال کتب موجود اور نہ
سیاق ہے حدیث شریف سارسل الیکم رسلی جو کہ بمنزلہ سند مسند ہی یعنی مقصد ہی یا تاویل
بالمصدر مانند قولہ تعالیٰ وما کان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورائ حجاب کہ جو موتی ہی
حصول علوم کو جو موحی بصیغہ مفعول ہے یعنی کمال علمی کے ظہور سی حصول علوم ہوتا ہے
فافہم یعنی کمال علمی جو نبوت ہے اور اوسکی ظہور کا نام جو وحی ہے سے حصول علوم ہوتا ہی
جو کہ موحی ہے یعنی نفس وجود کمال علمی جو ظاہر ہونیوالا ہے اور بروحی ہے کے جو سبب ظہوری
موقوف نہین مگر ظہور اوسکا جو عین مقصود ہے وہ بالضرور اوپر وحی کے موقوف ہی تا کہ
کمال مخفی مذکور ظاہر ہو کہ بصورت موحی معلوم بکسر ظاہر ہی اطلاق ظہور کا اور وحی کے از قبیل اطلاق
مسبب ہے اوپر سبب کے فافہم بالفہم الاکمل والاتم توقف ظہور النبوۃ علی الوحی لاستحصال
الوحی التی ہیا المعلوم الذی ہو الاحکام والاوصاف الالہیۃ والاخبار الماضیۃ والاتیۃ
والقصص الذی ہو اجزاء القرآن واقسامہ واللہ اعلم پس ہر چند بمقام مدخاطر فقیر پختہ
پختہ وپختہ پختہ پختہ بلکہ اطلاق واسطہ فی العروض سراسر ہیا تن مطلب اہل مطلب ہے
اسواسطے کہ یہ مقتضی ہے تعدد رسالت ونبوۃ کو اور مطلب اصلی تعدد خواتم ہی جو ختمی
ہے اور تعدد و تکثر رسالت ونبوۃ سے کے مثل مشہور اکی کی خرد اشتا با الاش نبود افتا

یالان گرگ خر راد رکبود یعنی اگر مدعا حاصل ہو تو دلیل حاصل نہین اور عکس
دلیل حاصل کیجاوے تو مدعا حاصل نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ ظل و ذی ظل یعنی اصل اور
عکس جو کہ بطور مرایا متناظر ہے اون مین سوای وجود واحد کے وجود ہی نہین بلکہ ذی عکس
اور ذی ظل ان اوس کسوت عکس و ظل مین تنزل کیا ہی بطور سیر توہ اپنی کے اور بنیر قبح او کی مثلی
کے اور وہ متحرک ساتہہ تحرک ذی عکس و ذی ظل کے یا کسی محل پینے نہ از خود اور در حقیقت
وجود بین مستقل کا تو قایل ہے کوئی نہین کہ شرک لازم آتا ہے لہذا علماء ظواہر تک بھی مثل
میر زاہد وغیرہ کی قایل ہوی کہ وجود واحد موجود متعدد بلکہ بہ مرتبہ واسطہ فی العروض
واسطہ علت اول حضرت ہویۃ مطلقہ حقہ کی در حقیقت عقلاً ثابت ہو سکتا ہے کہ وہان
کچھ خرابی لازم نہین آتی مانند جوہر کے مگر واسطہ اطلاق ایسی امور کی اذن شرعی لازم ہے
بخلاف سلسلہ تجلیات کی یعنی خواہ نظیر اوسکی آفتاب یا نور آفتاب ہو اور تقطیعات ظلی جو
عکوس اشعہ مین ہو خواہ آبگینہ شیشہ ہو یا اور ما سوای اسکی اجسام شفیقہ یا نی وغیرہ
سو محض از قبیل ہے مو کہ یہ جو **قولہ** لقد صرح ... ممرد من قواریر ہے جو کہ منشاء تقریر بعض الافاضل
بل لا ماجد و لا ماثل ہو گیا ہے لیس الامر لیس او ر باقی ہو بس فقط واللہ اعلم سنو ان مباحث
کا وظیفہ علم تصوف ہے نہ علم ظاہر خلط مبحث اچھا نہین فقط یون تو پھر موافق اپنی اصطلاح
کے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ سکتا ہے تب ہی تو مطلب تصوف کا اگرچہ لفظ مصطلحہ
کو بہی سا لفظ ہو پا سمجھہ نہ جاوی اور مخالف ہو جاوی مسایل شرعیہ ظاہرہ کو کہ انہین
در حقیقت اختلاف نہین آل کار شریعت اور تصوف ایک ہی ہے ایک ہی ہونا چاہیے
تو پھر بہی اگر لفظ واسطہ العروض سے مراد حضرت حق ہویۃ مطلقہ ہو کہ جو علت اول اور
حقیقی ہے نہ کہ ذات السنور عالم صلعم جیسا کہ تحقیق کیا گیا واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اثر
نور آفتاب جسکو ظل کر تعبیر کیا قرآن شریف مین اور اوس پر شمس کو دلیل گردنا وہ امر وجودی
اور حسی شہادی ہے یعنی عین ظل امر مقطوع بہ ہے صریح منصوص بنص قرآنی ہے امور

اعتباریہ عدمیہ میں سے نہیں اور وجود ظلی ہونا اسکا اگرچہ وجود حقیقی کی جگہ ثابت بالنص
الغاکو ہی **قولہ تعالیٰ** الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا
ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا۔ اور علی ہذا القیاس عکوس مرایا مناظر کہ جسکا وجود اجرام صقیلہ
کے ذریعہ سے بشرائط انفصال اجرام کثیفہ حاصل ہوتا ہے ایسا مشاہد ہے کہ منظر قاطع کو تو نہیں لیکن قریب قریب ہیا
اوسکی طرح ہے یہ وہ بھی موجود محسوس ہیں منصوص قطعی نص قرآنی بنی فلما راتہ حسبتہ لجۃ وکشفت عن ساقیہا کا
ایسا صریح ممرد من قواریر قصہ بلقیس میں نازل ہے کہ عکس ساق لجۃ میں پایا گیا علی ہذا القیاس عکس لو
آفتاب آئینہ میں اور اوسکا عکس دیگر اجرام کثیفہ میں اگرچہ بطور جزئی خاص تو منصوص قطعی
سے نہیں معلوم ہوتا مگر بطور تمثیل مستلزم ضرور انتہیں امر وجود حسی ہے اور ظاہر ہے کہ وجود ظلی
اور وجود ذی ظل ہر دو وجود مستقل نہیں ہیں کیونکہ وجود ظل تابع ہے وجود ذی ظل کے
مگر ہر دو قسم وجود ہیں نہ امر عدمی اعتباری مانند امر اضافی اعتباری کے جیسا کہ بعض
خاتمیہ اضافیہ ہی کی وجود مذکور صریح منصوص قطعی ہیں یعنی ایک ذات ہی کہ جسکی اشتباہ ہوتے
تشخیصیہ ظلی الوجود والتشخص علماء ظاہر اہل حق کے نزدیک وجود واحد موجود متعدد یعنی حضرات
صوفیہ شہودیہ کے نزدیک اور علماء ظواہر مذکور کے نزدیک بقدر مذکور اتفاق ہے الا حضرات
صوفیہ وجودیہ بعد اتفاق مذکور یعنی ترتیب استقلال وجود کہ اسمیں سب متفق ہیں وہ قائل
ہیں وجود ظلی مذکور بطور متوہم الوجود کے نظر اسمعنی کہ ہر گاہ محوط بالعدم ہیں ہے گویا وہ معدوم
ہے ہے ہی نہیں نہ باینمعنی کہ عدم محض ہے تا رائحۃ وجود او نشمۃ الکون بھی تسلیم اور مسترح
نہیں ہوا میں کہتا ہوں کہ اس میری تقریر سے محاکمہ درمیان صوفیہ وجودیہ اور صوفیہ
شہودیہ کے حاصل ہوگیا الحاصل وجود مستقل واحد اور موجود متعدد یعنی وجود واحد مستقل
در ضمن واجب واجب اور در ضمن ممکن ممکن بن جانا چاہئی کہ سلسلہ ممکنات میں جو اشرف موجودات
افراد حضرت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہیں وہ البتہ ضرور بلا شک بلحاظ وجود بشری اور نیز
منصف مردی اور نفس وصف نبوۃ میں متساوی الاقدام ہیں خواہ وجود اصلی خواہ وجود

ظلّی یہ نسبت کسی وجود کے بطور مشرب طولیہ موصوفہ مذکورہ تجویز کیا جاوے اس سے چند ان
کا وقت نہیں اور نہ یہ مخل مطلب ہی کہ جو تساوی ہے مگر تفاضل ہو گی لجا تساوی الاقدام
مذکور اور نیز خصائص اور عوارض تخصیصیہ بموجب نص قرآنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
الآیۃ اور موافق اخبار و آثار اندرینباب بھی قطعاً حاصل ہے بخلاف استدلال بقاعدہ
واسطہ فی العروض وغیرہ کے کیونکہ اس قسم کے امور نسبت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از قبیل حمل السبیل فعبہ کہاں ہیں اگر متصور ہی فلہذا تمثیل عکوس شعہ وغیرہ مانند تشبیہات
و سوسہ وغیرہ جو امور مخصوصہ ہیں نسبت اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد ایراد
واسطہ فی العروض ہو ان کی نسبت حضرت خاتم النبیین صلعم بالکل فضول ہیں یا وجہ منطبق
واللہ اعلم فقط اس کے بیچ اور نیز تمثیل فقط اس واسطہ فی العروض اور بلکہ یہ قضیہ معقولیہ
کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس صرف قضیہ معقولیہ ہی جیسا کہ اسکی تصریح اقوال کبار سے
کشاف اصطلاحات الفنون مذکور میں مرقوم ہی اور میری نزدیک البتہ یہ آیۃ شریف
قرآن کریم اس مطلب پر دلالت کرتی ہے ہو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً الآیۃ بذریعہ
حرف واو عاطفہ جو تابع اور متبوع متحد النسبۃ فی الحکم ہوتی ہیں یعنی ہر دو نور مجعول مستقل ہیں
خواہ بطور جعل مرکب خواہ بسیط اور بیضاوی رحمۃ اپنی تفسیر میں نور کو ضیاء سے عام کہا ہے
پس ہر گاہ اپنی عمومیت جنس میں بدون ضمن خصوصیت پایا گیا تو صاف معلوم ہے کہ نور مستقل الوجود
ہے نہ عرضی الوجود و مستفاد الوجود پس نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور یہ اضافت
نور القمر اور ضیاء الشمس اضافت بیانیہ ہے مبالغۃً بعد قرار و ثبات اس امر کی کہ قمر و شمس
میں درحقیقت افراص جو ہیں غیر نور و ضیاء ہیں اصلی کہ ہر دو قرص کو زیادہ ان ضیاء اور نور
سفال محض ہیں فافہم پس تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نفس نور نبوت برابر
ہے مانند نور نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے باقی شرف رتبہ اور افضلیت اور جیسی
اسکی کیا کلام ہے بقول تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض پس واسطہ فی العروض کا

صدق اور یہ ذات حضرت خاتم النبیین صلعم کے ہرگز ہرگز نہیں قد قال فی کشاف اصطلاحات

الفنون ان الظہور المطلق ہو الضوء والخفاء المطلق ہو الظلمۃ والمتوسط منہما الظل معہ
یعنی مانند وقت فجر کے جو ظل متوسط ہے جنت میں ہوگا قولہ الم تر الی ظل ممدود دوکرمیا الم تر
الی ربک کیف مد الظل فیظلل تظلال التحقیق اور در صورت جعل السبیل کے جو بمعنی خلق ہے اس
آیہ منسرکہ میں لفظ ضیا اور لفظ نور حال ہوگا مجعول الیہ اور در صورت مجعول الیہ
کے یعنی مرکب کی بہی البلو جعل فانی نہوگا بلکہ جعل بمعنی ہوگا مانند وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا
النہار معاشا کی اور مراد ضیا سے تیزی اور زیادہ جلا اور نور سے نرا کت یکمی وہ بعنی
ورنہ وجہ دلیل باقی نہ ہے فافہم اور اگرچہ شرح مواقف میں اس آیہ شریفہ سے استدلال
کیا گیا ہے اوپر اس قضیہ معقولیہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے یہ بیٹو کہ نور القمر بالغیر ہی
بالذات نہیں مانند نور شمس کے جو ضیا سے تعبیر ہے اور وہ غیر محتاج نور قمر ضیا آفتاب ہی
اول تو اس قضیہ مذکورہ ہی میں تجوز ہے کہ لفظ ضیا منصوص قرآنی کو نور کہا اور قطع نظر
اس سے تحقیق کشف بزدوی سے صریح یہ دونوں لفظ مترادف ہیں میں کہتا ہوں ہر مستفاد
کہنا کجا اسو اسطے کہ مترادف مستقل ہوتی ہیں اگرچہ حق عبارت اور لفظ میں ہر دو مترادف
بذریعہ حرف عطف متغایر ہوسکتی ہیں یعنی کہ ایک مستقل ہو اور دوسرا غیر مستقل گر بحیثیت معنی و متاحد ہو کر
جس جگہ بیان ماہیتہ ہو جدا گانہ جیسا کہ اس شکر بیسیح و ہاں ہر دو مترادف مستقل ہوتی ہیں یعنی یا یکدیگر
مستفاد نہیں معنا صرف فرق تعبیر لفظی ہی ہوتا ہے النور بالضم سکون الکیفیۃ الفائضۃ للقمر والشمس علی الناظر والظاہر الارض
الکثیفۃ کالارض وہو من خاصۃ ان یصیر المرئیات بسببہ متجلیۃ منکشفۃ ولہذا قیل
فی تعریفہ ہو الظاہر بنفسہ المظہر لغیرہ کذا فی کشف البزدوی فعلی ہذا ہو مرادف الضوء فعلی ہذا جب
اب تحقیق ہے کہ واضح ہوا کہ آیہ مذکورہ میں نور قمر مستقل ہے مانند ضیاء شمس کے اور بموجب اس
آیہ شریفہ کی میری نزدیک حمل بالحقیقہ صحیح ہے بالاستقلال بالمعنی والمراد نہ صرف بالالفاظ
والعبارات القمر نور مستقل لا مستفاد کما ان الشمس منیر مستقل اور تفاوت مراتب مسلم

اور قوت اور نزاکت اور ضعف کا اختلاف بتقضای محل وضرورت وغیرہ مصالح دقیقیہ اور
امور حکمیہ مین قادح اصل مطلب اور مضر مقصد نہین ثم النور ہو الضوء بالحقیقۃ کما یفہم من
شرح اشراق الحکمۃ وقد یقال النور یختص بالنیر بالواسطۃ والضوء بالمضئی بالذات من
کشاف اصطلاحات الفنون لیکن قول ضعیف ہے جلالہ لفظ قد اور صیغہ مضارع تمریض
کے اور احتمال تنویع اور تشقیق کے نسبب انہوان صیغہ تمریض کے شق اول مین فافہم ہرچند
خلاف استحقیق کے دستیابی کسی قول کی از قبیل خرط قتاد ہی مگر بہر حال درصورت تسلیم تقسیم
معقولیہ مذکورہ استدلال ساتھہ اوسکی اوپر صادق آنی مفہوم واسطہ فی العروض کیا اوپر ذات
مقدس جناب حضرت خاتم النبیین صلعم باطل ہے بوجہ منحصر ہوجانی وصف نبوت کی بالکلیہ ذات
مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم مین مختصر **قسطاس پنجاہ و ہشتم** جانا چاہئے کہ ہرگاہ خصایص
تشخصیہ فرد اسطہ اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے منصوص قطعیہ قرآنی وسہم باخبار متواترہ
ومشتہرہ نیز آثار صحابہ کرام واقوال تابعین کبار وجملہ علمار اعلام ومشایخ عظام ظاہر
وباطنیہ جمیع علیہا پیش استہ بلکہ جمیع امم سابقہ مثل لقب کلیم الصمد ولقب مسیح وروح وخلیفہ وغیرہ
ضد مین لقب خاتم النبیین واسطہ فرد اوحد یکتای میدان خاتمیۃ من حیث التشخص قطعاً قائم
ہوا اور ساحت امکان سے مرتبہ فعلیتہ مین آیا نہ اور کسی کے واسطی اور خود سند مین جو اثر
مذکور حضرت ابن عباس رض جو بالخصوص فیہ ہی اوسمین اس لقب کا کچھہ اثر ہی نہین اور یہ خصوصیتہ شخصی
موعود موثوق بوعدہ واثقہ صادقہ حضرت حق مطلق جلت سطوتہ وعمت قدرتہ ہوئی گو تحت قدرت
حضرت قادر مطلق عمّ جلالہ بنظر نفس امکان داخل ہے بنظر اسکی کہ ہر ممتنع بالغیر جو وعدہ واثقہ
موصوفہ مذکورہ جو صفات الہیہ مین سی ہے کردہ صادق الوعد کی صفتہ سے بکمال ذاتی متصف ہی
وہ غیر ہے ذات مقدس خاتم النبیین صلعم کا کیونکہ آپ منجملہ ممکنات مین سے ہین بالغیر و ممکن بالذات
ہوتا ہے اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر ممکن کو خارج مین موجود ہو بسا ممکنات قطع نظر ممتنع بالغیر
ہونے سے فی انفسہا کبھی موجود بوجود خارجی نہین ہوئی خواہ متعلق بواجب ہوں خواہ متعلق

بمکنات مانند بعض افعال ممکنات مثلاً بعض حرکت حقیقیہ بحیثیت مخصوصہ باوصف امکان صادر
کبھی بھی صادر نہیں ہوتی اسواسطے فعلیۃ اوسکی نسبت واجب نہیں بخلاف واجب کی مثلاً
تحریک سکستان بہ نسبت زید بن زید اور ممکنات مانند غیر مراد الوجود باراد ۃ القدیم
فافہم پس حسب عمدہ صادقہ موصوفہ مذکورہ توجیہ قدرت اللہ تعالی بجانب فرد دیگر یعنی نظیر حضرت
خاتم النبیین صلعم حالاً ومآلاً حقیقۃ واضافۃ واصالتاً واعتباراً نظراً بالخبر المذکور بالذات
بالضرور ممتنع ہے اگرچہ نقیضہ معقولیہ فرضیہ اعتباریہ ہو مگر تا وقتیکہ اطلاق شرعی نہو ناجائز شرعی
ہے ہرگز عقیدہ اسلام نہیں ہو سکتا قطع نظر اس سے کہ جو اور دلایل ہے اس باب میں قسم الملیس
مشحون ہیں پس امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین صلعم ہے جیسا کہ حقیقۃ واصالتاً بالخبر المذکور
جو وعدہ الہی جلشانہ ہے موجب کریمہ ان اللہ لا یخلف المیعاد عقیدہ اسلام ہے ویسا ہی اضافتہ
واعتباراً بھی عقیدہ اسلام جاننا چاہئی کیونکہ منشار اضافۃ واعتبار عقلی تعجب شرعی میں ناروا
ہے مثلاً واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کی آیت میں موسی خلیلا ٹہرانا جاوی حالانکہ بنظر نفس مطلب طرح
مطلب میں کچھ تخصیص لقب مذکور ہرگز درست نہیں اسکا قطعاً فاسد ہوگی بموجب روایت مذہب
کے اور معتبر کے بسبب تغیر مراد کی گو لفظ قرآن دونوں میں فافہم اسقاً وفرقاً اور بڑا التعجب ہے
ہرگاہ نفس نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم میں شرکت اور قسمت بوجہ امتناع بالخبر المذکور ناروا ہے
ویسا ہی خاتمیت کا یکسان ہے حال ہی اور اوسمین تفصیل ہرگز نہیں بلکہ اگر بنظر غایر دیکھی تو
حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کو وصف خاتمیۃ من جمیع الوجوہ اوصاف مخصوصہ خاصہ مختصہ
لازمہ غیر منفکہ حسب عقیدہ موجودہ مذکورہ ایسا پیوند جان ہے کہ دخل واسمہ غیر ہرگز نہیں پس
انہیں کسیطرح شرکت اور قسمت درست نہیں اور اعتبار اور فرض تو ایسی مقام میں کوئی چیز ہی
نہیں کہ خود اپ وجود ہے ہی اگر اعتبار کیا تو معتبر ہوا نکیا تو نہوا اور یہ وصف خاتمیۃ اگر اعتباری
ہی رہا ہی مگر معتبر لہ تو قطعاً منتشر نہی قطعی الوجود بوجود خارجی ہونا ضرورتہا لازم آتا ہی جو
منشار شرکت اور قسمت نبوۃ خاتمیۃ ہے پس لہذا نبوت اور خاتمیۃ ایسی چیز نہیں جو بعقبہ المتقول

ہلو معاذ المرشد اوسکو کعب علیا اور ید طولی اور باع قصوری لعنایت الہی و اعانت باری جلشانہ حاصل ہے جولانی مقال اس میدان میں سخت بالغزی اور بحیری ہی فافہم بالفہم الاتم فاعتبروا یا اولی الالباب ولا تحتبر کالذی بنا الباب فسطاس سجاده دا ہُم خلاصہ تقریر نظیر دربارہ امتناع نظیر حضرت خاتم النبیین سراج منیر بشیر نذیر صلعم۔ ظاہر ہی کہ وجود باجود حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلعم منجملہ سلسلہ ممکنات مخلوقات سے ہے بموجب قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم الآیۃ وغیرہ اخبار و آثار بیشمار و اجماع عام وخاص بی تکرار اور مضمون مثلیۃ افراد مقتضی ہے دخول افراد کو تحت حقیقت واحدہ جو عبارت ہی افراد نوعیۃ سی کہ متحد الحقایق اور متمیز التشخصیۃ ہوتی ہیں پس ہر ممکن بالذات بالضرور تحت قدرۃ واجب بالذات مطلق ہے من حیث القادریۃ ومن حیث المقدوریۃ تو ہرگاہ گوشہ امکان سے جو کوئی ایک فرد ساحت فعلیۃ میں حسب ارادہ واجب بالذات مطلق آیا تو نظر بالذات فرد دیگر منجملہ افراد ممکنہ بہی بالضرور داخل تحت قدرت مذکورہ ہوگا ورنہ وہ فرد مذکور بہی جو کہ ساحت فعلیۃ میں حسب ارادہ آیا تہا از قبیل ممتنع بالذات ہوگا اور یہ امر باطل ہے کیونکہ نظیر الممکن ممکن مسلم الثبوت ہے پس امتناع بالغیر بہ نسبت دیگر افراد کہ جنکی طرف ارادہ الہی جلشانہ متوجہ نہیں ہوا ثابت ہوا قطع نظر اس دلیل عقلی سے دلیل نقلی شرعی بہی قایم ہے کریمہ او لم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض لقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم۔ عدم تذکرہ لفظ ذریاتہا کا اکتفا کیا گیا اور پر تذکرہ اوسکی کے اور آیات میں چنانچہ ضمیر تذکیر جو لفظ ہم ہے مثلہم میں دال ہی اوپر ذوی العقول کے زمرہ ممکنات مخلوقہ سی یعنی موجودہ فی الخارج جسمیں ذات مقدس حضرت خاتم النبیین صلعم داخل ہے کریمہ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون اور کریمہ ولم یعی بخلقہن دفع کرتا ہے واہمہ اور وسوسہ تسلیب قوت کو قدرت مطلقہ سی بعد خلق مخلوق کے اور نیز کریمہ ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم دفع کرتا ہی واہمہ اور وسوسہ عدم تحفظ کو بعد خلق مخلوق مذکور کے کہ پیدا تو کر دیا ایک دفعہ جون توں کر کے

اور قوت ساری ہی اپنی خرچ نہیں مع ہٰی جو عاجز ہو جاوی پیدا الیس شی کی گرسی مگر اب پیدا کرنا
نہیں چاہتا اسلئی کہ یہ شی سنبھل نہیں سکتا تہاک گیا اور کیا پیدا کری کا پس معلوم ہوا
کہ بارگاہ ذات حضرت حق تبارک وتعالی وتقدس پاک ہی ایسی توہمات بیہودہ سی تو اوت تنزیہ
صحیح بلکہ بالبداہۃ بدیہیہ وصریح حسب علم موجودہ جو منجملہ صفات الٰہیہ ہی کہ صادق الوعد ہے
نہ کہ مخلف الوعد ہو حسب **قولہ تعالیٰ** ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ ولن یخلف اللہ وعدہ رسلہ جو
غیر ہے مخلوقات کا اسواسطی کہ صفات واجب واجب اور صفات ممکن ممکن کیں ظاہر ہی پڑہی
غیر ہی جو مانع ہے کہ جسکی سبب سی نظیر ممتنع بالغیر ہوا یعنی نظیر خاتم النبیین صلعم حیث الخاتمیۃ جو
خاتمہ محققہ کیا ملکہ بمنزلہ داخل سنخ قوام حقیقۃ محمدیہ ہی صلعم جو کہ منشا رہی عدم شرکت اور عدم
قسمت ابتدائی مذکورہ فی اکثر القسطاطیس کا ممتنع بالغیر ہے حقیقۃ واضافتہ شرعا وعقلا اسیرنما
تو ظاہر ہے فاقا عقد یہ کہ ایسی صادق القول سے صدور خلاف قول نا ممکن ہے فافہم لیس شان اس
عقیدہ کی یہ ہے کہ اللہ تعالے کی قدرت کاملہ اور صدق کامل اوسکا جو رکن رکین عقاید جمیع انبیاء
ومرسلین بیہ جمیع اہل اسلام وہ عقیدہ ہے حاصل ہی بخلاف اوس عقیدہ کی جو مستلزم ہی قوت علمی ایکا
رکن کو ان دونوں رکن کہ دسی اور ثبوت نقیض ان دونوں کے کو یعنی با عجز خدا تعالی
جلشانہ لازم آتا ہے فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا الحمد للہ علی ذالک
ایک مدت دراز سا اہا سال سے اس قسم کی تقریرات کو قید تحریر مین باسلوب بلیغ سپرین
بسرا ہین عقلی وشواہد نقلی مرکوز خاطر فاتر تہا سو لعنایت الٰہی جلشانہ یہ خلش رفع ہو گئی فقط
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال میں کہتا ہوں بڑا تعجب ہے کہ یہ سب صاحب یعنی صاحب عبارت
دافع الوسواس وغیرہ اور صاحب حقوق المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین باوجود قائل ہونی
صرف امکان نظیر انحضرت صلعم کے نظر بالذات کی نہ فعلیۃ اوسکی کے بوجہ امتناع بالغیر یعنی اوسکی
کے جو وعدہ الٰہی جلشانہ ہی جو منجملہ صفات الٰہی ہے اور وہ واجب ہے نہ بوجہ امتناع بالذات
کی اور وہ نظیر مطلقا ہی من قید الاضافتہ والاعتبار بلا تفصیل اسلئی کہ کوئی دلیل قطعی ہم نہیں ہوئی اور

تخصیص اضافہ کی فعلیۃ ہین بلکہ علی العموم والشمول الحقیقۃ والقیا الاضافۃ والاعتبار بہر قایل ہونا سا تہہ وجود خواتم ستہ کی فعلیۃ مین اگرچہ بالاضافۃ والاعتبار ہی ہو باطل ہے اتفاق شرطیہ سے پس ستا فعلیہ ہوگیا اور باطل یہ کہنا اونکا کہ جایز ہے کہ خواتم ستہ بالاضافۃ موجودہ بالفعلیۃ ہون بالاضافۃ اسلیئے کہ یہ عقیدہ منجر ہوتا ہے طرف وجود خواتم ستہ کی بالفعل جو نظیر آنحضرت صلعم ہین ولو اضافۃ حالانکہ نظیر آنحضرت صلعم بالفعل اعنی بالوقوع ممتنع ہے ولو اضافۃ کیونکہ مناقض صریح ہے فتفکر غایۃ الفکر واللہ علیم

قسطاس ششم

متعلق تقریر مشہور بنور افشانی آئینہ جاننا چاہیئے یہہ شبہہ کہ اور انبیا علیہم السلام رسول اللہ صلعم سی فیض حاصل کر کی اپنی اپنی امتوں تک پہونچاتی ہین بیچ مین واسطہ ہین مستقل بالذات نہین کوئی بھی کمال ذاتی یہ نہین بلکہ جو کچھہ ہے ظل و عکس محمدی ہے یہہ بعینہ مثل نور افشانی آئینہ کی ہے جو واسطہ سی آفتاب کی اوسکی دھوپ مین جسکی ذریعہ اور وسیلہ سی ان مواضع پر جو آفتاب کی مقابل نہین ہین پہونچتی ہے اور موصوف بالذات تو ہماری ہی رسول مقبول ہین اگر اور انبیا مین کمال نبوت آیا ہی تو جناب ختمی کی طرف سی آیا ہے فقط بدیہی طور زایل ہے جاننا چاہیئے کہ یہہ مثال آئینہ اور نور افشانی اوسکی بعینہ اثبات مطلب واسطہ فی العروض ہے حسب مزعوم زاعم بنسبت آنحضرت صلعم کی جسکا استیصال کامل بتقاریر متنوعہ رنگا رنگ عقلا و نقلا اکثر قسطاس مین مذکور ہے کہ بشرط یہہ مطلب واسطہ فی العروض ذات آنحضرت صلعم پر صادق نہین آتا ورنہ اس مثلہ کا کچھہ اور مطلب ہے تو وہ معلوم ہونا چاہیئے اگر جسکو بھی منظور رہی بشرطیکہ مخالف عقیدہ اسلام نہو مانند مطلب واسطہ فی العروض کے بہر کار کچھہ حرج نہین بلکہ جو کچھہ حرج ہے وہ راجع جانب دیگر ہے اسلیئے کہ خلاف قرار داد جولازم آویگا وہ باطل ہے مگر باینہمہ جسقدر وہ جو وارد ہوتی ہین متعلق القول مذکور مذکور ہوتی ہین مثلا ہرگاہ ذات مقدس آنحضرت صلعم موصوف بوصف نبوت بالذات ٹہری تو کیا معنی کہ سلسلہ ممکنات مین بالذات عبارت ہی جو ہر مرتبہ سی کہ جسکی شان یہ ہے کہ معروضیہ اور عروضیہ

اوسکو حاصل ہوتی ہے بلا وساطت کسی غیر ممکن کے بخلاف عرضیہ کے کہ وہ محتاج ہوتا ہے
اپنے اتصاف کا ساتھہ کسی ممکن کے محصول الکلام یہہ ہے کہ اوسکو قیام شیعہ سے لبعد
امکان نہ وجوب اور اسکو یعنی عرض کو قیام بغیرہ ہے جو وہ غیر جوہر ہے بلکہ بعد امکان
نہ وجوب پس معنی موصوف بالذات یہہ ہین کہ وصف اوسکی ساتھہ قایم ہے یعنی مرتبہ
ذاتیہ اوسکو حاصل ہے نہ عرضیتہ جو وہ محتاج اور منتظر ہے قایم ہونے کو کسی اور ممکن کے
ساتھہ پس وہ موصوف بالعرضیتہ ہے یعنی مرتبہ عرضیتہ حاصل ہے بخلاف واسطہ فی العروض
کے اسواسطے کہ بعد متصف ہونے کسی وصف کے اوسکی ذات مین بعد حصول مرتبہ ذاتیہ مذکورہ
کے فیض رسان ہو کسی اور ذات ممکن کو پس ہر گاہ یہہ دو قیدیں اسمین زاید ہوئین تو پھر یہہ
اطلاق کہ آپکی ذات مقدس صلعم واسطہ فی العروض ہے اور موصوف بالذات ہے
فضول ہے کہ ظاہر ہے اور جانا جاتا ہے بلکہ اگر مشتبہ ہو ساتھہ مطلب واسطہ فی الثبوت
کے تو مضایقہ نہین نہ کہ عین واسطہ فی الثبوت ہے اسواسطے کہ اوسمین مطلب علتہ
ومعلول ہے اور یہہ مطلب سبب اور مسبب ہے اسلیے کہ واسطہ فی الثبوت مین علتہ اور
معلول مشترک ہوتے ہین وصف مین مگر علتہ بالاصالتہ اور معلول بالتبعیتہ بخلاف مثال
نورافشانی مذکور کے کہ امور التیہ مین سے ہے اسواسطے کہ مثل ہے بمثال آئینہ کے مثل
نا وداں فیض کے پس قیاس مقتضی تہا کہ جیسا معنی جوہریتہ کے نسبت وصف نبوۃ ذات
مقدس رسول مقبول صلعم بہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیاء علیہم السلام ثابت ہے ایسے ہی
معنی عرضیتہ نسبت وصف نبوت دیگر انبیاء علیہم السلام حاصل ہو موافق اس تحقیق کے یعنی انکی
مین قایمیتہ بغیرہ بوساطت کسی اور ممکن کے ہو یعنی نبوت انکی قایم ہوی ساتھہ نبوت
رسول اللہ صلعم کے اور شبہ قیام المعنی بالمعنی کا یعنی قیام نبوت اور انبیاء کا ساتھہ
نبوت آنحضرت صلعم کے مانند قیام سرعتہ اور بطوء کے ساتھہ حرکت کے کہ یہ سب یعنی
دیکھنا سرطرف ہے بخلاف واسطہ فی العروض کے کہ اوسمین ایک ہی وصف ہے جو حقیقتہ

بالذات ہی اور بالعرض ہی اگرچہ یہ کہنا قوم کا بالعرض ہی ہوگا ہے بے مگر متعارف شایع ذالج ہوگیا ہے اسلئی کہ مقتضائی جوہر تیتہ یہ تہا کہ دو وصف ہوں ایک وصف متعلق بجوہر اور دوسرا متعلق بعرض پس ذوات حضرات دیگر انبیا علیہم السلام کو نہ قابل وسف موصوفیتہ و معروضیتہ کہا نہ قابل وصف عرضیتہ رکہا بلکہ ایک امور آیتہ مین سے بموجب مطلب واسطہ فی العروض کے اور نیز بموجب ایراد لنظیر عکس و شعاع آئینہ آبگینہ کے کردیا مثل نا و دان فیض کے واسطی اثنہ کی پس بموجب اسکی تو فی الجملہ امت ہی زیادہ مستفید رہتی نظر آتی ہے ظاہر ہے کہ امور آئیہ کو حصول وصف مین کچھ شرکت نہین بلکہ بنظر غایر تسلیم مشتبہہ ساتہہ مطلب واسطہ فی الثبوت ہی نہین تحقق ارہے سلب کامل ہی نہین چہ جائکہ واسطہ فی العروض اور فی الثبوت پس حسب مزعوم اور انبیا مین نہ کوئی کمال ذاتی ہے نہ عرضی حالانکہ کمالات حضرات دیگر انبیا علیہ السلام کمالات مستقل بالذات ہین اور تفاوت مراتب بالتخصیص خاص او جنیر ہے بموجب قول حق سبحانہ وتبارک ۔

تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیۃ ای فضلنا بعضہم علی بعض بخصائص و را اصل الرسالۃ [۱۲] من خلاصۃ التفاسیر [۱۲] بان خصصناہ بمنقبۃ لیست لغیرہ منہم [۱۲] بیضاوی ۔ باختصاص بعد الرسالۃ لاستوائہم فیہا کالمؤمنین یستوون فی صفۃ الایمان ویتفاوتون فی الطاعات [۱۲] مدارک

مگر ہان یہ امر بالضرور ہے کہ بوجہ کمال وحی کے بالاستقلال جو کچھ نصیبہ اور حصہ نفس وجود مین یا حصول صفات زایدہ مین مثل نبوت وغیرہ نسبت انبیاء اور ولایت اور قرتیہ نسبت اولیا اللہ اور ملایکہ مقربین و گروہین سکان حظایر قدس بموجب لولاک لما اظہرت الربوبیتہ وہ سب پرتوہ ذات سر دفتر افراد وجود ہی ہے اسمین کچھ شک نہین پس واسطہ اس مطلب کے ایراد مثال جو واسطہ فی العروض مصطلح میر ا نہین جو صورت وحشت اہل اسلام ہے علی الخصوص مثال آئینہ وغیرہ بیجا ہے بقول شاعر ؏ اے ذات تو سر دفتر افراد وجود ہم سر لوح نمود گر نبودی تو نمود ہا ہیچ ہے والا ہر دو ہی خرابی لازم آتی ہین کہ ذات دیگر انبیا علیہم السلام

فاقد اللیاقتہ معدوم اللیاقتہ کیا بلکہ ممتنع اللیاقتہ عن الاوصاف الفاضلہ ہو ہی جاتی
ہین کمال ذاتی تو درکنار کمال عرضی سے بہی محروم ہوئی جاتی ہے اور پہر در پے ہوتا تہا
کے جو کہ کتب ہے لفظ تشبیہ سے جو اقسام غیرہ فیہ نہی کنتم استر ذکور ہین یہ از قبیل ولوج
الجمل فی سم الخیاط ہے امر تشبیہی امور صفتیہ مین سے ہے جو قائم بذوات ہوتے ہین
نہ امور الیتہ مین سے جسکی یہ شان نہین محض آرے تہے قیاس مرتجل ہی تو نہین ہو سکتا
گو علاقہ تشبیہ ہو مگر لیاقت تشبیہ تو رکہتا ہو بخلاف امر آلی کی کہ اس قبیل جو سی ہین
پہر اس تشبیہ پر سوائی فائدہ بی فائدگی کے اور کوئی ثمرہ مرتب نہین اور اس نور افشانی
سے عقل بیچوآ آئینہ ارشش جہت حیران ہوتی ہے فقط واللہ اعلم آن اسقدر امر مسلم
خاص و عام اہل کلام ہی کہ آپکی رسالت اور بعثت کی عموم مین بہ نسبت تمام انبیاء و مرسلین
بہی کچہ شک نہین بطور امر کلی ہر ایک کیطرف انبیاء اور غیر انبیاء آپ مرسل ہین چنانچہ
سلف نے اسکا اقرار اپنی تصانیف و توالیف مین کیا ہے مگر با انہمہ فیض رسالت و
نبوت مستقل اونکی کے قایل ہوی او رمضمون واسطہ فی العروض کے نسبت اس باب
مین کوئی قائل نہین ہوا ایسی واضح ہو کہ یہی مطلب عموم رسالت و عموم بعثت کا اور
نبوت مطلقہ کا موافق منطوق واجب الوثوق کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس
الآیۃ یہی ہے یہی مطلب نصوص قرآن و اخبار متواترہ و مشاہیر ہی اور اسی پہ
اجماع و اتفاق سب کا ہی اور مین کہتا ہوں کہ بلکہ اگر یہ مثال فیض شعشانی نور
افشانی آئینہ اور فیض نام ذاتی اور روشندانی وغیرہ بطور تقطیعات رسوب مغیرہ
جو کچہ تعبیر کیا جاوی اور پر بادی غیر حقیقی کے جو سادہ ہی منصب نبوت سی مانند علمائے ربانی
امت اور اولیاء صدیقین و صالحین و شہداء و حفاظ و عرفا جنمین فیض ظاہری و باطنی
روحانی وہبی و کسبی البتہ بہی منطبق کیا جاوی تو زیبا ہے کیونکہ یہ اشخاص بمنزلہ امور
آلیتہ مانند ملائکہ جارحۃ بلا بیر تقادیر البتہ کہ تعبیر کئی جاسکتی ہین نہ انبیاء و مرسلین جو بعض

منصب نبوت مین شریک ہین ولایتہ وا ولویتہ افراد اور چیز ہے اور مغایرت افراد
اور چیز ہے حالانکہ طفیلی اوس ذات مقدس خاتم النبیین سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ
والتسلیم کے علی قدر المراتب ہر یک جزئی خاص سب ہی ہین کچھہ انحصار جن والنس ملک پر
نہین تمام مخلوقات عالم شہود و موالید ثلثہ کیا اور عالم غیب جنت و حور و قصور و عالم
برزخ مستفید ہین اسلئے کہ صورت وجود خود ہر یک نے بطفیل آنحضرت صلعم ہی پکہی
ہے فہو السر اعلم و علمہ اتم و احکم الحذر الحذر قسطاس شعبت و یکم دہوکا نہو کہ خاتم
امر اضافی ہے بے مضاف الیہ کی متحقق نہین ہوسکتا سو جسقدر مضاف الیہ ہونگی اوسقدر
افزائش ہوگی مانند بادشاہت کے کہ ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت کی افزائش
اوسکی افزائش و عظمت اور ترقی موقوف ہے ہان کوئی نادان آج کل کے
نوابون کو دیکہکر دہوکہا کہاوی اور کہی کہ جیسی آج کل کے نواب بے ملک ہین ایسے
ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاتمیتہ اور انبیاء کی محتاج نہین اوسکی ترقی اور
افزائش کیلئے کثرت انبیاء ضرور نہین فقط اسواسطہ کہ لفظ خاتم وارد کلام الشریف
مضاف ہے طرف لفظ النبیین کے سو یہہ امر مسلم ہے کہ جسقدر مضاف الیہ انبیاء ہونگے
اوسیقدر افزائش عظمت متصور ہے سو اس امر کے انکار کے ساتہہ کوئی بہی اور ان نہیں مع
برابر ہے کہ مضاف الیہ طبقہ علیا مین ہون یا طبقات سافلہ مین یا سب طبقات مین ہون
نہ یہ لفظ خاتم مذکور مضاف ہے طرف لفظ الخاتمین کی یا الخواتم کی جو ضرورتہ واقعی ہو
طرف ایجاد خواتم کے واسطے ترقی عظمت کے جو موقوف ہے اور افزائش مذکور کے
جسکی خود کلام شہہ مین صراحتہ ہے اس فقرہ مین کہ خاتمیت اور انبیاء کی محتاج نہین
یعنی لفظ انبیاء کی خود صراحتہ ہے اور سی فقرہ مین نہ لفظ خاتمین یا خواتم کے اور ظاہر ہے
کہ ترقی اور افزائش ہے در صورت ہونی انبیاء کی مضاف الیہ واسطہ حصول اصل مقصود
کے جو ضرور ہے یعنی کثرت بخلاف ہونی خواتم کی مضاف الیہ کیونکہ اوسمین قلت ظاہری جو

مخالف ہے مقصود مذکور کو جو کثرت ہے بلکہ یہی قسطاس ہی مع ششم میں سابقاً تکثیر
افراد دستہ کو بہی جو مبالغہ ہے بصیغہ مفعول عوام امتیوں سے میں اس عظمت اور شان
نبوی میں دخیل کیا ہو جب اس حدیث شریف کی تنا کہوا تو الا بعد الکاثر وافاقی اباہی
بکم الامم مگر خاتمیہ مطلقہ جو ایک معنی لسیلین اور مصداق اوسکا ذات خاتم النبیین صلے
صلعم کردہ موصوف اور معروف ہے اوسکو اس تکثیر اور تفضل سے کچھ علاقہ نہیں لہذا ایک
فرد واحد اوسکا ذات محمدی صلعم مصداق و موصوف اور معروف ہے یہ مطلب ہی وہان
مذکور کیا بس ثابت ہوی معنی خاتم الانبیار کی نہ معنی خاتم الخاتمین کے لیجاوی غرض یہی کہ کثرت
مضاف الیہ جو ایک امر مطلوب ہے وہ برتقدیر خاتم الخاتمین کے متصور ہی یا برتقدیر خاتم النبیین
کے کیونکہ خاتم تو خواتم ستہ ہی ہیں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تیرا ہی ہیں کہ جسکی کثرت
وجود میں کچھ شبہہ ہی نہیں اور نہ کچھ تردد اور باعتبار کثرت کیفی اوسکی کے کچھ موازنہ
کرکے ایک طرز کے طفل تسلی کیجا دی تو وہ موقوف ہے امر ثبوت شرعی کے سو وہ
کہان لیس عظمت ایجادی اپنی طرف سے برخلاف رضا رشارع بغیر وجود کسی منشاء
شرعی کے داخل ہے تحت وعید حدیث شریف لا تطرونی اطرأ کما اطرت النصاری عیسی
بن مریم اس سے کچھ کم نہیں قریب ہے یعنی آنحضرت صلعم کو اپنی مدح وہان تک
خوش آویگی جو خلاف شرع ہوگی حالانکہ یہ امر تو دراصل اصل مدح نہیں جیسا کہ ظاہر
ہو چکا اگرچہ مزعوم مداحین ہے اس ہی لحاظ سے ہم حدیث لا تطرونی اطرأ الخ لائے
اور لطائف ابراد مثال ہیں اگر لفظ شہنشاہ بجائے فقط بادشاہ مندرج تقریر فیہ بہا ستباع
ہو تو زیادہ تر چسپان ہو مگر اس سے چندان مطلب ہمارا متعلق نہیں بس اب یہ شبہہ بھی
اس تقریر سے برطرف ہو گیا کہ تعجب آتا ہی آج کل کے مسلمانوں سے کہ کس تشدد سے
خاتموں سے اور خود زمینوں سے انکار کرلیتے ہیں اور ماننے والوں کی تکفیر کرتے ہیں
ملکشوں نے ناک والوں کو ناکو کہا صطا جانا چاہئے کہ قضیہ برعکس ہے یعنی اثبات خواتم ستہ

مین تستعدار تشدد کرتے ہین حالانکہ اہل تحقیق کسی کی تکفیر نہین کرتے جب تک کہ قابل
تکفیر نہو اور منا کار زینیون کا کرتے ہین البتہ اختلاف ہی اتصال طبقات مین ہو
اوسکا نام نکار نہین ایسا اختلاف متوارث ہے سالفًا عن سالف اگرچہ ترجیح ہے
خلو بین الطبقات کو سو یہہ تکفیر اوسپر موقوف نہین چنانچہ بعض قسطاس مین مذکور ہو چکا اور
نہ وہی کسی کی آنکھہ ناک کیطرف لحاظ کرتے ہین اور نہ اونکا کام اتہام ہے نسبت
کسیکی مگر بموجب کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین بطور موعظت حسنہ بلینو و انکشاف
اظہار کرکے موافق کریمہ وجادلہم بالتی ہی احسن اور نیز فاصدع بما تومر حسبتہ للہ بری
الذمہ ہوتے ہین فقط والسلام علی من اتبع الہدی قسطاس شصت و دوم
اگر یہ شبہہ کیا جاوے کہ سلسلہ نبوت مستطیل بعد و سلسلہ ہے سلسلہ مکانی اور سلسلہ
زمانی منجملہ مقتضای سلسلہ مکانی فوق و تحت ہے اور مقتضای سلسلہ زمانی سبقت
اور لحوق ہے جو عبارت ہی ماضی او مستقبل سے تو بدایت سلسلہ نبوت بدین اعتبار
جانب تحت سے ہے یعنی طبقہ ارض سفلی سے اور نہایت اوسکی جانب فوق ہے
یعنی طبقہ ارض علیا تک تا کہ یہہ امر صادق آوے کہ یہ سلسلہ اوپر رسول اللہ خاتم
حقیقی کے ختم ہووے جیسی کہ یہان کی نبوت کا سلسلہ یعنی طبقہ علیا کی نبوت کا جو سلسلہ
زمانی ہے خاتم حقیقی ہی کی اوپر ختم ہوا اور رعایت اس تقریر کی یہ ہو کہ ہر دو ساق
زمانی اور ساق مکانی ایک نقطہ موصل پر جو عبارت ہے زاویہ سے واصل ہو کر
موجب شکل مثلثی ہوں تا حصول شرف نبوت کون و مکان اور زمین و زمان حاصل
ہو فقط لیکن جاننا چاہیے کہ یہ شبہہ بد بنیاد بر طرف ہے کہ ہر گاہ ہر دو سلسلہ مذکور کا ختم بر طرح
پر اوپر رسول اللہ یعنی خاتم حقیقی کے ہوا تو پہر واسطہ وجود خواتم ستہ کی گنجایش نرہی کہ
ظاہر ہے یہان کے سلسلہ کے ہی یعنی طبقہ علیا کے جو جانب ماضی سے جانب مستقبل
ہے اور وہان کے سلسلہ کے بہی جو تحت سے جانب فوق ہے رسول اللہ خاتم حقیقی ہی گو ہم

خاتم رہی یعنی خاتم مکانی وہم خاتم زمانی تو واسطی اور کی گنجائش کہاں اور منجملہ
ترکیب مثلث مذکور ایسی دو امر سے ہوئی یعنی زمان اور مکان سے کہ اونمین
نسبت عموم خصوص مطلق ہے اور وجود زمان بغیر وجود مکان ممکن بخلاف العکس پس
ہو جسب شبہ مذکور سلسلہ مکانی جو عبارت ہے امر تحتانی فوقانی سے معلوم ہوا کہ بغیر زمانہ
موجود ہو اور سلسلہ زمانی جو عبارت ہے ماضی و مستقبل سے وہ بغیر مکان پایا گیا
ورنہ وجود مسافین مذکورین مستقل نہین ہو سکتا کہ جنکو جدا گانہ متقابل فرض کیا گیا
اور خلاف مفروض باطل ہے والا یہ کہنا چاہئے کہ مثلث مذکور ایسا مثلث ہے
کہ جسکی تین ساق ہین ہر دو سلسلہ مذکورین یعنی سلسلہ تحتانی فوقانی مین جو مراد ہے
مکان سے اور نیز سلسلہ ماضی او مستقبل مین جو مراد ہے زمان سے یعنی ایک مثلث
کامل مشتمل بر دو ساق در سلسلہ مکانی اور ایک ساق در سلسلہ زمانی بدلیل نسبت
مذکورہ یعنی عموم خصوص مطلق فیما بین زمان و مکان بدین شکل
اور معہذا شرف خاتمیت مین سلسلہ مکانی کو استقلالا
وحل ہے اگرچہ تبعًا مزید مفید ہی بخلاف سلسلہ
زمانی کے وہ اس باب مین مستقل ہے لہذا

مبدء سلسلہ زمانی مثلا جانب ماضی

منتہی سلسلہ زمانی جانب مستقبل

جانب تحتانی

جانب فوقانی

ملقب بنی آخر الزمان ہوا کہ جسکی طرف اشارہ ہے حدیث شریف نحن الاخرون السابقون
مین خصوص حدیث استجارہ جو مشتمل ہے او پر سلسلہ ترتیب زمانی کے تہ کرہ تمثیل نماز
ظہر و عصر و غروب اور امثال اسکی جو کلام نبوی صلعم مین اس باب مین شایع و ذایع
ہے از قبیل اخبار سیکون فی آخر الزمان اور حدیث بعثت انا و الساعۃ کہا تین
و اشار بالسبابہ و الوسطی اسمین بھی اشارہ ہے طرف زمان کے بلکہ قریب الصراحۃ
اگر لو جہلی تو صراحتہ ہی ہے اور نہ ملقب ہوئی بہ لقب نبی آخر المکان او منتظر تھا یہ
امر ہے کہ زمان محصل او آخذ شرف نبوت آنحضرت صلعم زائد تر ہے بہ نسبت مکان

ہے اور وجود باوجود سر دفتر افراد وجود سے زمان ومکان کو کیا علاقہ کون مکان کو
شرف حاصل ہوا اور کریمہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مین بشارت زمانی
ہے نہ مکانی یعنی آوی بعد زمان میری کی نیا بعد کر بعد مکان میری کے اور جبکہ شروع
سلسلہ ساق مکانی مین بلحاظ فوق وتحت بدین روش ہوا کہ شروع جانب تحت سے
ہوا اور معنی تحت کی شکل کہین بسبب خطوط متساوی المسافتہ خرجہ از مرکز تا منتہی پر
ہر جانب متصور ہے یعنی ہر ہر نقطہ منتہی خط مین استعداد اور لیاقت تحت ہونے کی اور فوق
ہونے کی رکھتا ہے بسبب اسکی کہ مما بہ التحت والفوق ہر ہر نقطہ ہے اور علی ہذا القیاس
ساق زمانی سے ساق مکانی کو نسبت عموم خصوص مطلق کے سوا چارہ نہین بس سوای
ساق واحد کے دوسری ساق متصور نہین ہوسکتی اور استحالہ تداخل ساقین علاوہ
برین ہے ہرگاہ کہ سلسلہ نبوت کا وقوع فوق اور تحت ہوا باعتبار فرق مراتب مکانی
کے اور ایک سلسلہ نبوت کا وقوع ماضی اور مستقبل مین ہوا باعتبار فرق مراتب زمانی کی
اور زمانہ عبارت ہوا حرکت ارادہ خداوندی سے اور اوس حرکت کے لئے کوئی مقصود
اور نہایتہ بہی خواہ مخواہ ضرور ہونی چاہئی کہ وہ حرکت وہان منتہی ہو اور وہ مرد ہونی
نقطہ ذات محمدی ہے صلعم جو کہ موصل ٹہرا ہر دو ساق زمانی اور مکانی کا بمنزلہ زاویہ کے
اور قاعدہ اس مثلث کا بظاہر نہین معلوم ہوتا بجز شرافت کے سو خیر اس سے تو کچھ بحث
نہین ہے کہ امر مسلم ہے بس ساق زمانی تو امر متحرک ہے پہونچا اوسکا موصل تک
یعنی اوس زاویہ تک جو نقطہ حقیقت محمدی ہے صلعم ممکن ہے کہ ظاہر ہے بخلاف ساق
مکانی کے کہ وہ ساکن ہے اور اگر یہہ کہا جاوی کہ تحرک ضرور نہین وضع ترتیب نقطات
اسکی منا رجہ سلسلہ مکانی کے اس ہیئتہ کذائی پر بطور امر ابتدائی کے سرے ہی سے
بدین طرز واقع ہوئی کہ موصل تک پہونچی تو دفع اسکا یہ ہے کہ اگر سلسلہ ترتیبی امر تکیبا
ہے تو خواہ مخواہ حرکت پذیر ہے لوازم بیگانہ واسطی اوسکی ثابت ہوتے مین یعنی مکان

جو کہ لستان سے اور مکی سکون سے متحرک ہو جاتا ہے اور اگر امر آنی ہے اور
دفعی تو یہ تو صریح مخالف ہے لفظ شروع کو یعنی سلسلہ نبی کی جانب سے شروع ہو
اور آخر تک جو کہ نقطہ ذات محمدی ہے صلعم اوس پر ختم ہوا اور یہ تمام خواتم مجامع خاتم
حقیقی ہونی چاہئیں حالانکہ اضافی کا متقدم ہونا حقیقی سے ضرور ہے پس صاف
ہو گیا ہوا کہ متحرک ہی اور حرکت لوازم زمان سے ہے تو استحالہ لزوم سکون اصلی
مالیس بالسکون اصلی لازم آیا اور ظاہر ہے کہ جو ما بالسکون ہے ما بالحرکۃ یعنی
اور ما بالحرکتہ ہے ما بالسکون نہیں پس ایسی بات اختیار نکیلنی چاہئے کہ جس سے ترکیبا
ما بینیات متباینہ لازم آوے اور خواہ مخواہ بلا ضرورۃ پڑے گر بسبب حصول مقصود
اصلی و اعظم نقطہ ذات محمدی صلعم کے وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی پس معلوم ہوا
کہ اصل اعتبار اس باب میں شرف زمان ہی ہے اگرچہ شرف مکان بھی اوسکو
ہوئے ہے پس مثلث ایک ہی ساق پر یعنی ساق زمانی پر قایم رہ گیا پس مثال
مثلث بے محل نہیں ہے فلہٰذا ذات محمدی صلعم ملقب بلقب نبی آخر الزمان ہوئی صلعم
نہ ملقب آخر المکان بلکہ یہ عذر بیجا ہے کہ وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی اور تقریر
شبہہ مذکورہ سے متبادر کیا بلکہ متعین ظاہر وہ ایک ہی حرکت متوہم ہوتی ہے جہات
متعدد اور غایات متکثرہ نہیں متوہم ہوتی اور بالفرض اگر مبادی اور جہات اور
غایات متعددہ ہوں سوای جہت سلسلہ زمانی نبوت کے واسطہ اور امور مستحدثہ
زمانی کے تو وہیں سے عذر کرنا ساتھ ایسی استحالہ کے کہ وہ حرکت مبدل بسکون
ہوئی نہایت بے محل ہے اور سخت محال ہرگاہ کہ وہ حرکت جو ایک ہی تھی ساکن ہو گئی
تو انقراض زمان لازم آیا اور حالانکہ جریان زمان ہے اور اگر عذر یہی کیا جاوے
تو بنظر کیا جاوے مضایقہ نہیں کہ آخر زمان سے آخریتہ حقیقی مراد نہیں کہ بعد اسکی
کوئی جزو زمان باقی نہ ہے اور معہذا اگر معنی اس عبارت کے کہ زمانہ ایک حرکت ارادہ

خداوندی ہی ہیں کہ زمانہ ایک امر متحرک ہے اور پیدا ہے بارادہ خداوندی
توفیہا واگر اطلاق حرکت اور پیدا ارادہ خداوندی مراد ہے یعنی ارادہ خداوندی
کی شان سے حرکت اور سکون ہے تو ایسی ارادہ کی طرف تو قصد اور حرکت شی جایگی
نہایت ہی زبون ہے ایسی حرکت خیال سے سکون ہی بہتر ہے مگر ظاہر ہے
کہ مراد معنی سابق ہی ہونگی ایسا ہی کیا اندیشہ ہے کہ ایسے معنی مراد ہوں آخر
فاضلانہ شبہہ ہیں نہ عوام کے غالبا یہ عبارت محمول بغلطی کاتب یا سبقت قلمی ہے
یا عجلت جواب نامہ محرر ہے اور یہ تقریر اوپر بنیر و معنی مکان کے درست اور حیثیت میں
معنی متعارف جو خارج میں نظر عوام میں ہیں اور بنیر معنی مصطلح اہل علم متکلمین جسم اسم
اور حکما بمعنی سطح باطن اور بمعنی بعد مجرد کیونکہ مکان بہر دو معنی فی نفسہ متحرک نہیں بخلاف
زمان کے کہ وہ متحرک ہے ہے هذا والله اعلم وعلمه احض واذن واحكم اتقن البحار فقیر

قسطاس شصت و سوم اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ کمال نبوت کوئی امر بسیط نہیں
بدلیل اس حدیث شریف کی الرویا جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة اور تمثیل دیا ہو
ساتھ جمال کے جو امور کثیرہ پر موقوف ہے مثل حصول جمال بسبب ہیئت اجتماعی اعضاء ہی
ضروریہ علی ہذا القیاس حصول کمال نبوت بھی ایسا ہی ہے کہ بسبب اجتماع تمام کمالات
کے ہوتا ہے تو یہ شبہہ بنظور برگران ہے کہ تجزی نبوت باعتبار زمان نبوت
ہے مجازاً نہ حقیقۃ کیونکہ زمان نبوت بروی روایات معتبرہ تیئیس ۲۳ سال ہی باعتبار
زمان حیات شریف اور زمان رویا صالحہ جو کہ بردار نبوت اور مبادی نبوت تھا
وہ چھ ماہ ہے جیسا کہ اس بارہ حدیث شریف ثم جاء الحق مثل فلق الصبح ہیں کہ اور
روس سے وحی ہے دلالۃ صریح ہے اور چھ ماہ کو نسبت ساتھ تیئیس ۲۳ سال کے
نسبت حصہ چھیالیسویں ۴۶ کے ہے جیسا کہ یہ تحقیق محدثین رحمہم اللہ سے حضرت استاذی
شہرہ آفاق حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سے سنی لیس واصل تجزی کمال

نبوت نہین بلکہ تجزی زمان نبوت ہے جو ظرف ہے کمال نبوت کا اوس سے
اسکی سالمیتہ اصلی کو کچہہ آسیب نہین جیسا کہ صفتہ تکوین قدیم کو بہی متعلقات تکونیہ متجددہ
سے کچہہ تلوث نہین مانند تابش آفتاب کہ عطریات اور قاذورات سے کچہہ متاثر نہین
علی ہذا القیاس صفتہ کلام قدیم کو جو کلام نفسی ہے کسوت الفاظ محدثات سے جو کلام
لفظی ہے کچہہ آلودگی نہین اگر تجزی کلام اسکی سیپارہ کرکے تعبیر کیجاتی ہے تو باعتبار ان
امور مستی نہ کے ہے مجازاً پس فی حقیقت جو کچہہ کہ آلودگی اور شکستگی ہے نصیبہ نور حسد
متعلقات کا ہے اور جہہ تجزی نبوت سے لغرض محال اوس مطلب اصلی جو منشا ہی
ایجاد خواتم ہستہ مفروضہ کا پہر بہی تو دستیاب نہین ہو سکتا اسلئے کہ خاتمیتہ مطلقہ کو
تو تجزی نہین ثابت ہوا اس حدیث شریف سے بہی بدلیل اسکی کہ اوسمین خاتمیتہ
کا کچہہ تذکرہ بہی نہین اور حالانکہ خاتم اور کوئی ہے ہی نہین سوای ذات فرد واحد کے
صلعم جیسا کہ قسط سوم سابقہ مین مشرح و مدلل ہو چکا اور یہہ فقرہ از قبیل فقرہ حدیث
شریف الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی
عن الطریق ہے اور امثال اسکی حدیث الحیاء شعبۃ من الایمان وقولہ تعالی فزادتہم
زادتہ ایمانا اور حدیث فقد استکمل الایمان جو کہ مروی ہین کتاب الایمان صحیح بخاری وغیرہ
وغیرہ مین ہیکچہہ آج مسئلہ نیا نہین جو کچہہ تحقیق سے محدثین و فقہاء و متکلمین پر مخفی ہو
یعنی نفس ایمان امر بسیط ہے یہہ سب امور مجازی ہین جو بیرایہ اجزا و اعمال اور ماقول
مین تجزی پذیر ہین باعتبار متعلقات کے علی ہذا القیاس حدیث شریف لا ایمان لمن لا
امانتہ لہ اور لا ایمان لمن لا عہد لہ سے ظاہر ہے کہ عہد اور امانتہ عین ایمان نہین بلکہ اسکی
سلب سے سلب کمال ایمان ہے جو مراد ہے رونق سے جیسا کہ وارد ہے درباره
کمال ایمان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضہ کہ اس سے سب ہی اہل علم واقف ہین
اور نیز الایمان و الاسلام واحد بدلیل قولہ تعالی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین

یعنی المومنین باعتبار مصداق کے بعض مواد مین نہ باعتبار مفہوم کے کہ ظاہر ہے کہ مفہوم
اسلام اور ہے اور مفہوم ایمان اور ہے غرضکہ یہ سب امور مذکورہ مجازی ہین اسقدر
کافی ہے تطویل ضرور نہین ایسے امور سے کار براری نہین ہوسکتی ہان مگر یہ امر
مسلم ہے کہ ہیئۃ اجتماعی اعمال صالحہ سے رونق اور بہار متصور ہے اور ظاہر ہے
کہ سوابق اور لواحق شئے اور مبادی اور مقاطع اجزاء شئی مرکب ہی نہین ہین چہ
جاے کہ اجزاء شئی بسیط ہون کہ ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان امر بسیط ہی
ورالا در صورت ایمان صرف قول لا الہ الا اللہ بصدق و اذعان کہ جس سے ایمان
منعقد ہوا کرتا ہے کہ جز افضل ہے اور شعبہ اعلی بموجب حدیث شریف مذکور کے
بلدون ایمان دیگر امور مذکورہ معلومہ منصوصہ کے معتبر ہونا قابل نجات تھوڑا الا لکہن
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مروی صحیح ہے مانند رسن بافتہ مشتمل اجزاء کثیرہ کے
بدون ہیئۃ تالیفی اور ترکیبی کے دربارہ حصول مطلب قید اسپ و فیل وغیرہ ہرگز کبھی
موثر ہو لیکے کسی جز کی اجزاء مذکورہ سے کیونکہ من حیث الانفراد اور حکم رکھتا
ہے اور من حیث الاجتماع اور حکم رکھتا ہے مثلاً دربارہ اصحاب بدر رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین یہ عقیدہ قرار پایا ہے
کہ اطلاق حکم جو اونکی حق مین من حیث المجموع ہو مثلاً لعل اللہ اطلع علی اہل بدر وغیرہ
جو روایات وارد صحاح مین علی ہذا القیاس حق عشرہ مبشرہ مین اوسکو من حیث
بر ملحوظ رکھنا چاہیے نہ من حیث الانفراد دیکھنا چاہیے الیاس منا اور بیٹا ہے اسامہ
سے رحمہم اللہ اجمعین اور حالانکہ ایمان مذکور معتبر ہے اور قابل نجات ہے پس معلوم
ہوا کہ امر بسیط ہے مگر مقتضی ہے رونق اور بہار کو جو موقوف ہے اوپر تکمل شعبہ ہائی
ایمان کے جو کہ مقصود مین داخل ہین مقاصد مین لطور امور مقصودہ یا لوجاہت کی نہ اصل
قوام ایمان مین بخلاف رویاء صالحہ کے نسبت کمال نبوت کے کہ از قبیل مقدمات اور

مبادی ہے کہ خبر یحتمل الصدق والکذب ہونا ہے جیسے بمراحل دور ہے اور اگر کہا جاوے کہ ایمان ذو اجزاء
ہے اور قول لا الہ الا اللہ جزء اشرف بمنزلہ کل ہے حکماً مانند سر کی بہ نسبت دیگر اعضاء
کے چنانچہ اطلاق متعارف ہے کہ یہ راس گاؤ اور مراد ہوتا ہے سر گاؤ نہ سر گاؤ راس
ہی سبب سے یہ مسئلہ جزئیہ فقہیہ ہے کہ اگر سر جاندار قطع کیا جاوے تو حکم تصویر سے
خارج ہو جاوے اس واسطے کہ بدون سر کے حیات جاندار نا ممکن ہے علی ہذا القیاس
جس عضو کی قطع سے مثلاً کل شکم اخر حیات باقی نہ رہے تو وہ غالباً بحکم کل ہے مطلب
جواب اسکا یہ ہے کہ ایمان جو کہ مراد ہے اذعان سے وہ امر اعتقادی معنی بسیط ہے
اگرچہ مومن بہ ذو اجزاء ہوں کچھ ضرر نہیں اور قول لسانی جو کہ بنا بر تعبیر ما فی الضمیر ہے
وہ اوسکا مرکب ہے خارج میں واسطے اظہار اور احساس اوسکی کے باعتبار امور محسوسہ
خارجیہ کے خارج میں بنا بر مزید تشئید کے اور واسطے ازالہ شبہ مخفی کے اور راس گاؤ
و تصویر وغیرہ امور مذکورہ امور محسوسہ ہیں خارج میں قیاس مع الفارق کے قبیل
سے ہے اور یوں بطور قیاس شعری کے جو عبارت ہے معقول کو محسوس کر دکھانا امر آخر
ہے اور تخیلی حقایق امور کی نسبت کچھ تسبیب رسان ہرگز نہیں ہو سکتی ظاہر ہے
اور مسلم ہے۔ الحذر الحذر۔ قسطاس صحت چہارم اور یہ بھی بیشتر تصریح
ہو چکی ہے کہ متعلقات کے آثار و احکام جو بطور قوالب اور ہیئر ایجابات نسبت الی البسیط
کے ہیں ہرگز آسیب رسان نہیں اور بالفرض اگر اس قسم کا کاہی ماہی لحاظ بھی ہو تا ہی
تو امر اعتباری ہوتا ہے کہ محل حقیقت میں یعنی جہاں حقیقت مطلوب ہوتی ہے محض بیکار
اور مضمحل ہوتا ہے جیسا کہ ما نحن فیہ ہے علاوہ لفظ کمال نبوت مندرجہ عبارت تنبیہ
دو حال سے خالی نہیں یا از قبیل اضافہ بیانیہ ہے کہ جسکا مآل یہ ہے کہ نفس نبوت
اور علیین نبوت جو منجملہ کمالات ہے یا از قبیل اضافہ صفت جانب موصوف ہے کہ جسکی
تقدیر نبوت کاملہ ہے ہر دو صورت یا صفت موضحہ کاشفہ کے قبیل سے ہے۔ منہ اخبرنا

جواب اعتراض چہارم

سو ظاہر عقل اضیر حقدوش ہے کیونکہ کوئی نبوت ناقص نہیں بلکہ نفس از نبوت سے جس میزان
پر حکیم قادر علی الاطلاق نے اندازہ کیا ہے الا باعتبار تفاوت مراتب بموجب قول تعالیٰ
تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یہ تفاضل بسبب کمالات منضمہ کے ہے جو اصل قوام نفس ماہیت
نبوت میں داخل نہیں ایسا امر آخر ہے بنا از قبیل سوابق نعم اور لواحق نعم ہے پس بہر
حال شق اول یعنی صفحہ موضحہ مراد ہے محصول الکلام یعنی ہر نبوت فی نفسہ کامل ہی ہوتی
ہے نہ ناقص جو منجملہ کمالات سے ہے نہ از زمرہ نقصانات مآل ہر دو یعنی واحد ہی پس
حاصل مطلب یہ ہوا کہ نبوت جو ایک کمال ہے وہ ایک امر بسیط ہے تجزی نہ اسمیں نہیں
فی نفسہ یعنی اصل سنخ قوام ماہیت میں گو باعتبار کسی امر خارجی کے جو کہ دخیل ہیں مقاصد
میں بطور امور مقصودہ بالوجاہت واسطہ ازدیاد رونق اور بہار اور ترقی اور انکے
کے تجزی تجویز کر کے خوشدلی بطور طفل تسلی حاصل کیجاوے مگر رؤیا صالحہ تو اس
مطلب سے بمراحل منازل دور ہیں کیونکہ از قبیل مبادی ہیں اونکا تو دخل ہی
نہیں اس قسم کی تجزی مذکور میں پس تجزی رؤیا صالحہ سے تجزی نبوت ہرگز لازم نہیں
آتی اور حالانکہ تجزی رؤیا صالحہ ہی دراصل نہیں بلکہ تجزی زمان رؤیا صالحہ ہی
اور تجزی خاتمیت تو کہاں جو چوتھے درجہ میں ہے کیونکہ اول درجہ تجزی زمان
دوئم تجزی رؤیا صالحہ سوئم تجزی نبوت چہارم تجزی خاتمیت اور قطع نظر اس
سے غرض تجزی نبوت سے تعدد اور تکثر انبیا رہا اور تعدد انبیا سے تعدد خواتم جو
مطلب اہل استشہاد ہے سو بالفرض لفرض محال بصورت تسلیم تجزی نبوت تجزی
خاتمیت جو حسب مزعوم اونکی مستلزم اور مستوجب ہے تعدد خاتمیت اور تکثر خواتم
کو بنظر اسکے کہ آخر ذکر نبوت خاتمیت کا ہے تب بھی ایسا حصول محال ہے بموجب آن
دلائل عقلی و نقلیہ کے جو از ابتدا تا انتہا مذکور ہو چکی اور رسالہ قسطاس [illegible]
اور کوئی مردود عقلی نہیں کہ انبیا کثیر ہوں تو خاتم بھی کثیر ہوں [illegible] الا السلام [illegible]

قسطاس شبعت و تفہیم جانا جاتا ہے کہ ہرگاہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ دو صورت اثبات
خاتمیہ اضافیہ استحالہ شرکت فی النبوۃ الحقیقیہ یا قسمت ابتدائی فی النبوت جو مسلم
شرکت مذکورہ ہے فی الجملہ لازم آتا ہے کیونکہ یہ خاتمیہ خواہ تم تو اعتباری عدمی امر ہے
اسواسطے کہ فرد حقیقی خاتم ایک ہی ہے اور فرد حقیقی کا ایک ہی ہونا مسلم النبوت ہے بخلاف
نبوت کی کہ افراد انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا وجود امر تحقیقی ہے اور افراد کثیرہ متحقق الوجود
اونکی مسلم میں او جالانکہ خاتمیہ امور لاحقہ ملحقہ میں سے ہے گو وسیں شرکت اضافی ہے بھی
کہ وہ بھی بہ نسبت ذات خاتمیہ حقیقیہ کے غیر مناسب الاصل امر نامشروع ہے جو بلا خلفشار
ہے مگر لزوم شرکت نبوت آنحضرت صلعم کہ جو امر مسلم الامتناع ہے و بعض افراد خواتم ست
مستغنی الوجود بالوجود العینی الخارجی اوسکا کیا علاج کیا جاوے جو خلاف عقیدہ اسلام ہے لیکن
اعتبار اور اضافتہ جو محل ہو حقیقیہ نبوۃ مسلمہ بلا شرکت کو تجویز اوسکی بلفظ بالفرض جو نفی تقدیر
ہے یا بمعنی تجویز عقلی ہے بے اعتبار محض ہے اور اگر صرف بمعنی فرض محال ہے تو ارباب عقائد
جو کہ ہر طرح امور متحققہ سے ایسی فرض سے اجتناب فرض ہے ایسی محل میں کار برآری نہیں ہے کہ
کیونکہ میزان تنقیح میں لائق بافتسردگی ہرگز نہیں اسلئے کہ بعد ظہور نبوۃ حضرت نبی آخر الزمان صلعم
کہ جنکا یہ وصف خاص ہے جو بمعنی خاتم النبیین ہے اور دونوں وصف مذکورہ وارد قران شریف
میں لاحق وصف نبوۃ حقیقی ہے بطور حقیقت کے نہ بطور اضافت کی اور وہ زمان نبوت مذکورہ
دراصل ایک ہی زمان ہے ہاں اگر تفصیل ملحوظ ہے تو بلحاظ ۲۳ سال حیات شریف لغایتہ
اور تا قیام قیامت زمان بعد وفات شریف تو مضائقہ نہیں مگر یہ شبہ کہ اگر اور نبی
پیدا ہو خواہ ۲۳ سال مذکور میں خواہ بعد اوسکی قیامت تک تب بھی آپکی خاتمیہ میں فرق نہ آئیگا
بالکل لغو اور پوچ ہے قطع نظر خاتمیہ سے جو امر لاحق ہے استحالہ شرکت فی النبوۃ یا قسمت
ابتدائی مذکورہ ہمراہ وجود نبی حقیقی کے درحقیقت بلا تفصیل مذکورہ یعنی ۲۳ سال مذکورہ یا
مابعد اوسکی تا قیامت لازم آتی ہے اور اگر نبی ثانی نہیں تو وہ خاتم اعتباری اضافی

بھی نہیں مانند حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام کے استواء سطی کہ ایسا وجود اونکا
صورت مشترکت مذکورہ اور قسمت مذکورہ نہیں و الا تعریف خاتم اضافی مالغ نہیں یعنی استواء
کہ کوئی شئے لوازم اور خصایص یگانہ سے ہرگز پیراستہ نہیں ہوسکتی اور اپنی افراد کو اپنی
لوازم کی پیراستگی سے فائت نہیں ہونے دیتے اور چھوڑ نہیں سکتے اور ہر گاہ کہ
یہ امر بدیہی ہوا تو خواہ مخواہ جامع اور مانع ہونا چاہئے پس لغو ہوگئی تقریر عبارت دافع الوسواس
کے جو قائل ہوئی ہے صدق خاتمیت اضافیہ کو اوپر ذات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ
وہ عبارت مذکورہ خود قائل شرط نئی نبی کی ہوئی ہے تعریف خاتمیت اضافیہ میں اور
لزوم استحالہ خلاف قرارداد کا در صورت تسلیم خاتمیت اضافیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
خواہ قبل نزول از آسمان خواہ بعد ازاں بہر صورت علاوہ برین ہے اسلئے کہ قرارداد
خواتم ستہ ہے نہ خواتم سبعہ اور علی ہذا القیاس بموجب اس تحقیق کے یہ شبہہ اس قسم کے
سب لغو اور پوچ ہیں مثلاً یہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے پس اگر یہ مراد ہے
ختم نبوت سے کہ بعد ظہور ختم نبوت یعنی بعد ظہور خاتم النبیین تب تو صحیح ہے مگر یہ مفید
مطلب نہیں کہ ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ بعد اختتام نبوت تو غلط ہے اسلئے کہ یہ
نبوت خاتمیت مستمر ہے تا قیام قیامت کیا بلکہ بعد دخول جنان بھی اوسکو اختتام نہیں
مگر یہ امر مانحن فیہ سے لگاؤ نہیں رکھتا بخلاف امر اول کے کہ ظاہر ہے و ثانیاً اگر انتہاء
نبوت مراد ہے جو ہم معنی نسخ ہے تو باطل ہے کہ یہ سب امور خلاف عقیدہ اسلام ہیں
اور اگر یہ معنی مراد ہیں کہ ختم نبوت کیا معنی کہ اور تمام انبیاء کی نبوت بوجود و ظہور اس
نبوت خاتم حقیقی کے تمام ہوگئی یعنی اور کوئی نبی نیا نہیں ہوسکتا اور اور انبیاء قدیم ہیں
سے باوصف متصف ہونے اونکی کے ساتھ وصف نبوۃ کے انتہاء احکام و نکی شریعت
کا جو عبارت ہے نسخ سے تو یہ امر مسلم الثبوت ہے پس عکس مدعا اہل ادعاء لازم آتا ہے
کہ ظاہر و باہر ہے پس ایسی صورت میں بقاء زمان کو بعد وفات شریف خاتم النبیین صلعم

دربارہ وجود خود اتم ست کوئی علاقہ اوسکا دمفید مطلب نہیں لہذا یہ سب امور افوادر
بوجہ ہیں اور یہ ایک مطلب جو بطور تکیہ کلام صادر ہوتا ہے واسطہ اثبات مطلب بود
خواتم ست کی کہ حرص ہی کہ آپ رسانیں اس کہ یہ ہیں یا کسی اور زمین ہیں یا آسمان میں
کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور سلسلہ نبوت آپ ہی
پر ختم ہوگا فقط یہ اس تحقیق سے اور تمل اسکی سب بیخ برکندہ ہے اگرچہ فی نفسہ یہ تمہید بھی
کہ سب انبیاء آنحضرت صلعم کے طفیلی ہیں نہ بطور مطلب بالواسطہ فی العروض کے کہ اوسکا ازالہ
کا حقہ قسطاس مستقل میں کیا گیا ہے مگر یہ فرض بطور امر شرعی بین البطلان نہیں کہ تمامہ
قسطاس اس ہی مضمون سے متعلق ہیں اگرچہ بطور فرض عقلی یعنی تجویز عقلی ہو سکتا ہو
وہ معتبر ہے اور یہ قول کہ یا آسمان میں کوئی نبی ہو بطور استقرار ذیل العلامہ
میں واقع ہوا ہے وبا مبالغۃ تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ اسکو تو یقیناً کاذبۃ عقل جو عقل
سے بخوبی نہیں کرسکتی فافہم **قسطاس شصت و ششم** دربارہ ازالہ ترہات عبارت
رسالہ موسوم السیاسین لبصر المومنین فی رد قول الجاہلین تصریحاً وضمناً ہے جو مجموعہ دلایل
اوسکی سے ہیں اگرچہ اور اقاویل اباطیل اوسکی حدقوی صد حیا اوسکی کے ہو قسطاس
منضاء عموماً مستاصل ہیں یہ عبارت لبصر المومنین یہ ہے کہ ہم واسطے طالبین حق اور دیگر
اہل علم کے کچھ تفصیل کیے دیتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ النبیین میں لام استغراق
کے واسطے ہے تو آنحضرت صلعم خاتم جمیع طبقات کی ہونگی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نہیں
تسلیم کرتے بلکہ الف لام واسطہ عہد کے ہے اور مراد النبیین سے وہ ہیں جو حضرت آدم سے
لیکر آنحضرت صلعم تک ہوئی الغرض اس ہی طبقہ کلیا میں تھی اور یہ اگرچہ ایک احتمال ہے
لیکن باعتبار علم اصول کے یہ بات بہت قوی ہے تلویح میں ہے الاصل ای الراجح ہو
العہد الخارجی لانہ حینئذ التعیین وکمال التمیز ثم الاستغراق اب مستدل کو چاہیے کہ
استغراق ثابت کرے اور مویدات اسکی ہے جو کتب معتبرہ میں مرقوم ہے اول الانبیا

آدم علیہ السلام وآخرہم محمد صلعم فقط بس احقر العباد شیخ محمد تھانوی کہتا ہے جاننا چاہیے
کہ اکثر تسلط ہوگئیں خصوصیں قسطاس سے تو منقسم میں اسکی چرکٹ گئی لیکن تاہم مختصر سناچاہئیے
کہ فی الحال تو الف لام خاتم النبیین میں استغراقی ہی نہیں ہے کہ ظاہر ہے کہ خود آنحضرت
ہی تو نبی ہیں اور وہ اس الف لام سے خارج ہیں ورنہ خاتمیۃ الشئی لنفسہ لازم آتی ہے
اور مطلب اضافتہ لغو ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر لفظ النبیین جو واقع فقرہ ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین آیتہ خاتمیتہ میں ہے الف لام مذکور واسطے عہد کے نہیں بلکہ واسطے استغراق
کے ہے جسپر دلایل قطعیہ نصوص قاطعہ سناپہ اندازیں چنانچہ خود وہ دلیل جو ہو مطلب
مدعی اول الانبیاء آدم وآخرہم نبینا محمد صلعم ہے وہ ہماری ہی مطلب کی موید ہے
اسواسطے کہ لفظ الانبیاء میں الف لام عہد کا نہیں ہوسکتا بوجہ لازم آنے مصادرۃ
علی المطلوب کے یعنی دعوی عین دلیل ہے کہ دعوی اور دلیل میں موتوعین الف لام عہد کا
ہے اور یہ ضرور ہے کہ دلیل اجلی اور اوضح ہو دعوے سے یہ اولی امر ہے واسطے اغیار
ہمراہی کے دعوی اور دلیل میں جو مانع ہو مصادرہ وغیرہ سے اسواسطے کہ عبارت
مذکورہ کتب عقاید میں کوئی اسکا قرینہ نہیں الف لام عہد پر پس ہردو متساوی الاقدام
ہو کر متہافت ہیں پس متعین ہے مانحن فیہ میں لام استغراق کا اور قطع نظر اس سے جو اور
استحالہ لازم آتے ہیں وہ علاوہ ہیں از انجملہ اگر مراد انبیاء طبقہ ارض علیا ہے ہوں تو
پھر طبقات سافلہ میں بشرط ضرورت انبیاء اول نبی جو آدم کر ملقب ہوئی کتب عقاید
میں یہی آدم طبقہ ارض علیا میں یا کوئی ہی نہیں یا اور کوئی بھی جو رافع ضرورہ ہو
اگر کوئی نہیں باوجود صف ضرورۃ کے تو یہ امر شرعا باطل ہے با کار روائی اور نقل ہے
لہذا نفی تحقیق صاحب تفسیر کبیر کی جو قول معتبر ہے اس جا بیان چنانچہ تکمیل الایمان وغیرہ میں بھی ہے جیسا کہ
معلوم ہوگا گو وہ بھی تحقیق تفسیر کی نہیں ہیں کیونکہ قدر علم محمول تخصیص لغتہ نہیں اور لعوی
ہے اپادوسرکی نسبا بین ضرورہ سے علی ید اللہ باس

عبارت مذکورہ سے بالکل برخلاف تصریح جمہور اہل حق کیا بلکہ اہل قبلہ سے عقیدہ اسلام
نہیں پس قطعاً تعذر پایا گیا عہد سے پس تعین ہوا استغراق فافہم ورنہ بعید قاب ہونے
کی بات ہے از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ علی ہذا القیاس تصریحات جمہور مذکور
استغراق پر ہیں کوئی صراحۃ عہدیہ نہیں پائی جاتی اور بصورت عہد خلق طبقہ علیا پھر
ضرورت مثل آدم علیہ السلام ہوگی منجملہ خلق مذکور تو عہد در عہد بغیر تکرار حرف عہد بلا قرینہ
قویہ لازم آتا ہے اور یہ امر خلاف بنا اعتراض ہے یہہ سب امور بین البطلان ہیں
ورنہ عام خلق طبقہ ارض علیا بنی آدم وغیرہ از قسم موالید ثلثہ مراد ہوگی سمجھنا مفید
مطلب ہماری نہیں ہے بلکہ تحت رسالت موصوفہ اور بنی آدم قطع نظر بنی الجان
سے تا غیر ذوی العقول طبقہ ارض علیا بھی نوبت رسالتہ موصوفہ پہونچی وہ داخل شرف
ہوئی بطور حیف ہے کہ اس شرف سے ذوی العقول طبقات سافلہ محروم رہیں اور پھر لفظ کافۃ کہ
جسکو موضوع ہے واسطہ احاطہ تامہ کی کہ کوئی فرد اوسکی احاطہ سے فائت نہو کہ جامع
ہے فوت ہونے سے ہر ایک فرد کو بلا تخصیص اس طبقہ ارض علیا کا جز ناس طبقات سافلہ
میں بھی تو ہیں کیا ضرورت رہی ورنہ وہ لفظ کافۃ ناقص ہوا جاتا ہے یا قلب موضوع لفظ
کافۃ کا خلاف تمام اہل لغت و ہم اہل اصطلاح کے قائل ہونا چاہیے اور تخصیص ناس ہی درباره
رسالت کافۃ باوجود دخول جنات کی اوسمیں اور شمول اونکی کے واسطے اظہار شرف
رتبہ ناس ہی محل مطلب نہیں پس یہ استدلال قطعاً فاسد و باطل ہے اور اگر خلق سے
فرد کامل یعنی بنی آدم جو اشرف الخلق ہیں مراد ہے تو کوئی وجہ تخصیص بنی آدم طبقہ ارض علیا
نہیں پائی جاتی اور تخصیص ایسی ہوتی ہے جیسا **قولہ الخ** یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم قل
یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض جو موکد ہے
ساتھہ لفظ جمیعا کے واسطہ ازالہ اس قسم کے اوہام کے پس قطعاً عموم ناس جمیع طبقات
مراد ہیں بالاتفاق سب کو شامل ہے انبیاء اور غیر انبیاء بحکم رسالت کافۃ حسب اندراج

پہر جلسہ ایک اور شفاعت کبریٰ جو عبارت ہے نجات دہی تمامہ خلق سے کہ جسکی بنا تمام
تمامم انبیاء علیہ السلام بوجہ القیامۃ بدست خاتم النبیین صلعم سپرد کرینگی جو ظہور ہے
تقیۃ عامۃ کا جو شامل ہے کل افراد لایق الشفاعت کو بلا تخصیص اور دقیقہ علیا صاف
نازک ہے واسطے عموم تقیۃ لا کہ کے ورا تخصیص شفاعت جو عبارت ہے شفاعت
صغریٰ سے جو اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واسطے اپنی اپنی امت کی علی قدر
المراتب اور نیز واسطہ امت محمدیہ کے خیال ہیں اونکی شفاعت بمالگی مثل علماء و شہداء
وصلحاء و حفاظ وغیرہ جو ثابت بالنصوص ہے واسطے حضرت خاتم النبیین صلعم لازم
آتی ہے پہر کیا معنی موجب افتخار ہے اسواسطہ کہ شفاعت قاصرہ موجب افتخار [illegible]
نہیں اور یہہ شبہہ کہ ہرگاہ ہر ایک اپنی اپنی امت کے شفیع ہوئی تو پہر آنحضرت صلعم کی عموم
تقیۃ کیسی مقصود ہوسکتی ہے نا بطور زائل ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کسواسطہ کہ ہر ایک فرد کے
ہاتھ واسطہ نجات شریف خود متکفل ہوں یہہ امر تو واسطے اپنی امتہ کی ابھی نہیں مراد ہی
بلکہ مراد اس سے عموم لیاقت و شیوع صلاحیت شفاعت مراد ہے کہ جسکی بدولت اور
انبیاء لے بھی یہہ رتبہ شفاعت واسطے نجات اپنی اپنی امت کی حاصل کیا یہ ہی معنی
اور مطلب شفاعت کبریٰ ہے یعنی ہرگاہ بڑی بڑی انبیاء و مرسلین اولو العزم دست
بردار ہونگی تو آنحضرت صلعم کس جا کہ خلق سے عموما سب کو اپنی شفاعت سے نجات دلادینگی
پہر بعد گرہ کشائی کے اور انبیاء و مرسلین بالخصوص اپنی اپنی امتہ کے جرائم مخصوصہ سے
بذریعہ شفاعت اپنی کے نجات دلاوینگی پس یہ مطلب قرآن و حدیث سے توافق کران
مخصوص تو سکی برخلاف ہے فافہم از انجملہ مثلاً حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ یہ کلام
محل مدح اور ثنا اور افتخار میں صادر ہوئی ہے اثر اوسکا ظہور اور غایۃ اوسکا شفاعت کبریٰ
ہے جو روز قیامت ہوگا علی رؤوس الاشہاد بر سر مجمع اولین و آخرین مخلوق تمامہ طبقات
کیا یا کہ یہ ساری مخلوق خدا حاضر ہوگی پس لضرورت عہد حسب مزعوم زاعمین تخصیص

شفاعت بنسبت افراد طبقۂ اعلیٰ کے لازم آتی ہے جو صورت جنت خاص ہے
اصلی کہ ثابت اور ظہور جو بتقلید فرع سمجھا جاتا ہے دلیل ہوتا ہے اوپر اصل کے اور مقصود
اصلی جو مدح اور ثنا ہے کامل ہے وہ فوت ہوتا ہے کیونکہ مدح اور ثناء کامل بدون احاطہ
شمائل جمیع افراد خلق مشتمل بہم خصوص ایسے صاحب رتبہ کی جسکی شان خاتم حقیقی
اور شفیع اکبر ہے جو شفیع عام و خاص ہے جسکا کوئی ہمسر نہیں مدح اور ثنا نہیں بلکہ
کم اور نقص ہے اسلئے کہ غیر مستوعب ہے اور مخالف نصوص قرآنی اور اخبار ہے از انجملہ
حدیث آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر واقعی طور پر صادق ہے نہ بطور
مبالغہ مشروعہ جیسا کہ غیر مشروعہ بدلیل التصریح بلفظ ولا فخر اسواسطے کہ لفظ لوا مع محاورہ
طور پر مشہور ہے شامل ہے جملہ ماتحت کو جو طبقات سافلین ملکیہ یا ماتحت الثریٰ اور نیز
مافوق کو بھی درصورت ضرورت شفاعت بنسبت اونکی اور ظاہر ہے کہ روز قیامت جمیع
مخلوقات مشہور ہوگی جو داخل لفظ دون ہے سب کو حالت منتظرہ شفاعت رسول مقبول
علی حسب المناسب ہوگی یہ بھی معنی ہیں اسپر لوائی کے یعنی کسیکی مجال ہنوگی تب کسنائی کی
اسی باب میں تا وقتیکہ مقام بیت الحمد میں آپ تشریف فرما ہو کر سات رات دن محامد رب
میں جو ملہم ہونگی اس قدر جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے مشغول ہو کر فارغ ہونگی پس جبکہ
امت اجابت ہوگی علی حسب المناسب المذکور تمام مخلوق سے بطور تحقیق مذکور کیونکہ امت
ہر نبی کی بطور تحقیق مذکور گویا امت آنحضرت صلعم ہے سے وہ بطفیل خود فلاح ہوگی
بدرجہ ہر شفیع متوسط کے اور جو کہ امت دعوۃ ہوگی وہ مخلد بعذاب ابدی رہیگی معاذ اللہ
منہا ثم معاذ اللہ منہا اللہم اغفرلنا ثم اغفرلنا آمین ثم آمین پس صحیح ہو گیا مطلب اور مضمون
تحت لوائی کا سبکو شامل ہو کا منتظر توقع و امید فلاح آئندہ کامیابی اور غیر کامیابی تقدیریہ سبکا
امر تقدیری سابقہ ازلی ہے پس خوب جاننا چاہیئے اور پہچاننا کہ سب کچھ مربوط اور
زیر لوائیہ خاتمہ ہے اور رسالۃ کاملہ جو علی قدر المراتب اور علی حسب المناسب سبکو

شامل ہے انبیار اور غیر انبیار کو بلکہ تمامہ کائنات کو بحسب حال اونکی کہ جسکا منشار
قولہ تعم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہے پس باوصف اپنے رتبہ اور شان کے
تخصیص لغنیۃ اور تخصیص خاتمیۃ ساتہہ طبقہ عالیہ ارض علیا یک لخت خلاف روتیہ دین اور
وتیرہ عقل و آئین سا ہے سوای تیرہ عقلی اور کور ذہنی کے اور کچہہ نہین سمجہا جاتا فقط
واللہ اعلم **قسطاس شصت و ہفتم** ازانجملہ بموجب مزعوم زاعمین اگر لام لفظ النبیین
آیہ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین للعہد مختص کیا جاوی ساتہہ انبیار
طبقہ ارض علیا کے تو انبیار طبقات سافلہ مبشرین اور منذرین نہونوں اسواسطے
کہ حال از قبیل قید ہوتا ہے جو مفید ہوتا ہے احتراز کو غیر سے جو باعث خصوصیۃ ہے
یعنی یہ ہر دو وصف بشارۃ اور نذارت دراصل خاصۃ لازمہ ہے انبیار کا اگرچہ ہر گا
بطور پیروہ غیر انبیار سے بہی تبشیر اور انذار ہوتا ہے اور بموجب مزعوم مذکور خاصۃ
اصلی انبیار طبقہ علیا ہی کا ہے اور اس مفہوم مخالف کی اعتبار کرنے کو کہ انبیا طبقات،
سافلہ مبشر اور منذر نہین جو کہ شایع ذایع ہے کوئی امر مانع نہین اور بالفرض اگر مانع
ہو تو بدلیل مزعوم زاعمین جو دیہہ نفس مزعوم ہے مانع نہین اسلئے کہ قید کا مطابق
مقیدکی ہونا ضرور ہے یعنی حال اور ذوالحال کا درباب تخصیص وتعمیم پس گویا مرادیہ ہے کہ یہ
ہی انبیار معہودین مخصوص ہین ساتہہ اس وصف مذکور کے لا غیر فافہم پس اگر کوئی امر مانع بہی
ہوتا قطع نظر اس سے کہ جزئیات وکلیات مین اعتبار مذکور منتفی ہے یا نہین پس وہ بوجہہ
استثنار اس جزئی خاص کے کلیہ سے تائید اس کلیہ ما من عام الا وقد خص لسنہ البعض جو
اکثریہ ہے مانع نہین ورنہ بہر نہایۃ کا ریہہ عذر ہے کہ نص ساکت ہے وصف تبشیر اور
انذار سے بنسبت انبیار طبقات سافلہ کی الیتہ تا وقتیکہ ثبوت ہر دو وصف بوجہ واسطہ
انبیار طبقات سافلہ ثابت نہو کسی دلیل ایسی ہی نص سے یا دست برداری ہو ثبوت خاصّہ
لازمہ ذوات حضرات انبیار علیہم السلام بعض افراد اونکی سے اور قبول ہو انفکاک خاصّہ

صرف بلفظ رحمۃ للعالمین کے تعبیر فرمایا بدون کسی ایسی لفظ کے جو سہم ہو یا بلفظ البشیر اور نذیر کے پس واضح ہوگیا کہ بعثت آنحضرت صلعم کی حسب اندار ہر مخلوق کے تمام مخلوق ہر قسم کو ساری خدائی میں شامل ہے چنانچہ قصہ ستون حنانہ اُنین اوسکی یعنی آواز شبیہہ گریہ بچی کے اور تسلیہ آپکی بہ نسبت اوسکی وقت خطبہ منبر سے اوتر کے سب ہی نے پڑھا لکھا ہے خصوص جو علمار خادم حدیث شریف ہیں پس واضح ہوا کہ ان دونوں آیتوں میں ہرگز تعارض نہیں فافہم ولا تو ہم انا انجملہ علی ہذا القیاس تعارض کا دعوی کیا ہو حدیث بعثت الی الخلق کافۃ میں اور آیہ یا ایہا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا الذی الآیہ میں بوجہ مذکور اور بوجہ اسکی کہ ناس لائق خطاب اور جواب کی میں باقی اور سب افراد کو حسب لیاقت اونکی بہرہ فیضیابی رسالۃ کافۃ ہے اور رحمۃ عامۃ تامہ سے حاصل ہے پس در صورت لام عہد مذکور الناس میں اور العالمین اور الخلق میں اور ماسوای اسکی ایسی مواضع میں شرف رتبہ خاتم النبیین صلعم ہرگز نہیں کیونکہ یہہ قابل اس نصاب کی نہیں کہ ہم وزن و ہم پلہ بعثۃ عامہ اور رحمۃ تامہ ہو چہ جایکہ دعوا مثل دو بازو طایر بعثۃ خاتمیۃ میں کہ بدون ایک کی ہی قابل پرواز نہیں فافہم و لقمیتہا شہزاد پر ہے اور قطع نظر اس سے شرط میں رتبہ عالیہ کی جو موعود ہو بوعدہ الہی جلشانہ بصیر تجات بینات سے ماثبلا یات و اخبار و آثار و اتفاق امۃ ہے او یشکر ہے یہ کہ ہر گاہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہ صفا اولوالعزمی کے بہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور دعوت ہوا کہ جسکی سبب سے تمام مخلوق غرقاب ہوئی سوای بیاشی تن او خیلا استقوان بہایم او چند وحشت کہ جسکی سبب سے نجات نہ پائی سابق مطلب رحمۃ للعالمین کا تو یہ حال ہوا علی ہذا القیاس بعہد حضرت آدم چند ان نوبت امتحان بسبب قلت افراد بنی آدم و قلت احکام نہ پہونچی تا انکہ اولوالعزم انبیاء میں سے نہے اگر پہونچی تو بالاتر فراخور حوصلہ اور استعداد سے دنیا کا ہم دستی سو ظاہر ہے کہ حضرت نوح کی اولوالعزمی کو ہرگز ہرگز بدلیل شرعی قوۃ له القوم

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل پہونچی اور تشبیہ کا صبرین جو اس خطاب فاصبرین ہے
نفس صبر غیر مکیف میں ہے محل مقصود نہیں علی ہذا القیاس اعدا انبیا ماتحت کا حال کہ
اکثر امم اونکی ہلاک و تباہ و برباد ہو گئی کو پہونچی **قولہ تعالی** فمنہم من خسفنا بہ الارض ومنہم من
اغرقنا ومنہم من ارسلنا علیہ حاصبا الایہ اور بعض امتہ مبتلا بلا مسخ کریمہ وجعلنا
منہم القردۃ والخنازیر مشہور ہو کچکی معاذ اللہ منہا بخلاف اس امتہ مرحومہ کہ جو بلقب
رحمۃ للعالمین ملقب ہے اوس ہی رحمۃ اور مقبولیۃ تامہ رسالت کا قد کا ظہور ہے
وغیرہ ایات کریمہ قد فلت من قبلہم المثلات یہ آیات قطع نظر اہل عرب و اہل ہند کے تمام
دنیا و دین ہی تو دیکھی پڑھی سنی گئی ہونگی اور لفظ لام العالمین میں واقع آیۃ تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا اصلی استغراق کے ہے بدلیل
انزال لفظ نذیر کے اور ترک لفظ بشیر کے تاکہ انذار شامل ہو جاوے امتہ دعوۃ
کو بھی اور جملہ مخلوق کو بھی حسب اندازہ سرشت اوسکی کے بدلیل کریمہ وان منہا لما یہبط
من خشیۃ اللہ اور کریمہ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ
اللہ اور حدیث شریف دربارہ ندا جبل جبل دیگر کو ہل مر بک رجل ذکر اللہ الحدیث
جو کہ یہ مضمون متواتر پر نوشتہ ہے اوس ہی آیۃ رحمۃ کا یعنی وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین کا اور علی ہذا القیاس لفظ العلمین کا اکثر جا نازل ہے قرآن شریف میں
مثلاً الحمد للہ رب العلمین میں اگر موافق مزعوم زاعمین لام عہد ہو استغراق نہو
تو لازم آتا ہے کہ یہ مدعو بعض افراد کا رب نہو اور وہ اوسکی مربوب نہوں
یا ذی العقول طبقہ مرتفع علیا ہے کا رب ہو اور وہ ہی اوسکی مربوب ہوں اور کائنات
کو نی اور سہوا کو کوئی بھی نہو یا نہ کہ لازم آیا یا پیدا لیس بعض مخلوقات بغیر خالق اور رب کے جو محتاج ہے
خالق اور رب کے ایسین رہ گئے اسے پیدا ہوئی لیس معلوم ہوا کہ یہ امر علی العمیا کو دیا قائم
اندازہ نہیں بلکہ دو وسطی اسکی میزان ہے وہ قرائن شرعی ہیں اور شہر قرائن عقلی

بھی اونکی ساتھ منضم ہو جاوین بعض صورتین عقلی حسب قابلیتہ مقام تا کہ استحالجات
شرعی وہم عقلی بھی اسی شرعی لازم نہ آجاوین مانند **قولہ تعالیٰ** اصطفیٰک علیٰ
نساء العالمین مین جو کہ حضرت مریم علیہا السلام نازل ہوئی قرینہ شرعی قایم ہے
لہذا الف لام واسطے عہد کے ہے وہ معہود اہل زمان مریم علیہا السلام ہین باتفاق
مفسرین تا کہ لازم نہ آوی فوقیت اوپر بنات آنحضرت صلعم کے اور اوپر اون
ازواج طاہرات کی جو دار دنیا مین ازواج ہوئین اسلئی کہ حضرت مریم علیہا السلام
داخل سلک ازواج دار آخرت مین ہونگی نہایت کار یہ ہے کہ ہمسر اور ہمرتبہ ازواج
طاہرات ہوں فائق لوگون سے ہون بکریمہ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان
جیسا کہ نساء اس آیتہ مین معہود ہین نساء طبقہ ارض علیا کے بلکہ تم ان سے فائق ہو
مانند العالمین مذکور کے محتمل ہے کہ مریم علیہا السلام سے ازواج بنظر مذکور فائق ہون
تا ہمسری مین تو کلام ہی نہین بخلاف حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بموجب حدیث شریف
بخاری شریف کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا آسیۃ و مریم بنت عمران و
فضل عائشہ علی سایر النساء کفضل الثرید علی سایر الطعام ظاہر ہے فضلیت حضرت
عائشہ رضہ کی اوپر حضرت مریم کی اور عموما کریمہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس مین جو کچھ
سلطف فضیلت ہے وہ ظاہر ہی پس عقلا و نقلا فضیلت واضح ہوگئی لہذا ضرور اور واجب ہوا
لام عہد جاننا اس آیتہ مین علی ہذا القیاس فضیلت حضرت خدیجۃ الکبری اور حضرت
فاطمۃ الزہراء مین جو کچھ آیات واخبار و آثار عموما و خصوصا وارد ہین سو وارد ہین مخفی نہین
اور ہر چند حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی آخرت مین ساتھ ازواج مطہرات مین
داخل ہونگی تب بھی حضرت عائشہ رضہ کی فضل کو نہ پہونچین گے بدلیل کریمہ کنتم خیر امۃ
اسلئی کہ اول تو دو لون یہ زمرہ خیر امتہ سے نہین دویم یہ کہ حضرت عائشہ کی حق مین
حدیث فی سرقۃ من حریر موجود ہے بخاری شریف مین کہ پارچہ حریر مین حضرت صلعم

کو دکھایا کہ انبیین اور کہا گیا کہ ہمارا ردِ جتنا بھی فی الدنیا والآخرۃ اور اختلاف فضیلت بھی کسی کا لحاظ ہر رتبہ
سوائے حضرت مریم امر کوئی بھی عورت نبی نہیں ہوئی اور ذکور شرف دار ہیں حاصل یہ کہ تخصیص زمان مذکور مناسب طبق شرف حضرت
نور علیہ السلام ہم بدل کر نسبتی سے زجاجہ ہے مرکب تو ان تا ختتن یہ زجاجا سیرا بیدانہ اختق

۴ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد **قولہ** علی حسب القابلیۃ لتمام من نور ان نوار ہا
فالمطلق المجرد عن الدلائل یحمل علی الادنیٰ لانہ متیقن فاذا وجدت الدلائل کالنیۃ وغیرہ یحمل
علی الکل کذا فی الکشف ۱۲ فافہم لیس تحقیق وتعمید کلمہ لام النبیین مذکورہ آیات کے ساتھ
طبقہ ارض علیا کے ہرگز نہیں جا بہنی تعمیم ضرور ہے اور واجب فتنبہ ولا تغفل فقط

اور علیٰ ہذا **قولہ تعالیٰ** و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم الآیۃ پس حسب مزعوم
زاعمین بعض انبیاء اخذ میثاق سے فائت ہوں تو کیا شرف رتبہ ہے خاتم النبیین
طبقہ ارض علیا کا اور انبیاء طبقات سافلہ خود تم ستہ وغیرہ محروم رہیں حصول شرف رتبہ
تصدیق خاتم النبیین طبقہ ارض علیا صلعم سے یعنی مستحق یہ ہنوال یعنی وہ جو کہ انکی
ساتھ ہے کتاب اور حکمۃ سے بے بہرہ ہی اور بے ختام اور نیز محروم رہی انبیاء مذکورین
شرف ایمان لانے سے ساتھ خاتم النبیین صلعم طبقہ ارض علیا کے حالانکہ یہ خلاف
عقیدہ ہے اسواسطے کہ کوئی نبی نہیں جو بایں گرحقیت نبوۃ ساتھ گری کے ساتھ ایمان نہ رکھتی
ہوں اور نیز محروم رہے شرف رتبہ نصرت اور اعانت نبی آخر الزمان خاتم النبیین
صلعم سے علیٰ ہذا القیاس اقرار سے اور اتمام شہادت سے اور جو مقتضا آیت ہے ہر کارہ فقط
ثم جاءکم رسول مصدق بعد لفظ میثاق النبیین نے نظم قرآن میں تو ثابت ہوا بعد
استغراق النبیین یا رسول مصدق کا ساتھ ترتیب زمانی بالمہلت کی جو کہ مقتضای ہے
لفظ ثم کا اور مصداق اسکا یعنی مہلت کا ایام فترۃ ہے جو بعد زمان ارتفاع حضرت
عیسیٰ علیہ السلام رہے تا بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم تو ثابت ہوا کہ خاتم النبیین صلعم

سب انبیا رسی متاخر الوجود ہین ساتہہ تاخر زمانی کے نہ مکانی کی اور نہ باعتبار صرف
شرف رتبہ کی جیسا کہ توہم ہوا بعض فضلا کو جو فوقیت دیتی ہین شرف رتبہ کو اوپر شرف
تاخر زمانی کی بلکہ فی الواقع شرف شرف زمانی ہے بالاصالتہ بسبب امکان مجامعتہ
ہر دو رتبہ کے پس کچہہ ضرورت اور احتیاج نہین طرف تفرد شرف رتبہ کی بلکہ موقوف
ہے مقصود اصلی کو جو شرف تاخر زمانی ہے اگرچہ فی نفسہ شرف تاخر زمان نہین مگر
ہرگاہ معتبر شرعی ہوا بطور ظرف مظروف اور شرط مشروط جو یہہ ہیئت ترکیبی ملازمتہ
غیر منفکہ ہے بدون اوسکی ظہور اوسکا نہین کہ جسکی ساتہہ خود صاحب رتبہ نے افتخار
اپنا کیا نحن الاخرون السابقون جسکا شاہد ہے تو شرف رتبہ جو اصل تہا وہ بغیر
تاخر زمان کے خود نا معتبر ہا فافہم پس یہ قول کہ جائز ہے کہ یہہ خواتم ستہ طبقات
سافلہ پیشتر وجود خاتم النبیین طبقہ ارض علیا سے صلعم گذر چکی ہون اور تابع شریعت
محمدیہ ہون باطل ہے بموجب اس فقرہ لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ کے اسلئے کہ اونکی ساتہہ
کتاب اور حکمۃ یعنی دانش جو جزو اید پر اصل مطلب کتاب ہے ثابت ہوئی کسیکی پاس دونون
اور کسیکی پاس ایک ان دونون مین سے پس ثابت ہوگیا کہ وہ خواتم ستہ مزعومہ بہی ذیل
انبیاء گذشتہ مین داخل ہوئین تو جیسا کہ اور انبیاء علیہم السلام گذر چکی اپنی اپنی کتاب اور
حکمت کے ساتہہ اور خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم مین کچہہ دخل نہ رکہتی تہے ویسی خواتم ستہ
بہی گذر چکی اور کچہہ دخل نہ رکہتی تہی خاتمیتہ مین نہ حالاً نہ مالاً نہ حقیقتہ نہ اضافتہ اسلئے
کہ زمانہ ماضی کے زمانی زمان حال اور زمان استقبال کے زمانیون کے ساتہہ ہرگز
مجامع نہین ہوسکتی قطع نظر اور استحالات شرکت وقسمت ابتدائی مذکورہ قسم اول ہیولا النفہ
ہے کیونکہ یہ استحالہ تو متعلق ہے بوجود خواتم ستہ زمان عطف حال خاتم النبیین لہم مین جو کہ
معتبر بزمان حیات ہے اور زمان عطف استقبال جو معتبر بزمان بعد وفات شریف ہے
سو وہان تک اس صورت مین نوبت ہے نہین پہونچتی جو قابل اعتذار اور باعث توجیہہ

اور لایق بحث سوا باقی رہی یہ بات جو بطرا ہر عموم زاعمین ہے کہ یہ نسبت اپنی انبیاء ملتبعہ
کے خاتم ہونی کی یہ لقب خاتم اضافی عقلاً صادق آتا ہے لہذا ہم اطلاق کر سکتے
ہین کہ خاتم اضافی اگرچہ زمان ماضی مین بہ نسبت زمان خاتم النبیین صلعم گذشتہ چکی
ہون یا کسی زمان عین ہون اول تو یہ تخیل بشرق تاخر زمانی جو عنقریب گذرا کافی ہے
ورنہ اونکی جوابات بایدو شاید قسطاس سابقہ مین معین مثل گذر چکی ہا انجملہ مسئلہ
اصول لابد لصحۃ الاطلاق الشرعی من الاذن الشرعی اور اگر ہوا خواہی مزید تحقیقات
ہے قسطاس سابقہ مسئلہ کو بغور انصاف ملاحظہ کامل کرے تا مزید کشف حقیقت حال
ہو جاوے حفظ قسطاس ششصت و ہشتم لیس جب کہ ایک جملہ کا محل تفصیل عبارت
نصر المومنین مذکور کا حال کہل گیا اسیطرح جملہ تیسری کا حال کہلا جاتا ہے جو جملہ
تیسرا یہ ہے کہ قرآن مجید مین مذکور ہے انی فضلتکم علی العالمین اور تبارک الذی نزل
الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور اکثر جگہ لفظ العالمین ہی جمع ہو کے
الف لام استغراق کے تخصیص کی ہے لیس یہہ کہنا کہ نص قطعی کے یہ خلاف ہے
بجز جہالت کے کیا تصور کیا جاوے حیطرح معلوم ہوا کہ زاعمین مرحوم نے تسلیم کیا
الف لام النبیین کو بہی واسطہ استغراق کے اگرچہ بطور استغراق اضافی کے
کہ مال کار راجع ہے طرف عہدی کے چنانچہ قسطاس آئندہ مین اوسکا حال کہل جاویگا
اور تسلیم مذکور بوجہ تمثیل علی العالمین واقع آیۃ انی فضلتکم علی العالمین اور للعالمین نذیرا
واقع آیۃ تبارک الذی نزل الفرقان الایۃ کی ہے مگر بعد تسلیم استغراق پہر
رجوع کیا اوس سے طرف تخصیص کے بطور معہود خارجی کے بسبب ان دونوں کے
یعنی علی العالمین اور للعالمین مذکورین کی تمثیلا و سطی ہو پہنچا ان حکم ان خرمنیا تا کی
طرف جمع النبیین کے منجانب علت علاقہ تشبیہہ و تمثیل حالانکہ فرق او تمیز کی
تباین ان دونون جزئیون مذکور علی العالمین ہی یعنی العالمین اور للعالمین مذکوران

مین جیسا کہ فرق بیّن مذکور ہو چکا یعنی قرائن شرعی ہم منضمہ بقرائن عقلی اور ہو گا کہ بدلیل قرینہ مذکورہ حال ایک جبال تمثیلی کا کہ جسمین علاقہ تمثیل و تشبیہ موجود ہے معلوم ہو چکا کہ وہ واسطہ استغراق کے لازم اور واجب ہے ویسا ہی دوسرے جبال متصف بعین وصف کا بھی حال ایسا ہی ہونا چاہئے بخلاف اس جبال کے کہ سلک علاقہ تمثیل و تشبیہ مین منسلک اور منخرط ہی نہین مانند العالمین واقع آیۃ انی فضلتکم علی العلمین مین ای علی عالمی زمانہم کما فی البیضاوی بحق بنی اسرائیل نازل ہے اور انی اصطفیک علی نساء العلمین ای عالمی زمانہا بحق مریم علیہا السلام نازل ہے بلکہ یہ دونون جمع ہائے مکسر تمثیل مین کیونکہ علاقہ تشبیہ متحد ہے یعنی قرینہ شرعیہ باعتبار نزول کہ شان خاص کہتی ہین وہم باعتبار مزاحمت عقیدہ اسلام مستخرجہ از نصوص قطعیہ قرآنی اور احادیث واجماع امت دربارہ فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم و نیز دربارہ فضیلت حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت فاطمۃ الزہرا رض کما مر عنقریب غیر بعید او قطع نظر اس سے تا آنکہ متقابلہ امم سالقہ بمقابلہ امتہ اجابتہ حضرت خاتمیتہ مانند کریمہ کنتم خیر امتہ ای خیر طریقہ اخرجت للناس الآیۃ جو کہ نازل ہے بحق امتہ محمدیہ خیر الامم کے باتفاق مفسرین یا بیا اپنے اوصاف جبلہ کو از قبیل جہل وغیرہ نسبت کرنا صاحب مرغوب المسلمین کی رد قول الجاہلین کا طرف اور علماء کے بجز اس قول شاعر کے کیا تصور کیا جاوے

خوشتر آن باشد کہ سیر دلبران — گفتہ آید در حدیث دیگران — ایسے الفاظ گر یہ ذات مناظرہ صحیحہ سے دور ہے از قبیل مشاغبہ کیا مسابئہ و مشاتمہ ہے تا بہ مقاومت ایسے مناظرہ کے کسکو حاصل کریمہ لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کریمہ انہ لا یحب المستکبرین حدیث شریف من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء ادخلہ اللہ النار وارد ہے کریمہ وجادلہم بالتی ہے احسن وکریمہ ادفع بالتی ہی احسن

الخ **قولہ النعم** نقل ایہم فی التسہیم دولا بلیغا اگرچہ خواہ اداء مضمون از قسم ذیل تطویل
ہو تو بالفاظ حسن و شائستہ ممکن ہے غرض از مطلب جاہیئی اور نہ کسی تفسیر کا در بارہ
حوالہ دہی اکثر تفاسیر اور نہ اہل تفسیر کا اس عوی ہو نے الف لام عہد کے العالمین

ہین جو واقع ایۃ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ہے
نشان دیا **قسطاس شست و نہم** وجملہ دوسرے کا بھی جواب اس ہی
جواب سے حاصل ہے کیونکہ اسمین بھی تسلیم ہے نسبت الف لام استغراق کے
لیکن فقرہ نظیری بطور نشا ، استدلال کے جو سا در ہوا ہے کہ یہ لن ترانی مناظرہ
ہمارگی اہل التسنن اعداء اہل التشیع اور معتزلہ میں البتہ وہ امر تحقیق طلب ہے حقیقت
سپرد قلم ہوتا ہے اور وہ دوسرا جملہ مذکورہ عبارت الغرالمومنین یہ ہے
کہ ہمنی تسلیم کیا الف لام استغراق کے لئے ہے لیکن استغراق بہ نسبت ایام کے
عالم کے ہے دیکھو لن ترانی سے معتزلون اور شیعون نے استدلال کیا کہ لن
تابید او ہمیشگی کے لئے ہے پس دیدار خدا کا آخرت مین بھی کسی مسلمان کو نہوگا
اہل سنت نے جواب دیا کہ بر تقدیر تسلیم تابید سے مراد ہے اس ہی عالم کا اسیطرح
استغراق بھی بہ نسبت بعض چیزون کے قرآن و حدیث مین مستعمل ہے فقط —
پس جاننا چاہیئے کہ یہ وہی استغراق اضافی ہے جسکی انکشاف حال کا وعدہ
کیا قسطاس سابق مین استغراق اضافیہ بلا منشاء اور بغیر صریح دلیل شرعی عدہ
قرینہ قطعیہ جو قائم مقام صریح دلیل ہے تو اسکل خمیر مایہ سترہب فرعومہ ہے جسکا یہہ
تمام فساد بپا ہے اور قلع قمع اوسکی سب قسطاس ہین بخوبی ہوئی ہے اور نا جانیئے
منافی استغراق اور چیز ہے اور منافی تابیدلن اور چیز لیکن قیاس کرنا استغراق کو اوپر
تابیدلن کے امر فارق اور مغایر ہے اسواسطے کہ استغراق بہ نسبت جمیع افراد ہوتا
ہے بلا لحاظ تخصیص کسیہ زمان زمنہ لمنہ سے ایجابا یا نفیا اور تابیدلن بہ نسبت استمرار

حکم نفیا ہوتا ہے زمان مستقبل مین کسقدر تفاوت ہے اور بالفرض اگر یا جتہ اع
جملہ استغراق اضافی ہے تو استغراق ناقص ہے جو مغیا ہے ساتھہ غائیہ یا قصر
کے یہ شان استغراق نہین بلکہ از قبیل مر معہود ہے جو کہ ما نحن فیہ ہے اسیسیل
اوسکی مسدود ہے جیساکہ گذرا خواہ مخواہ وریل ہونا امر بمعنی کے جو فضول
ہے مگر ان صاحبونکو ایک نہ ایک مزعوم چاہیے خصوص اضافی بلا ضرورت بلا منشا
اضافتہ یا ایک بات خوب ہاتھہ لگ گئی یا تکیہ کلام ہے اب نظر کرنا چاہیے استعمالات
تابید لن پر موافق اس تحقیق کے **قولہ تعم** لن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی مغیا ہے
ساتھہ غائیہ ناقص کے کریمہ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا مغیا ہے ساتھہ غائیہ
ناقص کے کریمہ لن تبید ہذہ ابدا علی ہذا القیاس او راشلہ بعینہ متعذر استغراقکی کی مانحن
فیہ مین خواہ مخواہ رعو کہا کہا تا اور رعو کہا دینا و اسطے ثابت کرنی اپنی مزعوم کے
بلا حوالہ سند معلوم کار روائی ناقص ہے قابل اعتبار نہین پس یہان سہرے ہے
استغراق نہین بلکہ استمرار ہے اور یہ ایک زمان آیندہ کے اور عام ہے کہ غائیہ مغیا
لی ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ تو ہر دو مثال مذکور مین ساتھہ لفظ ما داموا کے اور لفظ
حتی یاذن کے ظاہر ہے اور مقدرہ ساتھہ مدت العمر کے مثال لن تبید ہذہ ابدا
یعنی اس مغیا کی غایۃ مدت العمر ہے متکلم کے یا اقران و امثال کے ہناییہ کا رتا روز
فنا کلی باعتبار عقیدہ تجربی کفار کے نسبت موت اپنی کے باستدلال عقلی در
تجربی او مشاہدہ کے بدلیل ہلاک قرون ماضیہ او رسب جانے تمام ہمگتون
کے امثال و اقران اپنی کے اگرچہ انکار حشر کے معتقد تھے کہ سیاق اس ہی کریمہ
کا دال ہے وہ امر آخر ہے کریمہ و ما اظن الساعۃ قائمۃ بسبب انکار حساب و کتاب
کے پس تقدیر عبارت یہ ہے لن تبید ہذہ مدت العمر او یعنی مدت العمر وغیرہا کما مر
پس معلوم ہوا کہ غایۃ اس استمرار کی موت ہے جو کہ قیامت اول ہے بموجب حکم حدیث

شریف میں بانفخۃ قیامت قیامت کے یا قیامت وسطی کہ کوئی شئ کا باقی نہ رہ
اور سارا قرآن کہیا جاوی **قولہ لقد** ولقد آتیناک القرآن الاولے الایۃ اور روایۃ
یا قیامت کبری جو روز حشر موجود ہے اسناد مجازاً یا فنا رابع مذکور جسکی خبر
اشارہ لفظ ندہ ہے اور اطلاق قیامت اوپر موت و ہلاکت کے حدیث شریف
مذکورہ مین مجازاً ہے کیونکہ موت کی بعد قیامت یعنی حشر جو ہم معنی قیامت ہے
بالضرور ہوگا اور بالفرض استغراق اضافی ہی ہی لیکن تاہم مفید انکا عند استغراق
اضافی ماتحن فیہ مین بوجہ تال کا رعمل ہو جانے کے جسکی خرابیان مذکور ہوگئین ہیں
اور ماونکا استعمال بالاستیعاب والاستغراق ہوگا ہمنا بایغزلہ وشیعہ نفید ہو
کسی مطلب خاص کو الزاماً اور حالانکہ اثبات درجہ اور وسطہ فیما بین عہد اور استغراق
کا کوئی قایل نہین معلوم ہوتا میں کہتا ہوں کہ جواب شیعہ اور معتزلہ کا انظر حیران
اور الیق اور اوفق ہے کہ سیاق کلام رب ارنی انظر الیک ہے اور یہہ درخواست
حضرت موسی متعلق بدار دنیا تہی نہ بدار آخرۃ اور ضرور ہے کہ جواب مناسب
سوال ہو یعنی ای موسی تو دار دنیا مین ہرگز نہین دیکھہ سکتا کیونکہ دار دنیا اور رویۃ
اوسکی جوکہ محتاج ہے الات جسدانی کے کہ وہ سب فانی ہین اور رویۃ الہی جلشانہ
باقی ہے فانی باقی کو محیط نہین ہو سکتی مانند کریمہ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً اور کریمہ ولو انما فی الارض من
شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم
یعنی فانی باقی کا احاطہ نہین کر سکتا - کریمہ ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ
فسوف ترانی الایۃ تا آخر انی تبت الیک معتقد دعوی حضرت موسی علیہ السلام کہ
اعتقاد نفس مطلب اہل السنت کے ہاتھہ آیا کہ رویۃ الہی جلشانہ فی نفسہ ممکن ہے اسو
اسطے تعلیق بالممکن ممکن ہوتی ہے پس رویۃ الہی جلشانہ بہی ممکن ہوئی کسی دار مین ...

ضرور ہیں کہ دار دنیا ہی میں ہو لیکن بوجہ مذکور دار عقبی ہی میں متعین ہوئی وہ
ایسی جگہہ ہے کہ جس جگہہ ممکن بہی بنظر بقا و دوام واجب کی حکم میں ہوجائیگا
جیسا کہ کل اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور بسبب خیال حصول رتبہ دار دنیا میں حضرت
موسی خواہان ہوئی بعد مسموع جواب لن ترانی متعذر ہوئی اور یا سوای اسکی
اور نصوص قطعیہ صریح ثبوت رویتہ کے دار آخرہ میں دیگر ہیں قولہ تعالی یوم
یکشف عن ساق و یدعون الی السجود و ہم سالمون اور کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی
ربہا ناظرہ اور وارد احادیث صحیحہ مشہورہ بہی بحکم متواتر المعنی ہیں تابع آیات مذکورہ
پس اس امر کو بہی اوس بہی میزان شرعی مذکور یعنی قرینہ شرعیہ مذکورہ کے ساتھہ تول
جو کہہ لینا چاہیے تا کہ خلاف شرعی لازم نہ آوی خلاف عقیدہ اہل سلام خصوص
اہل السنت کیں اسلئے ہم کہتی ہیں کہ یہہ التباس استغراقی جو ساتھہ لن استمراری
کے ہوتا ظاہر ہوگیا پس سوال جواب شبہہ جو یہان سے اسپر بیگانہ تہا اور بطور
تقریر ملتبسانہ پیش آگیا تہا یا بطور کم فہمی معترض تہا غرضکہ جسطرح پر تہا اوسکی
نسبت بہی جواب کامل بعنایت الہی جلشانہ ہوگیا پس بعد رفع التباس اصل مطلب
ثبوت خاتمیتہ خاتم النبیین صلعم لفظ النبیین سے جو نبیہ خاتمیتہ میں نازل ہم
اور علی ہذا القیاس مطلب ثبوت حیثیت عامہ واسطہ تمامہ عوام کے مفہوم لفظ العالمین
آیتہ رحمتہ مین بخوبی واضح ہوگیا اور نیز واضح ہوگیا کہ حسب قرینہ مقام یعنی قرینہ
شرعی موافق مقام متعین ہو جاتا ہے یعنی لام استغراق بجای خود اور لام عہد
بجای خود مانند علی نساء العالمین میں اور ما نحن فیہ فضلتکم علی العالمین یعنی البشر [illegible] زمانہم
حال حکم شرعی اور عقیدہ شرعی ہو لیکن بالضرور باعتبار لام عہد النبیین کا آیتہ [illegible]
میں بطور زعم صاحب مختصر الوسطین جو ہوتی ہے خصوصیتہ خاتمیتہ خاتم النبیین
کو ساتھہ طبقہ ارض علیا کے اور آیتہ رحمتہ میں قطعاً باطل ہے فافہم ولا تتوہم فقط

قسطاس ہفتادم دوسری وجہ حمایتہ تفسیر مذکور یہ ہے کہ عموم نص کے قطعی ہونے
میں بڑا اختلاف ہے امام شافعی وغیرہ عام کے ظنی ہونے کے قایل ہیں بلکہ حنفیہ میں سے
بہی مشایخ سمرقند ظنی ہونے کے قایل ہیں اور کہتے ہیں کہ مفید وجوب عمل ہے نہ مفید
اعتقاد بلکہ مذہب جمہور فقہاء اور متکلمین کا کتب اصول میں بہی مذکور ہے اور بعض علماء
نے بہی مذہب آئمہ اربعہ کا قرار دیا ہے کما لا یخفی علی من طالع التلویح والتحریر پس
نص قطعی کہنا اوسکا غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علماء کے البتہ صحیح ہے وہو
لا یفید مطلوبکم فقط لیکن جائے غور ہے کہ صاحب عبارت ہذا نے اسقدر بہی بیان
اور خیال نہ کیا کہ عموم نص کا علاقہ عمل سے ہے بوجب مذہب جمہور متکلمین
فقہاء وغیرہ اور مانحن فیہ از قبیل اعتقادیات ہے پس یہ قول کہ نص قطعی کہنا اوسکو
محض غلط ہے ہان بنا بر مذہب بعض علماء کے البتہ صحیح ہے فقط میں کہتا ہون کہ
یہ بہی قول غلط ہے صحیح نہیں اسواسطے کہ جو نص صرف مفید عمل ہوگی وہ مفید اعتقاد
نہین جیسا کہ صلوۃ وتر کے کسی کے بہی نزدیک مفید اعتقاد نہیں نہ نزدیک مجتہد
نہ بعض ہان مگر جو کہ مفید اعتقاد وعمل دونون ہوگی یا صرف اعتقاد ہوگی وہ
برابر ہے اس بارہ میں یعنی افادہ قطعیہ میں مثل نص وارد باب فرضیت صلوۃ الخمس
لیکن مانحن فیہ میں صرف از قبیل اعتقادیات ہے — اور مع قطع النظر عن ہذا ہم حنفیون کے
نزدیک عام خص منہ البعض کا حکم خاص قطعی ہے پس مانحن فیہ میں یعنی خاتم النبیین قطعیا قطعیۃ
عموم لعل ثابت ہے پس شامل ہوئی خاتمیت خاتم النبیین جمیع طبقات ارض کو بلکہ عرش
فرش کو بلکہ تمام خدائی کو فلا یمکن احد من المستغرقین فی الاوہام —
قسطاس ہفتاد و یکم اور جاننا چاہیے کہ وہ عبارت مذکور کہ جسکی پر تردید پر تفصیل
تمہی صادر ہوئی جو مسند رحیہ سوال سائل ہے وہ خود مختل ہے اور بیکار اور عبارت
سوال مذکور یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ جو کوئی کسی طبقہ میں دوسرا خاتم النبیین تجویز

کلام میں مراد اہل اسلام سے اہل السنت ہیں پس یہ قول اپنی مثال عبارت
تنبیہ المومنین کا اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت ہی کے قائل نہیں اور بعض
قائل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے باطل ہوگیا غرض ہماری تحقیق
بلاحق ہے یہی باطل اور الی عند اہل ہوا ہی آپ کی وہ بہ شیوا اتباع النبی ہی ناہی نحن اہل الحق فدفعلما
ثم لیس کل ذالک وباطل المعاند علی ذالک فقط اور بعض تحقیق ہماری جو ضمن عبارات
سے اور پر عبارت دافع الوسواس و موافقہ کے اور عبارت تنبیہ المومنین فی
رد قول الجاہلین وغیرہ سے عموماً و خصوصاً اوس قسطاس میں جو مشتمل تحقیق مسئلہ
امتناع نظیر سے گذری ملاحظہ کرنا چاہئے مگر کچھ مختصر بیان اس تحریر میں بھی ہے امتناع
نظیر کے مسئلہ کی یہ تحقیق ہے کہ امتناع بالغیر ہے اور بالعرض بالذات کیونکہ آنحضرت
صلعم خود ممتنع بالذات نہیں تو نظیر بھی اوس کی ممتنع بالذات نہوا اسواسطے کہ حکم نظیر کسی
شئے کا حکم اوس کا ہے ورنہ نظیر نظیر ہی نہیں پس ذات آنحضرت صلعم ممکن بالذات
ہے پس نظیر بھی ممکن بالذات ہے اور جو ممکن بالذات ہے تحت قدرت الٰہی جل شانہ کے
اور ممکن تو غیر تحت قدرت الٰہی جل شانہ بالعرض ہے بنظر نفس امکان کیونکہ در اصل تو ممکن
بالذات ہی تھا مگر بوجہ عروض کسی غیر کے یہ اثر پیدا ہوا کہ ممتنع بالغیر ہوگیا اگر پیدا نظیر
پیدا ہو تو یہ ممتنع اور محال لازم آوے مثلاً ناحق فیہ میں یا عجز حضرت حق تبارک
وتعالیٰ لازم آوے یا کذب بالخواسواسطے کہ توجہ قدرت طرف ممتنع بالذات کی
باطل ہے اور یہاں اوسکی نسبت یہ کہنا کہ ہم پاس عزت نہالی اوسکو نہیں کرتے یا عجز کی
اور سبب عقلی ہے یا صفت کی نفی اور نقائص یا صفت کا احسان تعالیٰ اللہ عن
ذالک علواً کبیرا نعوذ باللہ منہا پس واضح ہوا کہ ایسا ممکن [illegible] یعنی ممتنع بالغیر امکان
استعدادی سے ساحت [illegible] میں بوجہ مذکور نہیں ظہور کر سکتا اقتداراً و اختیاراً
منہ تعالیٰ نہ بڑا حقیقتہ نہ بڑا اضافتہ پس ہرگاہ یہ گروہ صاحبان مذکور ثبت

خواتم نسبت فعلیہ میں ہوئی تو جو دہنا قص ہیں اپنے عقیدہ مذکورہ سے جو کہ امکان
استعدادی تہا جیسا کہ گذرا اور جو کہ صرف نا بالفعلیۃ ہے سلسلہ ممکنات سے
صرف نا بالامکان الاستعدادی القوۃ نہیں علی ہذا القیاس عکس اوسکا یعنی جو صرف
نا بالامکان الاستعدادی والقوۃ ہی ہے سلسلہ مذکورہ سے صرف نا بالفعلیۃ نہیں
ہو سکتا لیس فعلیہ نظیر آنحضرت صلعم جو ممتنع بالغیر ہے بالحقیقۃ والاضافۃ بدلیل عدم
قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بلا تخصیص الحقیقۃ والاضافۃ عقلاً و شرعاً
باطل ہے وکذا ان القول بالخاتمیۃ الاضافیۃ کان ہباءً منثورا والحمد للہ علی ما ارانا
من الحق والصواب والیہ المرجع والمآب۔ اور ہماری عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع
بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل
میں موجود ہے فقط قسطاس مستقیم دو دو دیکھو اور منجملہ تفصیل ذکور جملہ شاق ان
عبارتنا مذکورہ ہے کہ حدیث حضرت ابن عباس جو حسین ان سفیقیون سے دایم
کی ہے اوس سے ہی یہ ہی مطلب جس کو یہ کفر کہتی ہیں ثابت ہوتا ہے ہم انہی
میں ہی کہ سکتے ہیں کہ تشبیہ کس بات میں ہے اوس شق کو متعین کرو جسکو تھوڑا سا
لگاؤ علم سے ہوگا سمجھ لیگا کہ مقصود اس کلام سے بیان سلسلہ کا ہے جس طرح اس
زمین میں آدم اول الانبیاء اور نوح اور ابراہیم اور خاتم الانبیاء ہوئی ہیں اور طبقوں میں
بھی اسیطرح گذرے ہیں اور جو تاویل قسطلانی نے لکھی ہے وہ محض غلط ہے
یہیں جانا چاہیئے کہ اول تو ہمنے نسبت سند اس اثر کے جیدان کلام نہیں کی سلف
علماء نے اسمیں بہت کلام کی ہے خصوص علماء مکہ معظمہ نے حرسہا اللہ تعالیٰ
عن کلہا اوسکو سنداً و متناً معنیً و مراداً نے وجود کر دیا منجملہ اونکی جو گروہ عالم میں
ہر دو مذہب کے چاروں مفتی از انجملہ شیخ عبدالرحمان سراج جو پیشیر میں مفتی
شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اعاظم فضلاء حرمین شریفین سے ہے فقیر

نے سنہ ۱۲۶۱ ہجری قدسی صلعم میں شرف زیارت مکہ معظمہ حاصل کیا ازانجا کہ استاد
فقیر حضرت مولانا الحاج شہرۂ آفاق محمد اسحاق محدث رحمۃ اللہ علیہ سے اونکی محامد
مناقب فضایل وکمالات ہمیشہ سنتا تہا اور باہم اونکی کمال اخلاص تہا لہذا بمرتبۂ
خصوصیت ہمراہ جناب حافظ مولوی محمد محتشم مرحوم پہلتی داماد حضرت استاد معدن
المناقب والمفاخر کی اونکی خدمت میں یعنی شیخ عبد اللہ سراج کی حاضر ہوا اونہوں
نے تقریب بدین الفاظ کی کہ یہ ہماری شیخ کے اخص تلامذہ میں سے ہیں دونوں
نے فرمایا کہ ہماری بہی اخص تلامذہ سے ہیں مینے عرض کیا کہ مجکو سند حدیث شریف
اجازۃ اور وجادۃ عنایت ہو جیسا اپنی شیخ ممدوح سے حاصل ہے فرمایا
کہ ہماری طرف سی بہی اجازت ہے مجکو تم پر اطمینان ہے جیسی ہماری شیخ و استاد
کو تم پر اطمینان ہے پہر فقیر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا اونکی صحبت علیل ہوئی اب چندے
بعد پہونچنے فقیر کے ہندوستان میں اپنی وطن میں خبر وفات شیخ عبد اللہ سراج مرحوم
آئی اور فتوی مذکور شیخ عبد الرحمان مذکور کا ہے اور باقی سب علماء کی تصدیق
ہے ازانجملہ مصدقین جناب فضیلت مآب مولوی رحمۃ اللہ صاحب ہندی مہاجر
کیرانوی ہے سلمہ اللہ تعالے وعافاہ ورزقنا لقیاہ فتوی مذکور بعبارت عربی مطابع
مطبع مصری ہندوستان میں پہونچا ہی فقیر نے از اول تا آخر اوسکا بنظر ہی ملاحظہ کیا ہے
لہذا اوس حنفی اثر مذکور میں جو بعض علماء ہندوستان نے مانند صاحب دافع الوسواس
وغیرہ بعض افاضل نے اور صاحب نصر المومنین فی رد قول المجانین نے کلام ہی کیا ہے بنہایہ مختصر
بات درباره سند اثر مذکور یعنی اثر حضرت ابن عباس رض یہ ہی کہ میں کہتا ہوں کہ اوسکی
سند میں ابو الضحی ہی اوسی میں تابعین اونکی اور حضرت ابن عباس رض کے بہت تفاوت
رویۃ ہے اور فاصلہ ہے پس اثر مذکور میں تعلق انقطاع ہے اتصال سند نہیں
ہرگاہ وصل خبر میں انقطاع مضر ہے مانع اعتبار ہے تو اثر میں تو اوسکا اثر بطریق اولی

ہے اور عذر عادم مضرۃ شاذ و غرابتہ وغیرہ اسباب تضعیف جو کاکت دربارۂ فضائل
جستری اور فضائل جو نزد محدثین معتبر ہے وہ درصورت اتصال سند ہے نہ بصورت
انقطاع سند باوجود یکہ ہرگونہ قابل اعتبار نہیں براہ سند مگر بنظر متن بطریق تنزل کلام
جو ملاحظہ کیا گیا تو یہی خرابی جو پیدا ہوئی تو تمامہ قسطاطیس اوسنے پر ہیں الحاصل
محل کلام ہے سنداً و متناً خصوص بنظر بیان مفہوم مراد عموم اعین اور اس قسم کی تحقیق
ضروری متعلق اسکی اوائل کتاب ہذا قسطاس حکیم میں مذکور ہے واللہ اعلم
قطع نظر اس سے بموجب معنی اثر مذکور کے برخلاف معنی مبیّن سلف مانند قسطلانی
و زرقانی وغیرہ کے جو اس عصر میں بعض فضلاء و علماء نے بیان کیے مانند عبارت
دافع الوسواس و مع واقعہ وغیرہ اور نیز بالخصوص صاحب مرغوب المسلمین نصر المومنین
فی رد قول الجاہلین نے بیان کیے ہیں اوس معنی کو جو پیش کیا جاتا ہے اور اصول
دین کے تو مخالف ہوتی ہیں کتاب اللہ قطعی الدلالۃ کو یعنی عموم **قولہ تعالیٰ** ولکن رسول
اللہ و خاتم النبیین اور کریمہ لیکون للعالمین نذیرا اور جیسا کہ اکثر قسطاطیس میں مدلل
مفصل ہو چکا جس سے انحاف و انقلاع معنی مندرج عبارت دافع الوسواس و مع
واقعہ و تابعہ و عبارت مرغوب المسلمین نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بخوبی ہو گیا
مانند مخالفت حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے عموم کریمہ قطعی الدلالۃ فاقرؤا
ما تیسر من القرآن کو بس خود یہ حدیث متصل الاسناد قابل الاعتبار متروک ہے
چہ جائیکہ اثر مذکور جو منقطع الاسناد ہے اور اثر ہے اور عموم لفظ النبیین با عتبار
والمعنی ہے کصیغ الجمع الدالۃ علی الشمول وضعاً و عموم المعنی ظاہر الشمول ظاہر
متحقق اور قطعی ہونا عموم نص کا ثابت ہوا لیس خاتمیت خاتم النبیین عموم نص قطعی
النبوت ہے دربارہ نبوت رسالت و نبوت خاتمیت عامۂ نبیین کیونکہ مسوق لہ
الکلام بالغرض یہی مطلب ہے لیس ثابت ہوا شمول خاتمیت خاتما

جمیع طبقات کو یا سمجھا اور یہ اصل دوسری یعنی اعراض آئمہ صدر اول (شوکانی)
اسد تعالیٰ علیہم اجمعین یعنی صحابہ کرام کا معنی مذکور سے بنسبت اثر مذکور کے البتہ
عرض کرنا اس اثر کے اور یہ اصل مذکور خود دلیل ہے اور یہ مخالفت اس معنی مذکور
کے عموم نص مذکور کو یعنی آیۃ خاتمیۃ مذکورہ کو یعنی کسی نے صدر اول میں ایسے معنی کی طرف
اصلا التفات نہیں کیا کہ ظاہر ہے پس دلیل بین ہے واسطے انقطاع باطنی
اثر مذکور کے اور انقطاع ظاہری کا تذکرہ عنقریب جس جگہ حال سند
ابو الضحیٰ کا مذکور ہو چکا گذرا اور بالفرض و التقدیر اتصال سند بے ثابت ہو تب
بھی اثر مذکور قابل قبول نہیں من حیث ذالک المعنی لفساد المعنی پس بہ معنی
مرحوم زاعمین بنسبت اثر مذکور بوجہ انقطاع باطنی مذکور نامقبول ہے کو تبا بر تحصیل
ہی کا ہی اور وہ معنی جو مشتہر بلا قیبلا لی اور زرقانی وغیرہ ہیں یعنی مراد اول سے آدم
خبر ہی ہیں بوجہ اتصال باطنی مذکور یعنی موافق کتاب السراج الوہاج صدر اول نے
کیا بلکہ تا بہ انتہٰی مقبول ہے اور خود دتبایند تفسیر حضرت ابن عباس منہ نسبت اجمالا
اس اثر کے جو اس حدیث قدسی مذکور فی القسطلانی سے الف معنی مرحوم زاعمین پر دال
ہو سیا و راد احبہ گزرے ہیں ہرگز قابل قبول نہیں ہو فاعن ابن عباس بریدی
عن السر لیا سے لولم اقسم بہ النبیین لحلیت کرا بنا یکون بعدہ نبیا یعنی بموجب مقتضیٰ
لفظ لو کے تمام افنیا ء علیہم عوی لہذا اعلام مجابۃ مذکورہ کرام ابن حضرت خاتم النبیین
صلعم ظہور میں آئی قطع لہذا یہ ہے کسی اور صحابی سے صدر اول میں کو کی وجہ
روایتہ بہم معنی اس اثر کے بھی تو نہیں ثابت ہوا چنانچہ خود ارباب رسایل اسکی تحریر
ہیں اور یہ ثابت بھی ہو تو کیا ہوتا ہے بلکہ حدیث قدسی مذکور مضمحل ہے اور سند
ان مسائل اصول کی اور دلایل اصول کی نور الانوار و توضیح وغیرہ کتب اصول
کے بحث سنت میں موجود ہے چنانچہ عموم نص کا قطعی الثبوت ہونا اس اصول تحولہ

کتب مذکورہ سے بخوبی بطور اصول بہی ثابت ہوگیا الیس لغو ہوگیا قول صاحب
انتصار المؤمنین کا کہ عموم نقض ظنی الثبوت ہے اور عبارت نور الانوار یہ ہے
اما الباطل ای الانقطاع الباطن لو غان بان یکون الاتصال فیہ ظاہرا
ولکن وقع الخلل لوجہ آخر وہو فقد شرائط الراوی او مخالفتہ الدلیل فوقہ الکان
بالعرض ای عرض الحدیث علی الاصول بان یخالف الکتاب کحدیث لا صلوٰۃ الا
بفاتحۃ الکتاب یخالف لعموم قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن او عرض عنہ
الائمۃ من الصدر الاول یعنی ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا
الی الحدیث کان ذالک دلیل انقطاعہ مثل ما روی ان الصحابۃ اختلفوا فیما بینہم
فی وجوب الزکوٰۃ علی الصبی بالرای ولم یلتفتوا الی قولہ علیہ السلام ابتغوا فی
مال الیتامی خیرا کیلا یاکلہ الصدقۃ فعلم انہ غیر ثابت او مأول بتاویل ان المراد
بالصدقۃ النفقۃ علیہ کما قال نفقۃ المرء علی نفسہ صدقتہ کان مردودا منقطعا
ایضا انتہی فقط اقول فقس علی ہذا حال الاثر المذکور المتنازع فیہ یعنی مراد نہی
سے اثر مذکور مین مادی غیر شی ہے مجازا بوجہ مناسبت نفس ما اتیہ مین مانند
مناسبت فیما بین صدقہ و نفقہ مذکور باعتبار کی علت شدہ احتیاج فیما بین ہر دو مفسر
یعنی احتیاج یتامی طرف متولی مربی سرپرست کے اور احتیاج فقرا طرف اغنیا
کے حالانکہ احتیاج یتامی فایق ہے بنسبت احتیاج فقرا کے کہ ظاہر ہے اور مین
کہتا ہون گو یا وجہ یہی دربارہ اطلاق لفظ صدقہ اوپر نفقہ یتامی کے بسبب
تاجر ہونے اونکی کے تصرف سے اپنے مال مین عرفا و شرعا و ہم عقلا کہ وہ
مانند فقیر کے ہین اور محتاج کے بیش مثل اپنے کے کہ وہ مجبور ہین تصرف سے لہذا
غرض متنازع یہ ہے کہ مربیان اور متولیان یتیمان اونکی کو خطاب ہے کہ جلد
کو مال کر اونکو بطور لگہیون غیرون سے کہ انکی مال مین سے ز ذا جلد جلد

اسراف سکہ جو پرست کہا اور لیڈا جاوے قولہ تعالیٰ ولا تاکلوھا اسرافا و بدارا انا
بکروا یعنی مست کہا جو مال یتامی کو زیادہ حاجت ضروری سے جلد جلد اور بسبب
تذکر کہ اختلاف صحابہ نسبت اثر مذکور نہیں پایا گیا مانند حدیث مال یتامی مذکور
کے بوجہ فرق فیما بین حدیث اور اثر کے کہ ظاہر ہے نا مقبول ہے اسواسطے کہ
منشا اختلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو باعث ہے التفات اور عدم
التفات اونکی کا حدیث سے نہ اثر یعنی باعث مذکور صرف اقوال ہمگری اونکی
نہیں سمجھانا چاہیے کہ قراءۃ قرآن اور صدقہ اور نفقہ منجملہ اعمال ہیں نہ عقائد اور ثبوت
انکا عموم نصوص سے اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے قطعی الثبوت ثابت ہوا پس
اعمال و عقائد جو ثابت بعموم نصوص یا اجماع صحابہ ہیں ہر دو قطعی الثبوت ہیں پس شبہ
مزعوم زاعم کہ عموم نص مفید قطعیہ نہیں بالکل زائل ہوگیا فقط واللہ اعلم۔

خاتمۃ الکتاب

قسطاس ہفتاد و سوم در خاتمۃ الکتاب۔ جاننا چاہیے کہ اس باب میں یعنی تحقق
نفس زمینہای سبعہ اور تنزل ان میں اونکی اور کیفیت امر جو ہیں اونکی اور حال
اونکی سکنے اور کثرت اونکی کے اور تعدد دین محمدی اقوال سلف و خلف مختلفہ ہیں اور
ہیں مگر اسقدر القدر مشترک متحقق ہے کہ ارض متحقق الوجود ہے ثابت بنصوص
قطعیہ قرآنیہ و اخبار صحیحہ نبویہ علیہ افضل الصلوۃ و التحیہ اور آثار صحابہ سے اور
تعداد اونکی لتعدد سبعہ ثابت باخبار مشہورہ مستفیضہ جو کہ رافع ہے ابہام مستقر
کو درمیان لفظ مثلہن جو واقع آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض
مثلہن کے بطور تفسیر کے اخبار مشہورہ مستفیضہ کے جیسا کہ اصول حدیث
اور اصول فقہیہ میں مقرر ہے پس معلوم ہوا کہ منکر تعداد سبع سموات کا فر ہے

قسطاس ہفتاد و سوم

بالاتفاق جو کہ ثابت ہے نصوص قرآنی سے قولہ الله خلق سبع سموات طباقا کریمہ
آیت لہ السموات السبع والارض ومن فیہن بخلاف تعداد زمین کے اسلئے کہ لفظ الارض
معطوف ہے السموات السبع پر جاری ہے معطوف علیہ کے جو شان عطف ہے اور
منکر تعلق ہو ارض نہی السماوی کا فر بالاتفاق اور منکر تعداد زمین کا فر بالاختلاف
مانند منکر مسح موزہ کہ اوسکا بھی ثبوت احادیث متشابہہ سے ہے مانند تعداد
اراضی کہ نہ متواترات سے اور ظاہر ہے کہ کافر اختلافی در صورت بقاء اسلام
اوسکی کے اشد فاسق ہے کہ جسکی کفر اور اسلام میں علماء متحیر اور متردد ہیں اور
عدم تکفیر ایسے مسئلہ اختلافی میں امر احوط ہے بموجب روایات مفتی بہا و اقعہ
معتبرات مثل مانند درمختار و درر شرح غرر وغیرہ اور اختلاف فصل اور وصل
مابین ارض مانع نہیں تکثیر ارض اور تعداد اوسکی کو باعتبار اور تمیز کے مابین طبقات
کے از قسم الوان وغیرہ و سہل و سخت جیسا کہ وارد احادیث ہے قال رسول اللہ
صلعم فجاء بنو آدم الخ خواہ طبقات ملتصقہ ہوں خواہ منفصلہ مگر چونکہ اسکی تفسیر
میں روایۃ مرفوعہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ میں
اصح و اعمد الباب ہے اگرچہ اوسمیں باعتبار طرق غرابۃ من وجہ ہے اور انقطاع
ہے اتصال سند نہیں اور ارسال ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد ساری
شرح بخاری میں لکھا مگر تاہم قول فصل ہے مابین اراضی سبعہ سلفا و خلفا متلقی بالقبول
بین العلماء الفحول ہے اگرچہ بعض متکلمین سے اسکی برخلاف قول ہے کہ اراضی

باوجود ملتصقہ ہیں وعن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع
باوزہ ۱۲ من قسطلانی ۱۲ اور جسنے حمل کیا عدد سبعہ کو اوپر اقالیم سبعہ کے وہ نا لیسند
ہیا ہے قال ابن کثیر ومن حمل ذالک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعہ و خالف القرآن
قسطلانی ۱۲ یعنی وہ دور چلا گیا چراگاہ میں نجعہ ایک قسم ہے گھاس کی اور جو

جانور حباری کہاتا ہے اوس جانور کو فارس مین تغدری کہتی ہین چنانچہ مشکوۃ باب
مین حدیث ہے حتی تموت الحباری فی وکرہا دربارہ قحط سال بسبب شامت ظلم ظالم
جانور مذکور اکثر کوہستان مین دور دور از رہتا ہے یہ تشبیہ ہے غلطی سے تیا طبیب
سے دور جا پڑنے مین اور بقول ابن عساکر اور الوذر تفسیر مین اس آیۃ کی یہ ہے
وفیہ دلالۃ علی ان بعضہا فوق بعض کالسموات موافق ہے مضمون روایتہ مذکورہ
ترمذی کو کہ جسمین لفظ اتدرون ما تحتہا فقلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری مذکور ہے
پس بعضہا فوق بعض ثابت ہے کہ ظاہر ہے اور وہ روایتہ ترمذی مذکور یہ ہے عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلعم اذ مرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ
فقلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ روایا الارض یعنی مشکیزہ زمین کے تھم قال ہل
تدرون ما بینکم وبینہا خمسمائۃ سنۃ الی آخرہ حدیث طویل ہے مگر جسقدر متعلق
مطلب ہے نقل کی گئی مگر مخالف ہے قول ابن عباس رض کو صریح جیسا کہ حاشیہ
جمل مین ہے حکی الکلبی عن ابی صالح وعن ابن عباس رض انہا سبع ارضین منبسطۃ
لیس بعضہا فوق بعض تفرق بینہا البحار وتظل جمیعہا السماء الخ اور اسی کے قریب قریب
ساتھ تغییر یسیر کے ہے تفسیر روح البیان مین جو تالیف ہے شیخ کامل اسماعیل
حقی افندی کی آفندی کہتی ہین زبان مصر مین ترکی عالم کو مانند خلیفی کے اتہر کی زبان
مین وحکی الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رض انہا سبع ارضین متفرقۃ بالبحار یعنی
الحائل بین کلہا رض وارضین بحار لا یمکن قطعہا ولا الوصول الی الارض الاخری وتدام
الدعوۃ الیہم وتظل الجمیع السماء جعفا اس فقرہ تظل الجمیع السماء سے مفہوم ہوتا ہے مطلب
انبساط اراضی سبعہ کا اور یہ ہونا بعض کا فوق بعض پس بظاہر منافی ہے انکا جانب عمق
ارتفاع مستوی مستقیم بطور اسطوانۃ قائمہ عاد یعنی ستون سیدہا جو واقع ہو ملین سماء منتہ
الراس مین نہین سمجہا جاتا بلکہ ارتفاع مائل بطور اسطوانہ مائلہ یعنی ستون جہکا ہوا مائلہ

تطبیق حاصل ہو درمیان اس روایت کے اور قول بعض کے جو یہ ہے و منہم من یری
ان الارض مسطح علی الاختصاص والارتفاع کدرجی المراقی من تفسیر روح البیان
یعنی مانند درجہ زینوں کے یعنی سیڑھیوں کے شکل ہکذا بلندی
اور پستی کو یعنی یہ شکل حاوی ہے انبساط اور ارتفاع کو اور یا یہ شکل ہو سکتی ہے
موافق تحقیق اہل حدیث شریف علما محققین کے درباره وارد ہونے
احادیث شریف کے بمقدار اوسط ہونے اور نیز اعلی ہونے
جنت الفردوس کے اور اوپر اوس کی اور سب جنتوں کے بطور حجت
کے عرش الرحمان ہے یعنی تطبیق لفظ اوسط اور اعلی میں یہ ہے کہ ایک شی اوسط
بھی ہو اور اعلی بھی بموجب اس شکل مذکور ہو سکتی ہے کہ وہ دایره مثمن یعنی
اسطوانہ مدورہ یعنی ستون گول جو درمیان دوایر ستہ کے واقع ہے وہ سب دوایر
محیط اپنی سے مرتفع بلند ہوا اور دایره شمسی جو متصل اوس کی ہے وہ اس سے
کوچک ہو علی ہذا القیاس تا دایره مثمن جو حاوی اور محیط ہے سب دوایر ساطین ستہ
محاطہ اپنی کو یعنی ہر دایره محیط وہ ہر دایره محاطہ اپنی سے کوچک ہو جو شکل مدرج سے قاصر الفہم
لقاصر الفہم تو وہ دایره جو سب سے بلند تر ہے اور سب کے درمیان میں ہے اوس پر
بدین اعتبار صادق آتا ہے معاً اوسط بھی ہونا اور اعلی بھی ہونا پس اگر دایره مثمن
حاوی اور سافل ہے جو سب سے کوچک تر ہے بڑھنا شروع کیا جاوے تا دایره
بلند تر تک جو درمیان سب دوایر کے ہے توجس نقطہ سے عروج و شرف اوس کا شروع کیا جاوے
وہی شکل مدرج پیدا ہو جاتی ہے یعنی ارتفاع و انخفاض وہ ایر مذکوره بخط مستقیم جو
بین مسامتۃ الراس پر حاوی نہیں حاصل ہوتا بلکہ بطور خط شاخص کے جو اسطوانہ
بلد کے طور پر ہوتا ہے وہ پیدا ہوتا ہے بطور تحت و فوق مجازی کے مثل القائم تحت
المیزاب کے آخر سنی میں اپنی استاد الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث

دہلوی قدس سرہ سے دربارہ تفسیر اس حدیث شریف اعلاہا جنۃ الفردوس کے
فایخفظہ طلاب الحدیث الشریف مگر وہ کا برواۃ انبساط الفاظ روایات شاہیر کے خلاف ہے اور نیز
خلاف تصریحات جماہیر ہے مانند مفہوم حدیث شریف مذکور ترمذی وغیرہ بس قابل
لحاظ ہیں قطع نظر اس سے استحالہ عقلی بھی پیدا ہوتی ہیں اب ذکر اونکا فضول ہے
باقی رہی تحقیق قول لا تصل الدعوۃ الیہم کی سوچنا چاہیئے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ
ہر وقت بطور متعارف وصول دعوت نہیں مگر بعض اوقات میں مانند دعوت جنات
طبقہ ارض علیا جنات ارض نصیبین کے جو حاضر ہوئے بطن نخلہ میں کہ وہ ایک موضع
ہے مابین مکہ معظمہ اور طائف کے کی قولہ تعالیٰ و اذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن
فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین علی ہذا القیاس حاضری جنات بلاد
الجن میں محقق ہیں متصل معلاۃ مقبرہ اہل مکہ کے مکہ معظمہ میں ایکدو بار چنانکہ ذکر سکا مفصل
بعض قصہ اس میں سابقا ہو چکا لیس مراد سلب خاص ہے نہ عام یہ معاملہ دعوت نادر
اس طبقہ ارض علیا پر حالانکہ حاضری اور جنات کی بالتشریف لیجانے آنحضرت صلعم کا
امر دشوار نہ تھا کافی سمجھا گیا در باب ہدایت کی مانند وفد عبد القیس کے بعذر حدیث مشکوٰۃ
انا لا نأتیک الا فی الشہر الحرام وبیننا وبینک کفار مضر فمرنا بامر فصل نخبر بہ من وراءنا ہم
باربع ونہاہم عن اربع الحدیث لیس ہر گاہ ایک امر سہل الوصول میں عذر مذکور معتبر ہوا تو امر عسیر
الوصول میں بالطریق اولیٰ معتبر ہو اور بصورت عدم وصول دعوت جیسا ساتھ ہیں
اور قلال غایرہ میں اس طبقہ علیا پر نور عقل بجای رسول کے بارہ قبول ایمان معتبر شرعی ہوا
مانند تحقیق امام فخر الدین رازی رح اور ایسا ہی قول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح اور شیخ
ابو منصور ماتریدی نور اللہ قبورہم میں مذکور ہے اور تجویز رسول تجویز شرعی ناجائز ہے بسبب
استحالجات مذکورہ قسا لیس سابقہ علی ہذا القیاس نظر بعموم بعثتہ کافۃ شاملہ جمیع طبقات بلکہ
زعم تمام فرش طبقات سافلہ میں بھی بصورت عدم وصول رسول قبول علم ہو جبہ من العجز

مانند عدم وصول الکشر بلاد یلیقہ ارض علیا پہونچنا دعوۃ کا بذریعہ براہ غیر انبیاء مانند
تحقیق قسطلانی و زرقانی وغیرہ نسبت معنی و مطلب اثر ابن عباس رض سمجھنا چاہیئے
اور یہ ظاہر ہے بصورت نور عقل کوئی استحالہ شرکت فی النبوت یا قسمت ابتدائی وغیرہ
بہ نسبت نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم لازم نہیں آیا بوجہہ حقیقتہا و مجازی مذکور بعلت
فرق کلی کے درمیان حقیقت اور مجاز کے فتامل ۱۲ اور مسلک امام فخر الدین رازی
کے تائید اس حدیث شریف صحیحین میں صریح ہے کہ آنحضرت صلعم روز حشر کنار دوزخ پر
تشریف رکھتے ہونگے اور خازنان تو البعین مالک داروغہ دوزخ اونکو جو تحت شفاعت کبری
آنحضرت صلعم داخل ہوئے ہونگے بموجب بروانگی حقتعالی تبارک جلشانہ عزاسمہ
کرکے نکال نکال کر دوزخ سے باہر لاوینگے بشرطیکہ اوسکی قلب میں ماشی کے دانہ کے
بھی برابر ایمان ہوگا پھر بلا ایکہ عرض کرینگے کوئی نہیں باقی رہا اوسوقت پروردگار
جل جلالہ اپنے تین لپ بھر دوزخ میں سے نکالے گا فرمایا حضرت صلعم نے ثلث
حثیات من حثیات ربی یعنی خیال کرنا چاہیئے تین لپیں میرے رب کے لپوں میں سے
یہ وہ لوگ ہونگے جنکو دعوۃ انبیاء نہیں پہونچی ہوگی اور صرف براہ نور عقل مطلب
توحید اور حشر پر ایمان لائے ہونگے کہ امر معقول ہے اسلیئے کہ حسب اطلاق مبدء
اور منتہی ہر چیز کا ہوسکتی وہ ذات وحدہ لا شریک لہ مصداق ہو الاول والاخر
والظاہر والباطن ہے اپنی صفات کمال میں یگانہ ہے اس مطلب پر براہ عقل پہنچ
سکتی ہیں اور جو ذات کہ موجد ہوسکتی ہے بدلیل مذکور یعنی اولیئۃ اور اخریتہ
والظاہریتہ والباطنیتہ کیونکہ یہ اوصاف دلالت رکھتی ہیں قادریتہ کاملہ پر وہی
ذات مفنی اور مہلک ہوسکتی ہے اور پھر وہ پھر قادر ہوسکتی ہے کہ اعادہ ایجاد کی
ہوں ہے چنانچہ یہ امر حدیث مشکوۃ شریف میں مروی ہے دہواسون علیہ
یہہ ارشاد آنحضرت صلعم الذا الحجۃ بہ نسبت منکرین حشر تفہیما و تمثیلا و تقریرا الہم فی

لیے وقبول دعوۃ بذریعہ آن بلا واسطہ غیر انبیاء کے بطور مذکور ممکن ہے اور مراد نزول
امر سے نزول مذکور ہے چنانکہ سندا و سکی قسطلانی سے جو شرح بخاری ہے مذکور ہے
وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من تقدیری یہ مسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل
الذین یبلغون انبیاء اللہ وسیتمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ مانند رسل ملائکہ کے
قولہ تعالی اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الآیۃ کہ باوجود اطلاق لفظ رسول
رسول شرعی نہیں ہیں جو نبی نبی شرعی ہیں کہ تبلیغ احکام متعلق بدعوۃ الخلق الی الحق
ہو بلکہ صرف پیغام رسانی ہی ہے اور یہ ظاہر ہے تعریف رسول او رنبی مصطلح شرعی
سے کہ ہو انسان بعثہ اللہ الخ پھر کیا اشتباہ ہے اور فرق ہادیان غیر انبیاء
میں خواہ از قسم انسان ہوں خواہ از قسم جنات ہوں اور ملائکہ مذکورہ میں جو ہے
سو وہ تو بقید مذکور ظاہر ہو چکا کہ تبلیغ ملائکہ متعلق بدعوت مذکور نہیں بخلاف تبلیغ
جنات اسواسطہ کہ اس گروہ کو نفس علم رسالت شرعی میں جو منصب انبیاء
نہیں ہے شرکت ہے ساتھ گروہ ہادیان غیر نبی کے لیکن شرکت جنات کچھ مفسر
مطلب نہیں فافہم اور جانا چاہیئے اگرچہ نزول وحی بظاہر متعلق بقصص و اخبار
ماضیہ اور آتیہ اور اطلاع پر بعض امور خفیہ مانند نجاست پاپوش مبارک انحضرت
صلعم عین حالت نماز میں متعلق قصہ افک حضرت عائشہ رض مرویہ صحاح خصوص
بخاری شریف اور مخفی ہونا حجرہ و کلب یعنی پلا کتی کا مرویہ مشکوۃ شریف اور
مانند اسکی از قبیل احکام نہیں معلوم ہوتے مگر مآل کار متعلق باحکام ہے لہذا بغیر
احکام نسبت ان امور کے بنظر غائر پس ہر گاہ منزل او رمحل ہو سکا رسول اور نبی
ہوا کہ جو مرسل و مبعوث ہے طرف مکلفین کے وہ سب وحی داخل وحی تکلیف
ہے بخلاف قسم دوسری کے یعنی از قسم واوحی ربک الی النحل کہ یہ جو بمعنی الہام کے
برابر ہے کہ ذی عقل ہو مانند نحل کے یا ذی عقل ہو مانند کریمہ واوحینا الی ام موسی

ان از قسم ہے کیونکہ اگرچہ یہ وحی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ساعت نزول جبریل
سے مسائل اس باب کے پیدا ہوسکتی ہیں مگر یہ بعزیمہ جو راجع طرف امر تشریعی
ہوئی ہو بوسیلہ استنباط غیر نبی ہوئی مانند قیاس علمار مجتہدات تفریع اور تشبیہ اور
تخریج کے جو بلا وساطت غیر نبی راجع طرف نبی کے ہیں فافہم ولاتکن من الواہمین
اور بصورت عدم وجود مکلفین طبقات سافلہ کے مراد نزول امر سے وہ وحی ہے
جو متعلق بتکلیف احکام نہیں بلکہ صرف از قسم دیگر ہو جو کہ متعلق بنظم و نسق عالم اور
تفویض و تحویل ملائکہ مدبرات امر ہے جو جاریہ تدابیر کارخانجات الٰہی ہیں متعلق بنظم
عام از قسم ترتیب متعلق امور معاشیہ ہو جس سے عالم اسباب وابستہ ہے کہ سنت
الٰہی اس ہی روش پر جاری ہے جس میں تبدیل عنوان تجویز ہے نہیں الا ماشاء اللہ
مانند خرق عادہ جس کا منشار یا نبوۃ اور نیز مراد فیض الٰہی سے اس کا وجود ثابت ہے جو کہ بہم
باعجاز و کرامت ہے یا دیگر قسم نظر بنا بر سحر و غیرہ تو وہ قابل اعتبار نہیں اس
باب میں مثلاً بارش بدون وجود ابر یا وجود داخل ہونے تحت قدرۃ الٰہی جل شانہ
کے ظہور او سکا طریقہ سلوک انہیں مثنوی مولانا روم قدس سرہ۔ دیکھو اسی کو
کثرت خرد بد سے گندم از گندم بروید جو ز جو جس کا نام ہے اس سے کہ مراد امر
سے وحی تکلیف بالاحکام ہو جو امر تشریعی ہیں یا وحی تدبیری اور انتظامی اور
انتساقی ہو جو امر تکوینی ہیں کیونکہ لفظ امر از قبیل اشباع لغت سے معنے قولہ

تینزل الامر الوحی ینزل بہ جبرئیل ۱۲ جلالین ۱۲ قال فی حاشیۃ الجمل تحت قولہ
ینزل بہ جبرئیل قال القاری لم یجد ہذا القول لغیرہ من المفسرین اذ غایتہ من فسر الامر
بالوحی قال فی تفسیر قولہ بینہن ای الارض العلیا التی ہی ادناہا و بین السماء السابعۃ
التی ہی اعلاہا ۱۲ اس فقرہ میں صاف ظاہر ہے کہ وہ مطلب جو ہم نے تحقیق کیا یعنی محل
نزول وحی تکلیف بالاحکام یہ ہے طبقہ ارض علیا ہے جو مقر ہے حضرت خاتم النبیین

مسلم ہو گا کیونکہ ایک جانب ارض علیا سمجھنی چاہیئے اور دوسری جانب ہر ہفت آسمان من حیث المجموع کیونکہ جبرئیل علیہ السلام وحی مذکور لاتے تھے بالائے ہر ہفت آسمان سے اور اوتر جاتے تھے روی زمین علیا پر جو کہ مقر تہا اوسکا یعنی وحی کا کہ رسول اللہ رسول امین رسول کریم ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ع امام رسل پیشوائی سبیل ٭ امین خدا مہبط جبرئیل ٭ اور یہ توقف ملا علی قاری رح سے یعنی یہ کہنا کہ نہیں پایا میں یہ قول واسطے کسی اور کے زمرہ مفسرین سے سوای شیخ جلال الدین محلی رح یہ مبنی ہے اوپر اس تحقیق کے کہ مراد وحی سے وحی بالاحکام ہے پس نفی مذکور نفی اس کیفیت کی ہے نہ نفی کلی اور نزول وحی کو لازم نہیں کہ ہمیشہ احکام اور تکلیف ہی ہو بلکہ ممکن ہے کہ وحی دوسری قسم کی ہو یعنی وحی تدبیر عالم اور اور قسم کے تصرفات کی ہو کہ شامل ہے جمیع ارضی سافلہ و علیہ کو اور ہر ایک آسمان کو قولہ تعالیٰ واوحیٰ فی کل سماء امرہا فافہم و فی حاشیۃ الجمل ع ہذا التوقف من القاری مبنی علی ان المراد بالوحی وحی التکلیف بالاحکام ولیس بلازم لامکان حملہ علی وحی التصرف فی الکائنات پس جاننا چاہیئے کہ اس تحقیق سے عبارت جلالین اور حاشیہ الجمل سے وہ اعتراض عبارت دافع الوسواس دور ہو گیا اوپر سے شیخ جلال الدین محلی رح کے جو فقرۃ عبارت دافع الوسواس نے آخر صفحہ ا میں کیا تہا ساتہ لفظ بے باکی کے یعنی نسبت کے اتنی قلت تدبر اور تتبع کی طرف شیخ موصوف رح کی دراز

نفسی عیش بلینہ معتقا ٭ سور تکہ زنکای چہرۂ خود است و عبارت الخطیب و الاکثرون علی ان الامر ہو القضاء و القدر فعلی ہذا یکون المراد بقولہ تعالیٰ بینہن اشارۃ الی ما بین الارض السفلی التی ہی اقصاہا و بین السماء السابعۃ التی ہی اعلاہا فیجری امر اللہ و قضاؤہ و ینفذ علمہ فیہن و عن قتادۃ فی کل ارض من ارضہ و سماء من سمائہ خلق من خلقہ و امر من امرہ و قضاء من قضائہ و قیل ہو ما یدبر فیہن من عجائب تدبیرہ و قیل

فینزل الامر فیہن کحیاۃ لبعض وموت لبعض وغنا قوم وفقر قوم وقیل ہو ما یدبرہ
فیہن من عجائب تدبیرہ فینزل المطر ویخرج النبات ویاتی باللیل والنہار وبالصیف
والشتاء وتخلیق الحیوانات علی اختلاف انواعہا وہیأتہا فینقلبہم من حال الی
حال قال ابن کیسان وہذا علی اتساع اللغۃ کما یقال للموت امر اللہ وللریح
والسحاب ونحوہا اور تصدیق اس قسم کی وحی کی حدیث شریف مشکوٰۃ میں موجود
ہے جو حکایۃً احوال بنی اسرائیل سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص جاتا تھا
راہ میں سُنا اوسنے کڑکا اکا بادل کا اور دیکھا جھلکاٹ اوسکا اوس کڑکے میں آواز
یہ تھی کہ اسق حدیقۃ فلان یعنی پلا   پانی فلانے شخص کے باغچہ کو اوسکا نام لیا
اور وہ ٹکڑا ابر کا ایک طرف کو چلا اوسکی پیچھے پیچھے یہ شخص بھی چلا تو وہ ابر ایک
پہاڑی پر برسا پانی نالیوں کہا بہونہیں جمع ہو کر ایک کھیت میں گیا وہاں ایک
شخص کو دیکھا کہ اپنی کھیت کو بیلچے سے سنوارتا ہے اوس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اوس
وہ نام بتایا جو سنا تھا ابر کے ٹکڑے میں اس سے پوچھا کہ اے بندہ اللہ کے
تو کیا   کیا کرتا ہے اوسنی کہا میں حصّہ کرتا ہوں ایک حصّہ فقرا کو دیتا
ہوں دوسرا حصہ اہل و عیال کو اور اپنے خرچ میں لاتا ہوں تیسرا حصہ مصارف
کاشتکاری میں صرف کرتا ہوں اوسنے کہا یہی ہی وجہ ہے تیری انس عزت اور
وجاہت کی عند اللہ فقط اور علی ہذا القیاس جاننا چاہیے کہ طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام
کی وحی ہوتی ہے کہ اے جبرئیل ہم دوست رکھتی ہیں فلانے بندہ کو تو بھی دوست
رکھہ اوسکو حضرت جبرئیل اس وحی کو آسمانوں میں پہنچاتی ہیں حتی یوضع لہ القبول
فی الارض یعنی پہانتک کہ اوتاری جاتی ہے اور رکھدی جاتی ہے واسطے اوس
بندہ کے قبولیت زمین میں رزقنا اللہ تعالیٰ اور علی ہذا القیاس حال منفوضیت کسی
بندہ کا معاذ اللہ منہ اور علی ہذا القیاس جاننا شیاطین مسترقین کا طرف آسمان کے

اوپر اتلی ایک دوسرے پر قطار باندہ کر اور کچہہ ایک آدہی بات منجملہ احکام صادرہ
سے جو کہ کار پردازان جریان قضا و قدر کے تسفیت صادر ہوتے ہین کارخانجات
الہیہ مین سن آتے ہین جسوقت کہ اونپر رجم ہوتا ہے ایہاگ آتے ہین نیچی اور وہ
ایک آدہ امر جو ہونے والا ہوتا ہے جسکو سن آتے ہین اپنے اخوان کو جو اخوان الشیاطین
ہین کاہن اور اہل نجوم وہ سو جہوٹ اوپر اپنی طرف سے ملا کر اونکو خبر دیتے ہین وہ
اپنے معتقدین سے کہتی ہین آخر وہ ایک امر تو ظہور کرنے والا ہتا ہی اوسکی معتقدین
کل کلام کو اوسکی راست سمجہتی ہین کہ اس شخص کو غیب ذاتی ہے معاذ اللہ منہا حفظنا اللہ منہم
قال الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل الحنفی الافندی رح فی تفسیرہ المسمی بروح البیان
تحت تفسیر الآیۃ الشریفۃ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما قال ابن کثیر فی تفسیر
ہذہ الآیۃ ہے نص علی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی
والاحرے لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی ولا عکس
وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلعم من رحمۃ اللہ بالعباد ارسال
محمد صلعم الیہم ثم من تشریفہ لہ ختم الانبیاء والمرسلین بہ واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر اللہ
فی کتابہ ورسولہ فی السنۃ المتواترۃ من انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ہذا المقام
بعدہ کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وتشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم
والنیرنجات وکلہا محال وضلال عند اولی الالباب ثم قال الفاضل المذکور فی تفسیرہ
المذکور فریبا منہ غیر بعید وتنبأ رجل فی زمن ابی حنیفۃ رح وقال امہلونی حتی اجیئ
بالعلامات فقال ابو حنیفۃ رح من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی
کذا فی مناقب الامام وفی الفتوحات المکیۃ وانما لم یعطف الفلکی السلام الذی
سلم بہ علی نفسہ بالواو علی سلام الذی سلم بہ علی نبیہ ای لم یقل والسلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین بعد قولہ السلام علیک ایہا النبی لانہ لو عطفہ علیہ وقال والسلام

علینا لتوہم السلام علی انفسہم من جہۃ النبوۃ وہو باب قد سدہ اللہ کما سد باب
الرسالۃ من کل مخلوق بعدہ الی یوم القیامۃ ولیتبین بہذا ان لا مناسبۃ بیننا وبین
رسول اللہ صلعم فانہ فی مرتبۃ التی لا ینبغی لنا فانفرد بالسلام علینا فی طورنا التی
غیر علمنا والمقام المحمدی ممنوع لہ دخولہ لنا وغایۃ معرفتنا بالنظر الیہ کما ننظر الکوکب
فی السماء وکما ینظر اہل الجنۃ السفلی الی من ہو فی علیین فقد وقع للشیخ ابی یزید البسطامی
رحمہ فی مقام النبی صلعم قدر خرم ابرۃ تجلیا لا دخولا فاحترق وفی الفصوص من شرحہ للجامی
لا نبی بعدہ مشرعا او مشرعا لہ فالاول ہو الاتی بالاحکام الشرعیۃ من غیر متابعۃ
لنبی آخر قبلہ کموسی وعیسی ومحمد علیہم السلام والثانی ہو المتبع لشریعۃ النبی المتقدم
کانبیاء بنی اسرائیل اذ کلہم کانوا داعین الی شریعۃ موسی فالنبوۃ والرسالۃ منقطعتان
من حیث الموطن بانقطاع الرسول الخاتم فلم یبق الا النبوۃ اللغویۃ التی ہی الانباء
عن الحق واسمائہ وصفاتہ واسرار الملکوت والجبروت وقد قال قریبا من ہذا العبد
اسطر وقال فی الاشباہ فی کتاب السیر اذا لم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الانبیاء
فلیس بمسلم لانہ من الضروریات انتہی وقد رمز الی فی العالمگیریۃ ناقلا عن الیتیمۃ
مثل ما نقلہ فی روح البیان عن الاشباہ فحفظہ اللہ علیم بالصواب۔

قسطاس ہفتاد و چہارم کہتا ہوں میں تال التحقیق فتوحات مکیہ میں قطع
شرکت نبی ہے نبوت محمدیہ سے اور رسالۃ محمدیہ سے صلعم ہرگونہ خواہ بطور نبوۃ
صرفہ ہو یعنی شریعت نبی سابق کا تابع ہو یا خود مستقل التشریعۃ ہو بطور رسالت
کے عموماً وخصوصاً اور خود تفسیر عباسی میں تحت آیۃ خاتمیہ اس قسم کا مضمون
موجود ہے صریح کہ انبیاء کو ختم کیا ساتھ خاتم النبیین کے صلعم یعنی کوئی نبی باقی
نہیں رہا کہ مبعوث ہو اور نیز قسمۃ ابتدائی جو تالی کا راجح ہے طرف شرکت ہی کے
فی الجملہ جیسا کہ قسطاسیں میں ہماری تحقیق و تدقیق مدلل مفصل و مجمل مسطور ہے فتا

ولکن رسول اللہ ولکن کان محمد رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ بہ النبیین فلا نبی بعدہ ۱۲ من تفسیر عباسی ۔ ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغامبران است یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲ فتح الرحمان ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ۱۲ ترجمہ اردو مولانا شاہ عبد القادر بن حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ۔ قد تم فی یوم الاحد ثلث عشرہ من شہر رمضان المبارک الذی انزل فیہ القرآن فیہ لیلۃ خیر من الف لیلۃ اعطیتہا امتہ خیر الامم امتہ خاتم النبیین نبی آخر الزمان علیہ صلوٰۃ اللہ الرحمان ۔

قسطاس ہشتاد و پنجم بعید نہین بلکہ قریب تر ہے کہ مثبتین خواتم ستہ عجب نہین کہ بحوالہ حدیث ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم اثبات مطلب خواتم ستہ کرین جسکو روایۃ کیا ہے حضرت شیخ اکبر یعنی شیخ محی الدین محمد بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ مین اور بطور نقل حکایات بعض مشاہدات اپنے کے وقت طواف کعبہ معظمہ شرح اس حدیث شریف کی بدینطور کی کہ یہہ خطور ہوا کہ یہہ معاملہ عالم مثال سے ہے نہ عالم شہود سے اور توجیہہ اسکی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے اسطور پر کی کہ جس سے تعدد افراد عم ثابت ہو بلکہ تعدد آدم ثابت ہو چنانچہ نقل حکایت مذکور اور شرح حدیث مذکور ہم آخر کلام مین بیان کرینگے فقط اور تحقیق حضرت مجدد منجملہ مکاتیب اونکی کے مکتوب پنجاہ و ہشتم جلد ثانی مین موجود ہے جو بنام خواجہ محمد تقی صاحب مرحوم کے مرقوم ہوا لیکن مین کہتا ہون کہ اس سے مطلب حاصل نہین ہو سکتا بلکہ معاملہ دگرگون ہے بچند وجہ اول تو خود ناقل حدیث کے یعنی شیخ اکبر نے منطوق حدیث مذکور کو عالم مثال پر منطبق کیا اور منافقت یکدیگر متمثلین خواتم ستہ اور نافین اونکی کے درمیان عالم استادہ واقع ہے چنانکہ حضرت مجدد نے اوسکو قبول فرمایا کہ یہہ عالم شہادت سے نہین بلکہ شعبدہ ناسے عالم

مثال سے ہے ہم اخیر میں عبارت مکتوب مذکور اس باب میں ہو بہو نقل کر دیتے ہیں
دوسرے یہ کہ مسوق لہ الکلام بالغرض اس حدیث کا تعدد آدم ہے نہ خواتم
اور کچھ ضرور نہیں کہ تعدد آدم مستلزم ہو تعدد خواتم کو بالمعنی المصطلح الشرعی جو
عبارت ہے نبوت اول سے جو عوض ہے آدمیت سے ارباب شرع کو علی ہذا القیاس
خاتمیت سے اس واسطے کہ آدمیت مجامع ہے اولیت شرعی و ہم عقلی کو حال شرعی معلوم
ہو چکا حال عقلی اول نقطہ سلسلہ پیدائش نوع انسان ہے بخلاف خاتمیت کے کہ وہ مغایر
ہے خاتمیت عقلی سے اس لئے کہ خاتمیت شرعی یعنی وصف ختم خاتمیت عقلی سے منتہی ہو چکی ساتھ
حضرت خاتم النبیین صلعم کے اور حالانکہ سلسلہ عقلی افراد بشری تا قیام قیامت
باقی رہے گا پس ضرور ہوا کہ احکام و آثار آدمیت مذکورہ یکساں ہوں احکام و آثار
خاتمیت مذکورہ کو یعنی تکثر آدم سے لازم نہیں آتا تکثر خاتم جو اس حدیث شریف مذکور سے
مطلب اہل شطاب حاصل ہو اور بالفرض اگر بطور متقضی نفس اس مطلب پر اشارہ بھی پایا
گیا ہے تو اول تو یہ امر زیر آمد ہوگا عالم مثال پر تا کہ فرع مطابق اصل ہو موافق تحقیق
حضرت شیخ اکبر کی جو خود ناقل حدیث ہیں اور مسلم الطرفین ہیں علم ظاہر اور علم باطن میں
علی ہذا القیاس تحقیق حضرت مجدد قدس سرہ مطابق تحقیق شیخ اکبر قدس سرہ کی کہ ہر دو بزرگوار
متفق ہیں مراد حدیث مذکور میں ساتھ عالم مثال کی جسکا تادیہ مطلب تعدد و تکثر آدم نہیں جیسا عنقریب بنقل حکایت واضح ہوگا
اور قطع نظر اس سے اگر متعلق ہو عالم شہادہ سے جسکا تادیہ مطلب تعدد تکثر وہی جو قاطع لقاط مذکور ہے بطور
تحقیق حضرت مذکورہ بھی اور پھر تکثر ہو تو مخالف ہے نصوص قطعیہ کے جو دربارہ آدمیت اور
خاتمیت وارد ہیں کہ وہ تقاضا کر رہے ہیں صراحۃً و اشارۃً و اقتضاءً توحد آدمیت اور
خاتمیت مذکورہ کو جیسا کہ تمام وساطیس دلائل عقلی و نقلی سے برادر بالا مال ہیں لہذا یہ حدیث
شریف بھی اور ہو وقت مانند اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آدم کآدمکم الی آخرہ معتبر نہیں
اتنا دلیل لازم التوجیہ ہو کے مانند توجیہ امام قسطلانی وغیرہ کے اثر مذکور میں تیسری یہ کہ

بالطرز نو التقدیر اگر حضرت صوفیہ سابقہ کرام میں سے اکابر مانند شیخ اکبر و شیخ کبیر
صدر الدین قونوی معاصر حضرت جلال الدین محمد مولانا روم اور شیخ ثانی شیخ محب اللہ
الہ آبادی وغیرہم کا قول مکشوف معارض ہو کسی مسئلہ اصول دین کو ضد انحواسته
باشند کہ کسی طرح سے توجیہ نہیں ہو سکتا تو وہ مذہب مذہب منصور اور مقبول نہیں ہو سکتا
اور نہ قابل اعتقاد و اتباع ہے اول تو یہ کہ بنا اصول دین اور شرع کشف
اور الہام اور رؤیا اور وقائع اور منام اور تخیل اور انفاس و رشتہ یعنی اونگھ لینا یا
پینک وغیرہ حالات پر نہیں چھوڑے گئے بلکہ او پر وحی کے قرار پائے ہاں اگر
یہ امور موافق اصول دین ہوں تو معتبر میں شمارہ موئیدات دین سے ہیں کیا
نہیں دیکھا تو نے ای طالب منصف کہ دیکھنا آنحضرت صلعم کا خواب میں باوجود
جہیا التمثیل جسے نبوت کے کہ بر از نبوت میں سے ہے جیسا کہ تحقیق اسکی بعض
حسنا اس میں گذری دیکھنے والے کو صحابی نہیں کہہ سکتے چنانچہ تکمیل الایمان
میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ لکہتے ہیں بالجملہ نصیحت آنست
کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد اعظم بیرون نباید رفت و تابع آئمہ
مجتہدین باید بود خصوصاً در مادہ اتفاق و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشائخ
باید بود و حسن ظن و اعتقاد در ایشان باید داشت و توجیہ و تطبیق کلام ایشان
با کلام علما و مجتہدین باید نمود و در ریاضات و مجاہدات قدم سعی باید نہاد و کار
باید کرد و اگر استعداد کا ملست و نیتہ صادق و مجاہدہ قوی آنچہ از احوال و مواجید
و انوار کشف و یقین است خود بخود خواہد انداخت از تفوہ و تکلف و تقلید
در باب اعتقادیات ملاحظہ باید کرد و احتیاط باید نمود و ہو الموثق و فقنا اللہ و ایاکم
لما یحبہ و یرضی ۱۲ می گویم با اینہمہ معارف و مکاشفات و حالات رفیع و علوم سامی شیخ اکبر
موصوف قدس سرہ سے در بارہ اجتہاد در مسئلہ ایمان فرعون لعین میں خلاف نا منہ

اراکین دین و سالکین ارباب شریع متین وو عالم مکاشفہ و معارف ۲ یکن آئے
مستند غلطی او خطار اجتہاد مین صادر ہوئی کہ کہا فصوص الحکم مین بابت فرعون کی ظاہر
مطہر ابا منہم شیخ اکبر موصوف نے فتوحات مکیہ مین خلاف اسکی لکھا کہ در دوزخ را
مراتب و درکات است بعضہا اشد من بعض و در کہ از درکات او ہست کہ برای
اہل عتو و استکبار بر حضرت رب العزۃ است کہ اشد و اغلظ انواع کفر است مثل
فرعون و اشباہ او مگر یہ شیخ اکبر موصوف کو غالبًا یہ حدیث نہ پہنچی کی ہو جو حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین نقل کی فرمایا آنحضرت نے جس وقت ابوجہل
لعین جنگ بدر مین مارا گیا ان ہذا فرعون ہذہ الامۃ پس واضح ہوا کہ فرعون کا فر ہوا
مانند ابوجہل کے چنانکہ زیادہ تحقیق اسکی معہ رد و قدح لیا تکمیل الایمان مین ہے
اور رد اسکی لقب فرعون اضافی کے نسبت ابوجہل کے منشا ر لقب شرعی پایا
گیا بخلاف لقب خواتم ستہ کے فافہم مین کہتا ہون کہ ہرگاہ درباره اعتقادیات
پا یہ اجتہاد بطرز علم ظاہر جو مراد ہے استنباط کرنے نصوص آیات و اخبار سے
وہ جو قوی ہے کہ مسئلہ اجماعی ہے اوسکا یہ حال خطا ہو تو بطور مکاشفہ اس باب
مین خصوص بصورت مخالفت نصوص و ادلہ شرعیہ قویہ کے مقابل مین تو کوئی
چیز ہی نہین بشرطیکہ موجہ ہو سکی فط فافہم اور وہ عبارت مکتوب حضرت مجدد قدس سرہ
موعود النقل یہ ہے حکایتی می آرد در بعضی مشاہدات عالم مثال کہ در وقت طواف
کعبہ معظمہ جنید بغدادی ظاہر شدند کہ ہمراہ جمعی طواف می کنند کہ من الشان تنہینا سم و در ثنا
طواف ایشان دو بیت عربی خواندند یکی ازان دو بیت اینست ؎

لقد طفنا کما طفتم سنینا ٭ بہذا البیت طرا اجمعینا — یعنی البتہ تحقیق طواف کیا ہمنی جیسا
کہ طواف کیا تمنی سالہا سال ساتھ اس بیت کے سب نے چون این بیت شنیدم
در خاطر گذشت کہ اینہا ابدال عالم مثال اند و متعارف انخلو ریکی از ینہا بجانبت

نگاه کرد و فرمود که من از جملهٔ اجداد تو ام پرسیده ام بالـ
تو چه بود که از فوت من زیاده از چهل هزار سال است من گفتم بروے تعجب
گفتم که از ابتدای خلقت آدم ابی البشر علیه السلام بعدم هفت هزار سال
تمام نشده است فرمود تو از کدام آدم میگوئی این آدم است که در اول
دوره هفت هزار سال خلق شده است شیخ فرموده وقتی حدیث نبوی علیه السلام
که سابق تحریر یافت بخاطر گذشت که مویدا منقول است تم. و ما که مرفوع در این مسئله
بعنایت الله سبحانه آنچه برین فقیر ظاهر گشته است آنست که اینهمه آدم که پیش
از وجود حضرت آدم علیه السلام گذشته اند وجود شان در عالم مثال بوده است
نه در عالم شهادة همین حضرت آدم است که در عالم شهادة موجود گشته است
و در زمین خلافت یافته است و مسجود ملائک شده است غاینه تا فی الباب آدم
چون بر صفت جامعیه مخلوق گشته است و در حقیقت خود لطائف و اوصاف بسیار
دارد پیش از وجود او بقرون متطاوله هر وقتی از اوقات صفتی از صفات یا
لطیفه از لطائف او بایجاد خداوندی جل سلطانه در عالم مثال موجود گشته و
بصورت آدم ظاهر شده و مسمّی باسم او گشته و کار و بار آدم منتظر از وی
بوقوع آمده حتی که توالد و تناسل که مناسب عالم مثال است نیز بظهور پیوسته
و کمالات صوری و معنوی مناسب ان عالم نیز یافته و ثنایان عذاب و
ثواب گشته بلکه در حق او قایم شده بهشتی به بهشت و دوزخی بدوزخ رفته بعد از ان
وقتی از اوقات بمشیته الله تعالی صفتی یا لطیفه دیگر از صفات و لطائف او در
همان عالم بصفت ظهور آمده و کار و بار یکه از ظهور اول بوجود آمده بود از ظهور ثانی نیز
بوجود آمده و چون آن دوره تمام شد آخر الامر چون آن نسخه جامعه در عالم شهادة
بایجاد خداوندی جل سلطانه بوجود آمده و بفضل او تعالی معزز و مکرم شده اگر

قصه هزار آدم را مثلا آخرین آدم اند و دست و پای هم دیده و مبادی و منقبات
وجود او شده چه شیخ بزرگوار که زیاده از چهل هزار سال عمر او گذشته است لطیفه
بوده است در عالم مثال از لطائف حضرت شیخ که بعالم شهادت وجود داشته است
و طواف بیت الله میکرد و چه کعبه معظمه را نیز در عالم مثال تشبیهی و صورتی بوده است
که اهل آن عالم را قبله بوده و این فقیر در این باب نظر را دور و دراز نشاده و تعمق بسیار نموده
همین عالم شهادت آدم دیگر بنظر نیامده و غیر از صعبه های عالم مثال نا پیدا چیزی نکند
سی و کیم جلد ثالث میں بنام بدرالدین حضرت مجدد نے تحریر فرمایا ہے تمہارا کشوف خیالی
و ظهور مثالی اعتقادیات معتبرهٔ اہل سنت و جماعت را شکر الله سعیهم اندوسته درسند
و بجواب و خیال خود غره نشوند که نجات بی متابعت این فرقه ناجیه متصور نیست لیکن حضرت
مجدد نے فرمایا کہ یہ خلقت علیحدہ نہیں اور سب آدم علیہ السلام کی ہیں جن
لوگون کے دلمین مرض ہے ان کا بات سے تناسخ سمجھ جاتے ہیں اور قدم عالم
کے قائل ہو جاتے ہیں اور قیامت سے انکار کرتے ہیں معاذ اللہ فقط ایسی کہتا ہون
ہیں کہ منشا کلام ان بزرگوار اہل مکاشفہ ہی ایسا ہوا کہ اور آدم نہیں ہے تو تعدد
و تکثر آدم کے قائل نہیں بلکہ توحد آدم کے قائل ہیں اسلئے کہ عالم مثال انعکاس
ظلی الوجود ہے ایک مرتبہ ہی مراتب ستہ وجودیہ سے منجملہ مراتب تنزلات ازلیہ
زمرہ ممکنات سے موافق تحقیق حضرت صوفیہ کرام کے آخر اس حدیث شریف
ان اللہ خلق مائۃ الف آدم کے تاویل اور توجیہ مرادی بزرگوار سلف کی اور صرف ظاہر
مراد الفاظ پر توجہ نکری اور جیسا علم مکاشفہ میں اور جیسا علم ظاہر میں توفیق دی الٰہ علیہ
کہ خلاف نصوص قطعیہ ہے اور رد ہو کہا ہو لفظ مائۃ الف آدم سے کہ عدد مذکور مراد
ہے محض کثرت مراد ہے اور ما فوق الواحد کثیر ہے اس علم تصوف میں خصوصًا بحسب
وحدت وجود میں مثال اسکی یہ ہے کہ وجود ظلی باعتبار تقاضا سے اپنی معکوس

مجلی کے کبہی کثیر اور کبہی واحد اور کبہی کبیر اور کبہی صغیر اور کبہی دقیق اور کبہی لطیف کا بیان ہوتا ہے اور کبہی متحرک اور کبہی ساکن فافہم ولا تو تہم لیس علی ہذا القیاس موافق توجیہ اس حدیث ان اللہ خلق الف الف آدم کے فقرہ اولیٰ اثر ابن عباس رض مین جو فیہ آدم کادکم ہے جو امام قسطلانی نے اور امام سیوطی وغیرہ نے نقل کی ہے وہ بہی مراد ہے جو مطابق ہے مضمون عقاید اسلام کے پس مطابق مبدر اثر کے مقطع اثر مین جو فقرہ فیہ نبی کنبیکم اور فیہ محمد کمحمد بروایتہ دیگر ہے تو بہر صورت دہر بیلو لطریق اولی توجیہہ قابل واجب ہے اسلیے کہ مرتبہ اثر کثر انضر ہے اور نیز مرتبہ خاتم افضل ہے مرتبہ اول سے جو آدم ہے فقط انصاف شرط ہے۔ موعظہ حسنہ صدو خطا علیہم نہین اکابر ہی سے صادر ہوتی ہے اور اونہون ہی کی خطا کا بہی اعتبار ہے جنکی صواب کا اعتبار ہے نقص فضل و کمال و دیانت نہین بلکہ رجوع خطا سے بعد وضوح خطا طریق اکابر سلف صالح ہے زیادہ تر رد و نقض ہے امام ابو حنیفہؒ سے بمقابلہ تلامذہ اپنے کے صدہا مسایل مین رجوع ثابت ہے جو موجب اعزاز افتخار دارین اونکی کا ہوا ورنہ موجب تنافر اور تخالف و تعاند سجادگی اونکی کا ہوا بلکہ بموجب اس حکم حدیث شریف لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور موجب تآلف اور تآنس ہوا۔ مخلص و شیدا عالم فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل حکایت اپنی معاینہ کے کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۵۷ ہجری قدسی اپنی سیپارہ سنن ابی داؤد مین پیش خدمت حضرت اوستاذی اوستاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث قدس سرہ شاہجہان آباد مین وقت چار گہڑی روز برآمدہ سبق پڑہتا تہا اور پانچ چار صاحب جو ہمیشہ ساتھ ہمارے سامع تہے وہ بہی موافق معمول حاضر تہے ایک شخص آیا اور ایک فتوی پیش کیا حضرت ممدوح نے لے او سپر دستخط فرمادی دوبارہ اثنا سبق مذکور مین وہی شخص آیا لاکن مسابق مذکور اور فتوی دوسرا لایا پیش کیا حضرت

ممدوح نے بعد ملاحظہ فرمانے ہر دو کاغذ مہر اور دستخط اپنے اوتار کر اوس کاغذ کو پارہ
کر دیا فرمایا کہ غلط تہا اور دوسرے کاغذ پر مہر و دستخط مبارک اپنے حسب اور دلما تک
مہر و دستخط بتے ثبت فرمائے اور یہ کہا کہ میری طرف سے خدمت مین جناب
مولوی کریم اللہ دل کشوے والہ کی یہ عرض کرنا کہ مین آپ کا بہت شکر گزار
مدت العمر اس احسان کی تلافی مجہسی ہوگی آپ نے میری دستگیری کے آیندہ کو بہی
ایسی ہی عنایت کا متر صد ہوں فقط عرض کہ اسطرف مولوی کریم اللہ صاحب نے
آدمی بکوکو معہ کاغذات مذکور روانہ خدمت مولانا کیا اور اوسطرف وہان مجہ مولوی
حاجی محمد قاسم شاہجہان آبادی وغیرہ متر صد شروع بنیاد مناظرہ برقرار تہا جو اس
اثنا مین پیامبر مذکور نے ماجرا گذشتہ عرض کیا اوسوقت سب صاحب افسردہ
ہوئے آخر کار مولوی حاجی محمد قاسم صاحب موصوف نے یہہ فرمایا کہ اے صاحبو
اس شخص سے اگرچہ مخالف مسایل چند ہے مت اوجہو فرشتہ ہے انسان ہو
تو منافسہ زیبا ہے پس اللہ تعالے نے مولانا حضرت استاد کی اسمین زیادہ تر رونق
اور عزت بذریعہ اس حق شناسی کے بڑہائی کہ آج تک ملک خلافت تک یادگار
منقول رہے گی او نتیجہ حق شناسی اور حق پرستی آخرت مین تو ایسے ہی
لوگون کے واسطے ہے فقط اللہم ارزقنا اتباع الحق آمین ثم آمین فقط

قسط ہفتاد و ششم

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین اما بعد مرگاہ اس تحریر سے فراغ ہوا تو نظر بمزید احتیاط اتباعا للسلف
الصالح دربارہ کشف حال مسالہ خواتم ستہ رجوع جناب قدس حق تبارک و تعالے بعد
تقدیس الہی بطور اشتغال مراقبات علیہ مشایخ کرام حضرات چشتیہ و قادریہ بطور ورد
چشتیہ او قادریہ کے خصوص طریقہ علیہ ولی اللہیہ عزیزیہ سیداحمدیہ معروف بہ طریقہ محمدیہ
نوریہ کیا بعنایت الہی بجلسات و چند سلسلات تاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۵ ہجری قدسی صلی اللہ

اور ثابت کرتے ہیں بلا دلیل شرعی و بغیر حجت قوی کے باوجود آیہ تکذیب ما کان محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس باب میں فاضل بے نظام منجملہ
بے نظمی محکم ہے نہ مأول ۔ تو اس رسالہ ان ثانی لغایت رد منی و تابانی کو شافی
وکافی پایا و وافی پایا اعمال مبالغہ دلائل قاطع کے اور مبرہن ساتھ براہین ساطع کے
معتقدین عقیدہ باطل کی تقریر کا رد ہے کما ینبغی اور حقایق اور معارف کا نور آئین
سے حاشیہ منکئی ہو کر تصنیف ہے عالم نبیل کی اور تقریر ہے فاضل جلیل کی یعنی یہ
تقیۃ المحدثین مشفقی مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی عالی حسب فاروقی النسب
اعانہ اللہ فیما یحبہ و یرضاہ و جزاہ عن المومنین و الطالبین خیر الجزاء کہ اس بار رسالہ لطیف
بہ تفسیر مزید برد اسطے اہل اسلام کے تصنیف کیا امید کہ اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے
اور مفید طالبین حق و شافی امراض قلوب کرے آمین فقط

بحبل المتین ۱۲
محمد ناصر الدین

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالی اجمعین کہ زید بقوت صرف اس اثر عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما فی کل ارض آدم کادمکم و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراہیمکم و عیسی
کعیسیکم و محمد کمحمدکم و نبی کنبیکم لا عبرا استدلال کرتا ہے اس مطلب پر کہ مثل
اشرف المخلوقات و افضل الموجودات حضرت رسالت پناہ سید المرسلین خاتم النبیین
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو خاتم حقیقی ہیں چھ طبقات باقیہ
زمین میں مختص الوجود نہیں مگر چہ خاتم اضافی اور ہیں جیسی چھ آدم اضافی اور ہیں
اور یہ بھی کہتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے بموجب تحقیق اور تقریر و تحریر بعض
علماء کے اگر بصورت ثبوت خلاف اسکی میں اس عقیدہ سے تائب بھی ہو سکتا ہوں
پس یہ عقیدہ عقیدہ اسلام سے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اسلام نہیں اختراع جدید ہے اور ابتداع طریقہ نبی
معنی کہ شرکت فی النبوت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین لازم آتی ہے کیونکہ
خاتم معنی ہوگا بالضرور اور نبوت ختم ہو چکی قطعاً ثابت ہے تو خاتم النبیین ہونے میں فرق
نہیں ہے تا الفرض ان زمان خاتم النبیین ہے ہے خواہ زمان حیات شریف
خواہ بعد وفات شریف اور یہ عذر کہ جو انبیاء سابق زمان نبوت کے ہیں تو ان کی مگر ان
دلیل شرعی منقول اور تعلیم نہیں ہوئی بخلاف حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم
کے کہ وہ تھے نبی نہیں ہوئے تا کہ شرکت لازم آئی بلکہ خود بحکم النبوت سابق النبوة
باقی النبوة منسوخ الشریعة تابع الشریعة المحمدیة ہیں پس یہ عقیدہ خلاف ہے عقیدہ
اہل اسلام کے خصوصاً اہل سنت وجماعت کے ہو جیسا اس روایت قول سے ظاہر
ہے کتاب تمہید ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ ویجب الاعتقاد بانہ ما کان لاحد شرکۃ
فی النبوة لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا کان شریکا
لمحمد صلعم فی النبوة وہذا منہم کفر انتہی قطع نظر خاتمیت سے کیونکہ مسئلہ تو اس قدر کور
میں اثر بھی نہیں ہو کہ مستدل ہے بلکہ محض اختراع جدید ہے اور ابتداع شریعہ
اور نہایت قول غیر سدید نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم المرید واللہ اعلم
وعلمہ اکمل واتم وما حکم واسلم پس توجیہہ اس اثر کی وہی صحیح ہے یعنی آدمی غیر نبی
ساتھ ان اسماء کے جیسے کہ امام قسطلانی نے اور امام زرقانی اور شیخ جلال الدین
سیوطی رحمہم اللہ کی اور یہ خاتمیت زمانی یعنی بطور ترتیب سلسلہ وجودات زمانہ
ہے اور اس ہی اعتبار کہ نبی آخر الزمان یعنی شرعی ہے ثابت ہے بنصوص قطعیہ
ہے اور مسئلہ ہم الاجماع ہے کتبہ شیخ محمد فاروق تھانوی عفی عنہ
بلا شبہ قول کرنا ساتھ تحقق چھ خاتموں کے طبقات تحتانیہ ارض میں کسی فرد
اہل سنت والجماعت بلکہ مطلقاً فرق اہل اسلام سے نہیں شایاں یہ قول اختراع شیعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٹونک سے جواب حضرت مجیب بقیۃ المحدثین بارک اللہ فی عمرہ و

حق تحقیق ہے اور مطابق ہے آیات واحادیث کے اور اثر ابن عباس رض قطع نظر

ظاہر ہے کہ اسکی اسناد میں کلام کسی طرح مخالف ہے آیات اور احادیث صحیحہ

کے تو یہ ساقط الاعتبار ہوگی لامحالہ اور اعتقاد نبوت کی واسطے دلیل قطعی ضرور

ہونا چاہئے تاکہ اعتقاد نبوت آخری اعتقاد نبوت بلا دلیل قطعی در اعتقاد نبوت

غیر نبی کفر ہے کما قال الملا علی قاری رح فی ضوء المعالی اعتقاد نبوۃ من لیس

بنبی کفر انتہی — عبد الکریم ٹونک | عبد محمد یوسف دہلوی | محمد مسعود دہلوی | عبد الرحمن ثنا اللہ ... فقط

الجواب صحیح والمجیب نجیح | محمد یعقوب دہلوی — بہشت زوجہان محمد شاہ دہلوی | سید احمد ... عفی عنہ

ما قولکم رحمکم اللہ اجمعین کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا

نسبت جمیع طبقات ارضی کے سوای طبقہ ارض علیا کی تسلیم نہ کرے اور کہے کہ دوسری ہفت

انبیاء علیہم السلام کی خاتم ہیں جو کہ آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس ہی طبقہ ارض علیا میں ہوئے فقط ایسے عقیدہ عقیدہ اہل اسلام خصوصاً اہل سنت

وجماعت ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب یہ عقیدہ عقیدہ اہل اسلام ہرگز نہیں خصوص اہل سنت جماعت کا

پس ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتی پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ منکر ہے عموم بعثت

حضرت خاتم النبیین صلعم کا جو کہ ثابت ہے نصوص قطعیہ قرآنی سے قولہ تعالی ولکن

رسول اللہ وخاتم النبیین الآیہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا تبارک

الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور منکر ہے اوسکا جو کہ ثابت

ہے احادیث مشاہیر سے جو کہ قدر مشترک ہمارا متواترات میں مانند ارسلت

الی الخلق کافۃ وغیرہ اور یہ مسئلہ انجام کار اجماعی ہی ہوگیا ہے کہ اس عقیدہ پر اجماع اہل اسلام

خصوصاً اہل سنت وجماعت ہے پس منکر اوسکا ہرگز مسلمان نہیں ایسے شخص کے پیچھے

نماز جائز نہیں اور سیرہ او سکی معاملہ مثل معاملہ اہل اسلام کیسا کرنا نہ چاہیئے فقط

کتبہ احقر العباد شیخ محمد فاروقی تہانوی اسحاقی تلمذ عفی عنہ

بلاشبہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں | محمد ارشاد حسین | محمد مسعود | علاؤ الدین احمدی

محی الدین محمد عبد القادر احمدی | بہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا نہیں اور نماز پیچھے ایسے صاحب

عقیدہ کی درست نہیں | لکہ رشاد محمد عنایت الرحمن خان | محمد عبد القادر رامپوری

الحق کذلک شریف الاعلی الاعمی | محمد عبد الحسین | الجواب صحیح والمجیب نجیح | محمد یعقوب دہلوی

فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد دہلوی | مست درد وجهان محمد شاد دہلوی

سوال ما قولہم رحم اللہ درین کہ قول زید کہ بجا ارتفاع کلام اللہ یعنی فرقان حمید کہ بموجب

روایات احادیث معتبرہ بقرب قیامت خواہد بود آمدن قیامت مشروط است

کہ ہمین تقدیر یافتہ و ریعنی اگر چنین مقدر نمیشد یا ارتفاع کلام اللہ شریف بوقوع

در آید قیامت نیاید بشرط لقای عالم اگر نبی دیگر آید مضایقہ نبود فقط

شرعا صحیح است یا باطل و مسلمان را بچنین عقیدہ معتقد شدن جائز است یا نہ و مراد

از ارتفاع درین احادیث چیست بینوا توجروا فقط

الجواب مراد از ارتفاع درین اختتام است یعنی افراد کتب الٰہیہ و صحف الٰہیہ

کہ انزال آنہا بر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام در علم الٰہی جل شانہ مقدر شدہ بود بعد نزول

فرقان حمید باقی نماندہ علی ہذا القیاس کہ بعض از احکام آنہا کہ نوبت بہ نوبت می آمد

بارتفاع کلام اللہ یعنی فرقان حمید مسدود شدہ کہ اختتام یافت نہ فرد کتاب باقی

ماندہ نہ فرد نبی بخلاف ارتفاع کتب سابقہ مثل توریت و زبور و انجیل و دیگر صحف ابراہیم

و موسیٰ کہ بمعنی انتساخ و انتقال است کہ نوبت بنوبت بر افراد باقیہ از کتب و صحف و از یک

نبی بدیگر نبی منتسخ و منتقل شدہ می آمد یعنی افراد آنہا باقی بودند پس ارتفاع قرآن

مجید بذلک معنی اختتام است چہ کتاب خاتم الانبیا آخر الکتب است فقط و نباشد کہ یک کلمہ

حجت الٰہی بر تمام عالم تمام شد کہ احدی از افراد مکلفین آن وقت کہ ستہ دعوت
رابعت تم المفظ البشرا الشرآ شتہ انحو اہد باغدا آنوقت قیامت خواہد نالت برپا خواہد شد
چنانکہ مثلا بر قوم لوط حجت الٰہی بخاص خوانقکان تمام شد بود بر جان افراد مختصر
عذاب الٰہی از قبیل قیامت صغری بحکم حدیث من مات فقد قامت قیامتہ یا از
قبیل قیامت وسطی کہ ہلاک یک قرن میتواند شد نازل شد و چون نبی آخر الزمان
کہ سایہ امان الٰہی ست و کتابش از آثار رحمت ست ہرگاہ ازین سرود بیرون از سرا شست
سر طرف شد حجت الٰہی بر انسان بالکل تمام شد و سلسلہ نبوت و کتب آسمانیہ نازلہ
اختتام یافت افراد انبیاء و کتب و افراد اُمم در علم الٰہی جل شانہ سپری شد و
در آمدن قیامت را کہ وقت معلوم و معین ست بعلم الٰہی کہ ازان سر مو تقدیم و
تاخیر را نمیشاید کہ تقدیر مبرم است نہ معلق تا دران خبری گنجائش می شد لکن
قیامت صغری کہ اجل ہر یک فرد ست بود نہ قیامت کبری ست بحکم اذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون سر موتجاوز ازان نمیکند حال قیامت کبری
یعنی فنای کلی چہ گونہ تقدیم و تاخیر رامی شاید کہ خلاف این جملہ امور از محالات شرعیہ
اند پس بعد اختتام افراد کتب و اختتام افراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام آمدن نبی دیگر
را نتیجہ شکل بد وضع است و سراسر عقیم لا خیر فیہ است از محالات شرعیہ است یعنی بر تقدیر
شرط بقای عالم شرط باطل ست فکذا المشروط یعنی آمدن نبی دیگر ہم باطل است
و مراد از بقای عالم اگر نیامدن قیامت بالکل است باز آخرت در دانہ دنیای فانی
شد و ہو خلاف الشرع و النقل و العقل و اگر مراد تاخیر قیامت است فہو کذا لعقد الباطل
بالآیۃ المذکورہ و استحالۃ کذب یعنی خلاف وعدگی از جانب حق تعالے علاوہ بران نسبت
پس مومن را ہمچنین عقیدہ بد معتقد شدن نشاید کہ بالکل خلاف عقاید حقہ اہل اسلام و
اہل قبلہ است و اگر خواہ مخواہ بلا عقیدہ فضول گوئی است پس حرام است و گناہ کبیرہ

قسطاس معتاد و مقتطم مجیب کاتب الحروف احقر العباد شیخ محمد تهانوی کا نسبت فاضل اجل ابجل صاحب رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس کی بلفظہ نقل ہے کہ وہ معتقد اس عقیدہ فاسدہ کے ہیں یعنی کیونکہ وہ تکا محاورہ اول بخوبی معلوم ہے کو بخیتہ قلم اسی کی بابت قدیم زمن ہے خدا جانے کیا وجہ ایسی تحریر کی پیش آئی بخلاف صاحب عبارت دافع الوسواس وغیرہ کے کہ اونکا مجکو کچھہ حال معلوم نہیں اور نہ ان صاحبوں سے کبھی ملاقات حاصل ہوئی واللہ اعلم بالصواب نظر بحق تحریر ظاہر الاظہار تحقیق حق بہت سیر یہ تحریر ضرور ہوا فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب فی کل باب فقط

اس کتاب کو بلا اجازت مصنف کے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماویں

فایدہ کی عوض ناحق نقصان بہ اوٹھاوینگے فقط

العبد

محمد اکبر مہتمم اعلی پریس میرٹھہ

۱۲- جمادی الاول ۱۲۹۵ ہجری

مطابق ۱۴ مئی ۱۸۷۸ع

پہلی مرتبہ ۲۰۰ جلد